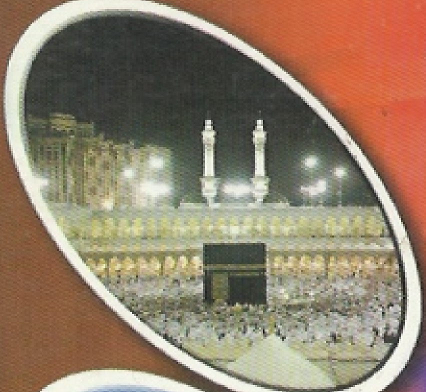
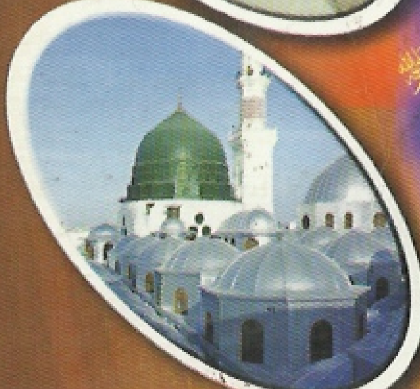
الله کے برگزیدہ بندوں نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ

مجھے اللہ عزوجل اور اُس کا رسول ﷺ کافی ہیں





تالیف

حضرت پیر سید محمد منصور شاہ صاحب مدظلہ العالی

قطب مدینہ پبلشرز

باہتمام

حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

عطاری کتب خانہ، G.K.2/44 شہید مسجد، کھارادر
کراچی، پاکستان فون: 0303-7234660
0303-7235442

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

میرے لیے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی کافی ہے

مصنف : شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر
حضرتِ علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام
حافظ محمد کاشف اشرفی قادری عطاری

ناشر

قطبِ مدینہ پبلشرز، عطاری کتب خانہ
G,K.2/44 شہید مسجد کھارادر، کراچی
پاکستان فون 0303-7235442 -0303-7234660

نام کتاب : میرے لیے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی کافی ہے

مصنف: حضرتِ علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام : حافظ محمد جناب محمد کاشف اشرفی قادری عطاری

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز،

عطاری کتب خانہ G,K.2/44 شہید مسجد کھارادر، کراچی

پاکستان فون 0303-7235442 -0303-7234660

ضخامت 143 صفحات

قیمت ; 50 روپے

کمپوزنگ ; عبید رضا عطاری کمپوزنگ (603734)

ملنے کا پتہ

ا۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

۲۔ مکتبہ غوثیہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبرا کراچی فون 4943368

۳۔ صفہ پبلشرز سولجر بازار، گلزار حبیب کراچی

۴۔ مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی/ شہید مسجد کھارادر کراچی 2314045

۵۔ مکتبہ المصطفیٰ /۴۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ ابرائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی۔

۶۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی فون 203918

۷۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ آرام باغ کراچی فون 2637897

۸۔ مکتبہ البصری چھوٹی گٹی حیدرآباد سندھ فون 641926

۹۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور/ ۹۔ سنی کتب خانہ۔ مرکز

۱۰۔ اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۱۰۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

۱۱۔ قادری کتب خانہ ۹۰ سیمنٹی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون 591008

۱۲۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781 ۱۳۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ۔ ۱۴۔ مکتبہ قطب مدینہ،

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

فقیر کو عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب اویسی قادری عطاری نے رسالہ ''ہمیں اللہ کافی ہے'' کا فرمایا لیکن مصروفیت سے فقیر تیار نہ کر سکا۔ عزیزم فاضل مکرم علامہ صاحبزادہ پیر سید محمد منصور شاہ صاحب زید مجدہ نے تیار کر کے فقیر کو تصدیق کے لیے دیا۔ فقیر نے مطالعہ سے یہ تاثر لیا کہ موصوف نے موضوع کے ہر پہلو سے بحث کی ہے اور خوب' دعاء ہے اللہ موصوف کی مساعی قبول فرمائے اور عوام اہلِ اسلام کے لیے مشعل راہ بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور پاکستان

۲۴ رجب ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ خالق السموات والارضین والصلوٰۃ والسلام علی منی کان نبیۂ وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین

امابعد! قارئین محترم یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ازل سے حق و باطل آپس میں برسر پیکار چلے آرہے ہیں۔ رحمانی اور شیطانی قوتوں کا ٹکراؤ ایک فطرتی عمل ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حق کے مقابل باطل کے پاس ہر قسم کی فراوانی ہوتی ہے۔ مال وزر ہوگا۔ عیش وعشرت کسی بھی لحاظ سے باطل مالی وجہ سے کمزور نہیں ہوتا مگر تمام تر سہولیات کے باوجود حق باطل پر غالب آیا ہے۔ اور روزِ محشر تک یہ معرکہ حق و باطل یونہی بپا ہوتا رہے گا۔ اور حق باطل پر غالب آتا رہے گا۔

ہمارا شہر میانوالی ایک پرامن شہر ہے۔ الحمد اللہ آج تک یہاں کسی قسم کی دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ مگر کچھ عرصہ سے شرپسند عناصر میانوالی کی پرامن فضا کو بدامنی میں تبدیل کرنے کی مذموم کوشش کررہے ہیں۔ میانوالی شہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں پر اکثریت سنی بریلوی عقائد کے حامل افراد کی ہے۔ مگر اقلیت میں موجود افراد اپنی تعداد کو بڑھانے کی خاطر ہر قسم کا ہتھکنڈہ استعمال کررہے ہیں امپورٹڈ شدہ مولویوں کو میانوالی کی سرزمین پر مکمل طور پر سکونت دے رکھی ہے۔ جو فرقہ واریت کو ہوا دینے کی خاطر قرآن کا سہارا لے کر موجود ہیں۔ ان نام نہاد مفسرین قرآن کی اپنی شہرت تو یہ ہے

کہ ان حضرات کو اپنے علاقہ میں کوئی جانتا پہچانتا نہیں ہے ان حضرات کی اپنے علاقوں میں کوئی حیثیت نہیں ہے کوئی ان کی تقریر سننے کو تیار نہیں ہے مگر یہاں پر وہ ''استاذ العلماء ''مفسرین قرآن اور مناظر اسلام بنے بیٹھے ہیں۔ اور پھر اچنبہ کی بات تو یہ ہے کہ جوان مولویوں کے شائق ہیں وہ اتنا تو تدبر کریں کہ اگر ان کی اپنے علاقہ میں کوئی حیثیت ہوتی تو یہ یہاں پر کیوں مقیم ہوتے۔ اگر یہ اتنی اہم نایاب' ممتاز شخصیات ہیں تو ان کو اپنے علاقہ کے لوگ پروٹوکول کیوں نہ دیتے۔ مگر عوام بھی تو جاہل ہیں غور وفکر کا مادہ ان کے اندر بھی نہیں ہے۔ اور یہ بھی ایک فطرتی تقاضا ہے کہ جیسے عوام ویسے حکمران جیسے عوام جاہل عقیدہ کے مالک ہیں اب ویسے ہی جاہل مولوی ان پر مسلط کیے ہیں۔ یہ کرائے کے مولوی صرف اور صرف میانوالی کی فضا کو مکدر کرنے کی کوشش میں یہاں مقیم ہیں آئے روز نت نئے مسئلے من گھڑت فتوے صادر کر کے امن وآتشی کی فضا کو خراب کرنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔

علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت ہمیشہ سے پر امن رہے ہیں۔ ہمارا عقیدہ' نظریہ ہمیں پر امن رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ ہمارے پروگرام میں دہشت گردی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ نواز شریف دور میں جب دینی مدارس کا (Audit) (آڈٹ) ہوا تو الحمدللہ حکومت نے جو رپورٹ جاری کی اس کے مطابق اہلِ سنت وجماعت کا ایک بھی مدرسہ ایسا نہیں تھا جو غیر ملکی امداد پر چل رہا ہو۔ وہ دیوبندی' وہابی' تبلیغیوں اور غیر مقلدوں کے ہیں۔ حکومتی رپورٹ سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں کی اس وطن عزیز (پاکستان) کے ساتھ کتنی محبت وفاداری ہے۔ قابل غور بات تو یہ ہے کہ آخر بیرون ممالک ان کی امداد کس کھاتے میں کر رہے ہیں۔ کیا یہ مولوی امریکیوں انگریزوں عیسائیوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں۔ انکے بچوں کو دینی ٹیوشن پڑھاتے ہیں سوچیں اور سمجھیں یہ کرم نوازیاں صرف اور صرف اسی وجہ سے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے درمیان

منافرت پھیلائیں۔ فرقہ واریت کو ہوا دیں۔ اور مسلمانوں کو مسلمان سے لڑائیں کفر و شرک کے فتوؤں کو عام کریں۔ کلاشن کوف کلچر کو فروغ دیں تا کہ پاکستان کی جڑیں کمزور ہوں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فتوے لگانے والے ملاؤں نے ہی قیامِ پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

لفظ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کو غلیظ القابات سے نوازا تھا۔ یہ انگریز اور ہندو ایجنٹ، غیر ملکی اشاروں پر ملک پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی خاطر فرقہ واریت کو ہوا دے کر ملک دشمن کا بدترین ثبوت دے رہے ہیں۔ فی الواقع ایسے غلیظ فتویٰ جات صادر کرنے والے انگریز، ہنود یہود کے ایجنٹ ہیں جن کا مطمع نظر صرف اور صرف صیہونی طاقتوں سے دوستی اور ملک پاکستان کی تباہی ہے۔ فقیر نے بارہا اخبارات کے ذریعہ سے حکومت سے مطالبہ کیا ہے اس کتابچہ کے ذریعہ سے پھر مطالبہ کر رہا ہوں کہ وہ سپریم کورٹ کے جج صاحبان پر مشتمل اعلیٰ سطح کمیشن تشکیل دے۔ جو قرآن وحدیث کی رو سے توحید، شرک و بدعت کی تشریح کرے، فقیر جماعت اہلسنت کے ایک ذمہ دار شخص کی حیثیت سے حکومت کو اختیار دے رہا ہے اور یہ اختیار پوری جماعت کی طرف سے تصور کیا جائے کمیشن کے فیصلہ کے مطابق جس مکتبہ فکر کے عقائد و نظریات قرآن وحدیث سے متصادم ہوں ان کو مرزائیوں قادیانیوں کی طرح ملک پاکستان میں اقلیت قرار دیا جائے۔ تا کہ ملک سے فرقہ واریت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ ممکن ہو سکے۔

۲۔ اگر حکومت جزو نمبر (۱) نہیں اختیار کرتی پھر حکومت دونوں مقتدر علمائے کرام کے مابین مباہلہ کرائے فقیر کو ان دو صورتوں کے علاوہ تیسری کوئی صورت نظر نہیں آتی جو کہ فریقین مباہلہ کرلیں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے توقع ہے حکومتِ وقت فقیر کی معروضات پر ہمدردانہ غور کرے گی قارئین محترم میانوالی کی بھولی بھالی عوام کو ان عقائد سے برگشتہ کرنے کی خاطر مذاہب باطلہ آئے روز کوئی نہ کوئی زہریلا پروپیگنڈہ

شروع کردیتے ہیں کہ جاہل مطلق، اُجڈ قسم کے لوگ مناظر، مفتی محدث ومفسرین عوام کے اندر منافرت پھیلا رہے ہیں وہ حضرات جن کی ظاہری تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے مگر دین وقرآن کے متعلق ہر چوک پر لب کشائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں غضب خدا کا جن کو ناسخ ومنسوخ کا قاعدہ نہیں آتا۔ وہی سب سے بڑا عالم دین بنا ہوا اور دوسرے فرقہ کے جید اکابرین پر شرک و بدعت کے فتوے لگا رہا ہے۔ ان جاہل مجہول ان پڑھ انگوٹھے لگا افراد کے متعلق دنیا تفسیر کی مایۂ ناز شخصیت جن پر مخالفین کو بھی کافی اعتماد ہے امام المفسرین سید المفسرین حضرت سیدنا محمود احمد آلوسی بغدادی مفتی آفندی کا قلم صادق آتا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو۔

قال فی تفسیر قوله تعالیٰ قل حذه سهیل ادعوا الی الله علی بصیرة انار من اتبعنی وسبحن الله وما انا من المشرکین وبقوله و فی الآية اشارة الی انه بغنی للداهی الی الله ان سکرن عاضا بطریق ایصال الیه سبحانه عالماً بما یحب له تعالیٰ رما یجرز و ما ممع جل شانه والد عاة الی الله تعالیٰ الیوم من هو لاء الذین نبو انفسم اطالارشاء بزهمهم اجهل من حمار الحکم تاماً وهم لعمری فی صلالة مدلهمة ومهمامة یحارفهیا الخزیت وهم یحبون الهم یحسنون صنعا وبس صا کانو یعضون ؟ روح العانی ص ۷۳ ص ۱۳

ارشادِ باری تعالیٰ ہے قل هذه سیفی ادعوالی الله عفی بصیرة انارمن اتبعنی وسبحن الله وما انا من المشرکین علامہ نعمان آفندی آلوسی یوں تفسیر فرماتے ہیں آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف داعی پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی طرف پہنچنے کے راستے سے خوب واقف ہو کہ اسے یہ معلوم ہو کہ اس پر اللہ کی طرف سے کون سی

واجبات جائز ہیں اور نا جائز کیا ہیں کہ لیکن آج کے داعی حضرات جو اپنی زعم میں رشد کا کام کرتے ہیں کہ جاہل اور محکم گدھے ہیں تمام عمر اس گھٹا ٹوپ گمراہی میں اندھیرے میں بھٹکتے پھریں گے وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ پیشہ بہت برا ہے۔(بحوالہ روح المعانی ص ۸۲ جلد ۱۳)

آفرین صد آفرین علامہ آلوسی کے ایمان پر جو فرماتے ہیں کہ میرے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور صفات جانتے اور نہ صفات کو بھی جانتے ہیں جب علامہ آلوسی کے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہیں تو ہمارے زمانے کے جاہل مبلغین جن کی جہالت اظہر من الشمس ہے ہزار چند محکم گدھے ہیں۔

قارئین محترم ان جاہل مبلغین واعظین کے متعلق ایک اور حوالہ پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ان جاہلوں کو کسی پر جرح کرنے یا فتویٰ لگانے کا کوئی حق حاصل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جاہل واعظ سے فرمایا کہ تم قرآن میں ناسخ و منسوخ جانتے ہو تو واعظ نے کہا کہ نہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیا۔اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دیا۔(شمس العارفین اور معارف القران ص ۲۸۰ جلد ۱) میں دیو بند امت کے مفسر قرآن مولانا محمد شفیع بانی دار العلوم کراچی نے لکھا ہے کہ حضرتِ علی نے فرمایا کہ ھلکت واھلکت مع زیادہ اور فرمایا کہ میری مسجد سے نکلو اور آئندہ نہ آنا۔عبداللہ بن حسین کی موافقت کے لیے اپنے بیٹے محمد کو نصیحت کرتے ہیں۔

یابنی احد الجاھلِ وآن کان ناصحاً کما عدر العاقل اذا کان لک عدوٌ (عقد الفرید ص ۹۹ جلد ۲) قارئین محترم یہ جاہل لوگ اپنی جانوں کے دشمن ہو گئے ہیں جہالت کے سبب تو ہم نصیحت کرتے ہیں مسلمانوں کو جیسا کہ نصیحت کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن حسن نے اپنے بیٹے کو کہا اے مسلمانوں کہ اپنی جاہل قوم سے اجتناب کرو کیونکہ یہ اپنی جانوں کے دشمن ہیں تو تمہارے بھی دشمن ہیں بطریق اولی تو کوئی اپنے دشمن کو کیا وعظ ونصیحت کرے گا بلکہ یہ طریقہ مسنونہ کے بھی دشمن ہیں کہ جو بغیر منبر کے وعظ کرتے ہیں شامی کی عبارت یہ ہے۔

التزکیر علی المنابر واعظ والا تعاظ سنة الانبياء والمرسلین (شامی ص ۲۹۹ جلد ۵)

جب یہ چوک چوک قریہ قریہ دکان دکان والے تمام کے تمام جاہل ہوئے تو جاہلوں کے قول پر اعتماد جائز نہیں جب کہ صاحب روح البیان نے فرمایا ہے یعنی کہ تم صاحبِ علم کو جاہلوں کے اقوال وافعال پر اعتماد جائز نہیں اور جب ایک آدمی جاہل بن جاتا ہے تو اس پر وعظ ونصیحت کوئی اثر نہیں کرتی۔ (روح البیان سورہ جمعہ) اور پھر عقد الزہر میں ہے۔

ترجمہ: جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تجھے ضرر پہنچائے گا۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ موجودہ جاہل مبلغین جو قرآن قرآن کی رٹ لگا کر عوام الناس کو گمراہ کر رہے ہیں مع امراء طبقہ جو تقریباً سب ان پڑھ ہیں ان پڑھ اور جاہل کی مثال اندھے اور چوپائے کی ہوتی ہے۔ یہ حضرات تو ویسے ہی شرعی تبلیغ کے اہل نہیں ہیں فقہ، اصول تفاسیر اور احادیث کا متفقہ فیصلہ ہے جو جاہل ان پڑھ خود کو مبلغ یا مرشد، یا واعظ یا عابد اپنے گمان فاسدہ کے ساتھ ظاہر کرے تو وہ محض اصل کا گدھا ہے۔ جو اپنے چکر پر ساری عمر گھومتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں نے کوسوں سفر کیا۔

ان کے متعلق صاحب روح البیان نے جو تحریر فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

روح البیان کی عبارت فی تفسیر قومه تعالیٰ ومزایته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم ای لفاتکم والوانکم ان فی ذلک لایات

للعالمین بکسر لام ای المتصفین بالعلم کما تولہ تعالیٰ ومایعقطھا الا العالمون وخص العلماء لا نھم اھل انظر والا ستدلال وون الجھال المشقرینو عطا الدنیا وزخار نھارفی زمانا قوم لا یحصی حدودھم غالب علامہ الجھل بظام العلم ولعتب الاھواء والمعبدلغیر علم کھار الطاھر نہ یلد ولا یقطع المافقہ والعلماء رحمتہ للجھال والکبار رحمۃ للمھازوالنبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ بخلق واللہ تعالیٰ رحم تجلقہ

ترجمہ: یہاں علماء کو قاضی کر دیا گیا کیونکہ وہ صاحب استدلال اور صاحب نظر ہیں نہ جہل جو دنیا کی زیب و زینت میں مشغول ہیں ہمارے زمانے میں ایک قوم ایسی ہے جو ان گنت ہے ان پر علم کی جگہ جہالت، خواہشات نفسانی کی اتباع غلبہ کر چکی ہے۔ اور بغیر علم کے عابد بن بیٹھے ہیں ان کی مثال اس گدھے کی ہے جو رہٹ کے گرد اپنا سفر پورا کرتا ہے۔ علماء جاہلوں کے لیے بڑے چھوٹوں کے لیے اور حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق کے لیے رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے۔ (روح البیان سورۃ روم)

قارئین محترم! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس شیطانی گروہ کی یہ سب کاوشیں اسی لیے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہوں اور ہماری افرادی قوت میں اضافہ ہو باطل ہمیشہ سے ہی ایسا کرتا چلا آرہا ہے کہ حق کے مقابل اس کے پاس افراد کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہو۔ ان گمراہ فرقوں کے امراء کی بھی یہ نیت ہے کہ ان کے ماننے والے تعداد میں بڑھ جائیں تو اس بارے میں حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا امام غزالی نے فرمایا۔

ترجمہ: یعنی جس کا یہ مقصد ہو کہ میرے ساتھی اور پیروی کرنے والے زیادہ ہوں تا کہ میرا دبدبہ قائم ہو تو حقیقت میں یہ شخص دین کی تباہی کرنے والا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ اس مضمون کو ہم نے کتاب العلم میں ذکر کیا۔ (احیاء العلوم)

لہذا ہم ان جاہلوں بے علموں کو کہ

تعلیم یا فتی فالجهل عار ولا یرضی ھی الا الحمار

کہ اے جاہلو علم حاصل کرو۔ کیونکہ جہل عار ہے۔ اور اس پر کوئی راضی نہیں ہوتا مگر جب کہ علامہ آلوسی نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پہلے مدارس اہلِ سنت میں با قاعدہ داخل ہو کر علم دین حاصل کریں پھر تبلیغ کا شوق پورا کریں۔ قارئین محترم جہاں ان میں جہالت کی انتہا ہے وہاں ان جاہل مبلغین میں خوارج کی بھی علامات پائی جاتی ہیں۔

یہ علامت جو خوارج سابقہ کے اندر اور آجکل دیو بندیوں وہابیوں میں موجود ہے، بخاری شریف میں حدیث مجادلہ ہے قرآن کریم کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ نام نہاد توحید مواحد کا مقام صحابہ کرام میں کیا ہے۔

کان ابن عمر ابراهیم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار جعلوها علی المومنین (صحیح بخاری شریف ص ۶۷۶ جلد سوم) ترجمہ حضرتِ ابن عمر خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ برا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

قارئین محترم بخاری شریف کی حدیث مبارک کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور فیصلہ کریں کہ اس حدیث کے عامل کون ہیں؟ اولیاء کرام پر اور اکثریت مسلمانوں پر بتوں والی آیات کون لوگ چسپاں کر رہے ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، تکون بعدی الحمده یهتدون بهدای وه یستنون بسنتی وسیقوم فهیم رجال قلوبهم قلوب ایشاطین فی چشمان انس (صحیح مسلم)

ترجمہ: میرے بعد ایسے پیشوا پیدا ہوں گے جو میری ہدایت سے ہدایت نہ پائیں

گے۔ اور نہ میرے طریقے پر چلیں گے ان میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ جن کے دل شیاطین کے دل ہوں گے۔ انسانی لباس میں۔ نیز فرمایا (عاۃ علیٰ ابواب جھنم من اجابھم قزفوہ فیھا) دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ان کی باتیں مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ تشریح یعنی ایسے گمراہ پیشوا جو لوگوں کو ہدایت کے لباس میں گمراہی دیں گے۔ خیر دکھا کر شر دکھائیں گے توحید کی آڑ میں گستاخی رسول کی تعلیم دیں گے، شربت ظاہر کر کے زہر پلائیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں بھیجنے کا سبب ہوں گے۔ حضرتِ خذیفہ بن یمان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ صفھم لنا یا رسول اللہ آپ ہمیں ان کی پہچان بتا دیں فرمایا۔

نعم ھم قوم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتا (صحیح مسلم) ہاں وہ ہمارے گروہ (مسلمانوں میں) سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے۔

قارئین محترم آج عرب پر کن لوگوں کی حکومت ہے بد مذہب شیوخ مسلط ہیں جن کا کردار بھیڑیے سے زیادہ برا ہے اور جن کی گستاخیاں قابلِ تحریر نہیں ہیں، تمام ہر خصلت کے بدعقیدہ وہاں پر اکٹھے ہیں اور مسلمانون کے عقائد کو حرم کعبہ میں بیٹھ کر برباد کر رہے ہیں ان عرب شیوخ کے اگر مزید کارنامے پڑھنے ہیں تو استاذی محمد فیض احمد اویسی رضوی کی کتاب ''امام حرم اور ہم'' اور دیوبندی فکر کے دانشور شورش کشمیری کی کتاب ''شب جائے کہ من بودم'' تاریخ نمبر کا مطالعہ مفید رہے گا۔ نیز نبی اکرم نے ارشاد فرمایا۔

یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین ینسبون للناس جلو العنان النتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الدنیا (ترمذی حصہ دوم)

ترجمہ: آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانے دنیا کمائیں گے۔ (دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکا دیں گے) لوگوں کے سامنے بھیڑیوں کی کھال پہنیں گے۔

خود کو نصیحت پسند اور خوش اخلاق ظاہر کریں گے تا کہ لوگ انہیں پاکباز اور خدا رسیدہ سمجھیں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔ (حالانکہ) ان کے دل بھیڑیوں کے سے (خونخوار) ہوں گے۔"

تشریح:

یعنی یہ حضرات دھوکہ سے جھپٹ کر لوگوں کے دین وایمان کو لوٹنے والے ہوں گے اور واقعات شاہد ہیں کہ یہ تمام باتیں سارے وہابیوں دیوبندیوں میں بہ تمام وکمال موجود ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے امت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔

"لایزالون یخرجون حتیٰ یخرج آخرھم مع الدجال فاذا یقتصوھم شر الخلق والخیقه

یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی اور اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں بدتر ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا جس کے اندر مسلمانوں کو تاکید خاصی ہے۔ فرمایا انا ایکم وایاھم ان لوگوں کو اپنے قریب نہ آنے دو اور نہ تم ان کے قریب جاؤ۔ انہیں خود سے دور رکھنا، اور خود بھی ان سے دور رہنا تا کہ تم ان کی گمراہیوں سے بچے رہو تاریخ شاہد ہے کہ فتنہ خوارج نے اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اتنا کفار نے نہیں پہنچایا۔ فقیر اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کر رہا ہے تا کہ مسلمانوں پر ان کے سابقہ کرتوت بھی عیاں ہو جائیں۔ فقیر نے ابتدائی صفحات پر جن خدشات کا ذکر کیا ہے ان سابقہ ادوار پر نظر ڈال کر فیصلہ کریں کہ فقیر کے خدشات بعینہ درست ہیں۔ لہذا احقر ان کے اکابرین کی کارستانیوں کو بیان کر رہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

انہوں نے سب سے پہلے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں انتشار وافتراق کا بیج بو کر مسلمانوں میں جنگ وجدال کی آگ بھڑکائی، انہی کی مذموم سازشوں کے نتیجہ

میں حضرت امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دے کر واجب القتل ٹھہرایا ان ہی لوگوں نے علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف تلوار بلند کی اور حضرتِ علی کرم اللہ وجہ اور مسلمانان امت کے خلاف صف آراء ہو کر جنگ کی اور مجاہدین اسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان و شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں پانچ ہزار کی تعداد میں مقتول ہو کر جہنم رسید ہوئے چونکہ یہ لوگ حضرتِ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل تھے۔ اپنی گرفتاری اور قصاص سے بچنے کی خاطر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے درمیان قاتلان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے معاملہ پر اجتہادی اختلاف کو اس طریقے سے اچھالا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دونوں پاکباز گروہ چاروناچار آپس میں ٹکرا گئے۔ جب صلح کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اپنی طرف سے حَکَم یعنی پنچ مقرر کیے۔

حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حَکَم مقرر کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو ان خارجیوں نے کہا۔ علی اور معاویہ دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو حَکَم مان لیا اور پھر دس ہزار کی جمعیت سے عَلَم بغاوت بلند کر کے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جنگ کے لیے صف آرا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی اور ان کے حکم سے خوارج کے پاس گئے اور پوچھا۔ امیر المومنین کی کون سی بات تم کو پسند نہیں آئی؟ انہوں نے کہا۔ واقعہ صفین میں علی نے ابو موسیٰ اشعری کو حَکَم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الحکم الا اللہ حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ اسی قرآن میں یہ

آیت بھی تو ہے فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ۔ زن وشوہر میں خصومت ہو جائے تو ایک حَکَم اس کی طرف سے بھیجو اور ایک حَکَم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔'' (دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب و امداد وغیرھما میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوائے ایمان اور اثبات کی آیتوں سے انکار)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہو گئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی اور اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی اور ذوالفقار حیدری سے جہنم واصل ہو گئے۔ ان کے چند آدمی بچے جن کی ذریت آج وہابیوں کی شکل میں امت مسلمہ کے لیے وبال بنی ہوئی ہے۔

خوارج کے قتل ہو جانے پر کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان خوارج کی نجاست سے زمین کو پاک کیا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ''کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے؟ ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا دوسرا سر اٹھائے گا۔ حتی یعطرج آخرھم مع الدجال یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔''

اگرچہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خداداد شجاعت وقوت سے خوارج کو درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔ تاہم ان کی زیر زمین سرگرمیاں جاری رہیں اور بالآخر آپ نے بدبخت ملجم خارجی کے ہاتھوں سے جام شہادت نوش فرمایا

انا للہ وانا الیہ راجعون.

اس کے بعد یہی خوارج مختلف ناموں سے مختلف صورتوں اور شکلوں میں ہر زمانے میں موجود رہے ہیں کبھی زیر زمین رہ کر اور کبھی علی الاعلان حتیٰ کہ مختلف زمانوں میں روپ بہروپ بدلتے ہوئے ابتدائے تیرہویں صدی ہجری میں سرزمین نجد سے ابن

عبدالوہاب نجدی کے ذریعہ جماعت وہابیہ کی صورت میں یہ عظیم فتنہ نمودار ہوا۔

اور وہاں سے پھیل کر دوسرے علاقوں میں پہنچا۔ برصغیر پاک وہند میں سید احمد رائے بریلوی اور محمد اسماعیل دہلوی کے ذریعہ فتنہ وہابیہ کو فروغ ہوا اور پھر بعد میں یہاں کے وہابی مختلف ناموں سے مختلف گروہوں میں منقسم ہوگئے جو تا حال دونوں ممالک پاکستان اور ہندوستان میں سرگرم عمل ہیں۔ مذہب وہابیہ کی تمام تر بنیاد تحریف قرآن وحدیث اور دھوکہ وفریب پر قائم ہے یہ لوگ قرآن وحدیث کا نام لے کر قرآن وحدیث کے خلاف راہ دکھاتے ہیں' اسلام کی دعوت دے کر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں ان کا مذہب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کے خلاف ہے۔ جو امور قرآن وحدیث سے بالوضاحت ثابت ہیں' جن امور پر صحابہ کرام علیہم الرضوان' تابعین' تبع تابعین سے لے کر آج تک مفسرین' محدثین' علمائے حق اور اولیاء امت کا اجماع ہے اور ان امور پر عمل پیرا ہیں یہ وہابی ان امور کو شرک وکفر قرار دے کر ان سب کو مشرک وکافر ٹھہراتے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے مسلمہ راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ امت مسلمہ سے کٹے ہوئے ہیں۔ پس وہابیہ کے تمام گروہوں پر قرآن کریم کا فیصلہ ناطق ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی ویتبع غیر سبل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساتت مصیرا (پ۵ع۱۴)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔'' فرمان الٰہی سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔ اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے ہوتی ہے کہ فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ 'من شذشذفی النار (مشکوۃ باب الاعتصام)

سواد اعظم کی اتباع کرو (امت کی بڑی جماعت کے ساتھ رہو) بلاشبہ جو سواد اعظم سے علیحدہ ہوا وہ الگ ہی آگ (جہنم) میں جائے گا۔"

قارئین محترم اتنی ساری طویل گفتگو کے باوجود ایک نکتہ ابھی باقی ہے۔ جو خوارج کے متعلق ہے۔ کہ یہ قرآن کریم کے حصوں اور تاویل میں تحریف کریں گے۔ جبکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

کتاب اللہ اطباً تجاوز حناجرھم یمرقون محی الدینکما یمرق السھم منالرمتیه (بخاری شریف ص ۶۷۷ ج)

جب کہ صحیح مسلم میں ہے یعلون الکتاب اللہ لیناً رطباً (الحدیث) اسکے تحت حضرت امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں۔

ومحناہ سھلاً کثرۃ حفظتھم وقیل لیاً ای یلوون النستھم به ای تحیرفون معانیه وتادیبه

یعنی حضور مخبر صادق ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو آسانی سے پڑھ لیں گے اور کثرت سے حافظ قرآن ہوں گے نیز یہ مسئلے بھی بیان کیے گئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے معنوں میں تاویل میں تحریف کرلیں گے۔ اور غلط مطلب نکالیں گے اس کی تشریح وتصدیق اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے جو فقیر نے گزشتہ صفحات پر بیان کی ہے۔ موقع کی مناسبت سے ترجمہ دوبارہ تحریر کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں تاکہ فقیر کی گزشتہ صفحات کی بحث مکمل ہو جائے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ برا جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات قرآن کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

فقیر کی تمام بحث اور آج کے وہابیوں کے درس قرآن ومسئلہ لھذا کے موضوعات پر تقاریریں سن لیں اگر ایک لفظ کا بھی فرق ہو تو فقیر کی وہی سزا جو چور کی سزا ہے فقیر نے

جس ہاتھ سے یہ تحریر لکھی ہے بے شک فرق محسوس ہونے پر ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا جائے مزید حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث میں آیا کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) میں ناپسند کرتا ہوں اور مکروہ جانتا ہوں اس شخص کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا اثر دیکھتا ہوں۔

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ پیشانی پر یہ علامت خوارج کی علامت ہے اور خوارج کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الخوارج کلاب النار. (طبرانی شریف ص ۱۱۷ جلد۲ مطبوعہ مصر حیوۃ الحیوان ص ۶۰ جلد۱)

کہ خوارج جہنم کے کتے ہیں تو جب جہنم کے کتے ہوئے تو ظاہر ہے کہ دنیا کے کتوں سے بدتر ہوئے اور دنیا کا کتا کوئی شخص مسجد میں نہیں چھوڑتا لہذا ان خوارج کو مسجد میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے وہابیوں کے خارجی ہونے کے بارے میں اسلاف نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے چنانچہ زبدۃ المفسرین علامہ احمد صاوی رحمتہ اللہ الباری ۲۵۵ ج ۳)

ان الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدواً آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں کی یہ آیت ان خارجیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو قرآن پاک اور حدیث کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں اور پھر اس تحریف کے ذریعے مسلمانوں کے خون بہانے مال و متاع لوٹ لینے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ انہی جیسے لوگوں سے اس زمانے میں بھی مشاہدہ میں آیا ہے یہ لوگ سرزمین حجاز میں ایک فرقہ ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ حق پر وہی ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھلا دیا ہے۔

یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی خسارہ میں رہنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دے تو معلوم ہوا کہ یہ گروہ

شیطانی گروہ ہیں۔ لہذا ان سے بچنا چاہیے ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا، کھانا پینا سب ناجائز ہے۔

قارئین محترم طویل بحث کے بعد ابھی فقیر کے ذہن میں ایک نکتہ باقی ہے جس کی وضاحت وتشریح کرنا نہایت ہی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ تمام کا تمام کتابچہ مسئلہ شرک پر ہے۔ اور کل کے خوارج اور آج کے دیوبندی وہابی سارا زور شرک پر دیتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس امت میں شرک کا احتمال باقی ہے اور کیا اس شرک کے متعلق قرآن وحدیث میں کوئی ایسی روایت ملتی ہے جس کی رو سے کہا جائے کہ موجودہ امت کے اندر شرک ہورہا ہے۔ اور امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوگئی ہے۔

اس بات کی تشریح فقیر بہت ہی زیادہ اہم وضروری سمجھتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان مشرک نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی امت پر بے شمار لطف وکرم اور نوازشات فرمائی ہیں۔ جملہ اکرام ونوازشات میں سے ایک ہے کہ ایمان لانے کے بعد امت محمدیہ ﷺ دوبارہ پلٹ کر کفر وشرک کی طرف نہیں جائے گی۔ اگر آپ عمیق نظر سے دیکھیں تو سابقہ امم میں ایسا بھی ہوتا رہا کہ کسی نبی کی امت ایمان لائی مگر اس نبی مکرم کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد وہ طرح طرح کی برائیوں وخرافات میں مبتلا ہوگئی۔ حتی کہ انجام کار وہ شرک کے اندھیروں میں جا گری مگر یاد رکھو کہ ایسا معاملہ امت مصطفوی ﷺ کے ساتھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے آخری ایام میں اس چیز کا اعلان فرمایا تھا یہ وہ زبان ہے جو رب کریم کا عرش ہے اور اسی زبان سے قیامت تک کے علوم بیان فرمائے گا۔ اور اسی زبان مبارکہ کے متعلق اللہ کریم نے واضح ارشاد فرمایا (لاینطق ھوی الا وحی یوحی)

ترجمہ: جو زبان اس وقت تک حریت ہی نہیں کرتی جب تک رب کائنات حکم نہیں

فرماتا وہی شرک کے خاتمہ کا اعلان ان الفاظ میں فرما رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں بخاری شریف کی حدیث دلپذیر ہے۔

ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک دن احد کی طرف گئے اور شہدا احد پر مثل نماز جنازہ نماز پڑھی پھر منبر پر آ کر فرمایا میں تمہارے واسطے کام کو درست کرنے کے لیے آگے چلنے والا ہوں میں تم پر گواہ ہوں میں حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ یا یہ فرمایا کہ زمین کی کنجیاں اور بات ہے مجھے اپنے بعد بخدا تمہارے مشرک ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے ہاں یہ ضرور ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں نہ پھنس جاؤ۔ (بخاری شریف کتاب المغازی ص ۵۵۲ جلد دوم حدیث نمبر ۱۲۵۴)

تشریح:

قارئین محترم! مندرجہ بالا حدیث کو بار بار پڑھیں اور آخری الفاظات نبوی ﷺ پر غور کریں کہ اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ پاک پیغمبر ﷺ فرما رہے ہیں بلکہ اللہ کا نبی ﷺ خدا کی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ میں اپنی امت کے بارے میں شرک کا اندیشہ نہیں رکھتا مگر وہابیہ کی جرات کو تو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ کریم کو رد کرتا ہے اور بار بار مسلمانوں کو مشرک بناتا ہے۔ شرک کے ناپاک فتاوے صادر کرتا ہے اور سفہاء الاحلام وہابیوں کے سوا سارے مسلمانوں کو مشرک تصور کرتا ہے منکرین وہابیوں کو قرآن و حدیث میں شرک بجھائی دیتا ہے مثلاً مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو امور بیان فرمائے ہیں یہ سب امور وہابیہ خبیثہ کے نزدیک کفر و شرک میں داخل ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) قابل غور مقام ہے کہ جو لوگ بلاوجہ اکثریت سنی مسلمانوں پر شرک کے غلیظ فتوے لگا کر اس منصب سے نیچے آنے کو تیار نہیں وہ حضرات پیارے آقا نبی محترم ﷺ کی اس صحیح حدیث کی طرف کیوں توجہ نہیں دیتے؟ قارئین محترم اس

حدیث کو امام مسلم اور امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا۔ اتنے بڑے آئمہ حدیث کا اس روایت کا بار بار ذکر کرنا اور مخالفین کا یوں اس کے خلاف ہونا دین کی حقیقی روح سے نا آشنائی کے سوا اور کچھ نہیں ان خوفِ خدا سے عاری لوگوں کے متعلق مخبر صادق نے مزید ارشاد فرمایا صاحبِ عقل کے لیے وہی کافی و شافی ہے۔ کہ میرے آقا تاجدار کائنات ﷺ کی نگاہِ مبارکہ میں ان شرک فروشوں کا کیا مقام ہے۔ اس حدیث کو بھی ایک ایسا شخص نقل کر رہا ہے جو خود ابنِ تیمیہ کا شاگرد ہے۔ ہر مخالفین کے تمام گروہ کا اس پر بھاری اعتماد ہے حافظ عماد الدین ابن کتب جواب صاحب تفسیر ابنِ کثیر کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آیئے روز شرک شرک اور پھر شرک کے غلیظ فتوے نافذ کرنے والوں کے متعلق میرے آقا علیہ السلام نے کیا ارشاد فرمایا ابنِ کثیر کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں۔

ان مما اخاف عليكم رجل قرا القرآن حتى اذا رؤيت بمهجنه عليه وكان ردانه الاسلام اعتراه الیٰ ماشاء الله نسلخ منه و تبذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف ورماه باشرک قال قدمے يا نبى الله ايهما اولى باشرک الم فى الوالرمى ؟ قال بل الرامى صدا اسناد جيد

(تفسیر ابنِ کثیر ص ۲۶۵ جلد۲ مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: بے شک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر اس کی اقلق بھی نظر آئے گی اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام بن جائے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ یہ چیز اس کو لاحق رہے گی پھر اس شخص سے وہ حالت چھن جائے گی وہ ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ جس پر شرک کا فتویٰ تہمت لگے گی وہ شرک کا حقدار ہوگا یا شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا

فتویٰ لگانے والا (اس حدیث کی سند جید ہے)

تشریح:

قارئین محترم آپ اگر گزشتہ صفحات پر روشنی ڈالیں تو آپ کو بخاری شریف کی وہ حدیث بھی ملے گی کہ میرے آقا علیہ ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ مجھے کوئی خوف نہیں کہ میری امت میرے بعد مشرک ہوجائے گی یعنی شرک کرے گی۔ اور پھر اس حدیث نے تو شرک فروش مولویوں کا تیا پانچہ کرکے رکھ دیا ہے اور حقائق پر پڑی باطل کی دبیز تہہ کو صاف کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے آقا علیہ ﷺ کی نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب فتنہ پرور لوگ سنی اکثریت عوام پر بے تکے فتوے لگائیں گے تب ہی تو میرے غیب دانِ نبی کریم ﷺ نے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمع غفیر میں شرک فروشوں کے پردہ کو چاک کرکے رکھ دیا اور فرمایا کہ وہ "اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ بھی صادر کریں گے اور ہتھیار سے حملہ آور بھی ہوں گے۔ اور ساتھ ہی وضاحت بھی فرمادی کہ فتویٰ لگانے والا از خود مشرک ہوگا۔ آج آپ اپنے اردگرد معاشرے پر نظر دوڑائیں کہ کون لوگ ہیں جو شرک کے فتوے صادر کررہے ہیں ان کا باطنی کردار سرکار ﷺ کی دوسری حدیث پڑھ کر دیکھ لیں کہ آج اکثریت سنی مسلمانوں پر شرک کے فتوے کون لگا رہا ہے اور بارگاہِ حبیب علیہ السلام میں ان کا اپنا کردار کیا ہے دوسروں کو شرک کہنے والو نبی کریم ﷺ کی نگاہ و بارگاہ میں تم خود سب سے بڑے قابلِ وضاحت ہو۔

فقیر اسی کی وضاحت بھی تاریخ کے آئینہ میں کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہے، پہلے حدیث مبارک کے الفاظ پھر وضاحت ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوں گے" کیا نبی صادق ﷺ کی یہ پیشگوئی بھی سچ ثابت ہوئی ہے ملاحظہ فرمائیں شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) اپنے مسلک کے موافقین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے تھے اور

انکے قتل اور مال لوٹنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ اور پھر مسلمانوں کی تکفیر اور انکے قتلِ عام کے جواز اور ان کے اموال لوٹنے کی اباحت پر شیخ نجدی خود لکھتے ہیں۔

''وعرضت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم فى الاسلام وان قصرهم الملائكة والانبياء والاولياء يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذلك هو الذى احل وماء هم واموالهم (شيخ محمد بن عبدالوهاب نجدى متوفى ۱۲۰۶ھ، كشف الشبهيات ص ۲۰، ۲۱ از ماخوذ تاريخ نجدو حجاز ص ۴۲، ۴۳ مطبوعه ضياء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ترجمہ: اور تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کا توحید کو مان لینا انہیں اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان لوگوں کا نبیوں اور فرشتوں سے شفاعت طلب کرنا اور انکی تعظیم سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا ہی وہ سبب ہے جس نے ان کے قتل اور اموال لوٹنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اور شیخ عطا محمد بن عبدالوہاب کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلان جہاد کیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول نہ کیا اس طرح مجھے بھی ان لوگوں کے خلاف تلوار (ہتھیار) اٹھانا ہے۔ جو عقائد کی بیماریوں میں جکڑے ہوئے ہیں جو لوگ اصلاح کرتے ہوئے ہماری تحریک کے رکن بن جائیں گے۔ ان کا خون و مال محفوظ ہوگا۔ وگرنہ جزیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور اگر جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کریں گے۔ تو پھر تلوار اٹھانے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں (شیخ احمد عبدالغفور عطار کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ص ۱۵۵)

ایک اور مقام پر شیخ عطار لکھتے ہیں ''شیخ الاسلام نے دیکھا کہ ان کی (مسلمانوں کی بیماری انبیاء کی تعظیم اور ان سے شفاعت کا طلبگار ہونا) خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ تو وہ مجبور ہو کر ان کے مقابلہ میں تلوار پکڑ کر میدان میں اترتے ہیں۔ خیال رہے

کہ نیکی کے فروغ اور برائی کے استحصال کے لیے جنگ کرنے کا نام شریعت مطہرہ میں جہاد ہے۔ اور اس کی مشروعیت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ص ۱۶۴)

قارئین محترم۔علی طنطاوی بھی ابن عبدالوہاب کے حامی ہیں۔اور شیخ نجدی کے مسلمانوں کے ساتھ قتال کو حضرت ابوبکر کے مانعین زکوۃ سے جہاد پر قیاس کرتے ہیں حالانکہ یہ قیاس باطل ہے کیونکہ زکوۃ فرض عین ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور اس کے برخلاف انبیاء کرام کی تعظیم اور ان سے شفاعت طلب کرنا قرآن کریم کا مامور اور حدیث شریف کا مطلوب اور صحابہ کرام کا معمول ہے اس کو غیر اللہ کی عبادت قرار دینا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔شیخ نجدی نے اپنے زمانے سے پہلے کی تمام امتِ مسلمہ کو جو بیک جنبش قلم کافر قرار دیا، یہ بات طنطاوی کو بھی ہضم نہ ہوسکی۔ وہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وحين اذكران الشيخ كاديكفر المسلمين جمعيا الاجماعته مع ان هؤلاء المسلمين لم ليعبدوا (جمعا) القبور لم ياتوا (جمعيا) المكفرات وانما فعل ذلك عورمهم، وان فيهم العلماء والمصلحين اقول ليس للشيخ عذر (علی طنطاوی جوہری مصری متوفی ۱۳۵۳ھ کتاب محمد بن عبدالوہاب ص ۳۶)

ترجمہ: اور جب میں سوچتا ہوں کہ شیخ نجدی اپنے موافقین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے حالانکہ تمام مسلمانوں نے نہ قبروں کی عبادت کی ہے اور نہ کوئی کفریہ کام کیے ہیں۔ اگر کچھ کیا ہے تو عام لوگوں نے خصوصاً جب کہ مسلمانوں میں علماء اور مصلحین بھی موجود ہیں تو میں شیخ نجدی کی تکفیر کی صحت کے لیے کوئی عذر نہیں پاتا۔ (ماخوذ تاریخ نجد وحجاز ص ۴۳) قارئین محترم: آخر میں فقیر فتاویٰ شامی کی عبارت نقل کرتا

ہے تاکہ فقیر کی تمام بحث مقصد ہو جائے۔ فتاوی شامی ہر فریقین کے نزدیک مسلمہ ہے جس سے کسی بھی صاحب علم کو انکار نہیں ہوسکتا۔

فتاوی شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں "یعنی جب کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہے کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر انہوں نے غلبہ کیا۔ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کیطرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا یہ عقیدہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو بھی ہمارے مذہب کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں شرک ہے۔ اسی لیے انہوں نے اہلِ سنۃ کا قتل جائز سمجھا اور اہلِ سنت کے علماء کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ وہابیوں کی شوکت کو اللہ تعالیٰ نے توڑا اور ان کے شہروں و ویران کیا اور اسلامی لشکر کو ان پر فتح دی یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔ (فتاوی الشامی ص ۳۴۹ جلد ۳ باب البغاوت) بعینہ یہی دستور دیوبندیوں وہابیوں موودودیوں کا ہے ان کے عقائد کے جو بھی خلاف ہو وہ مشرک اور بدمذہب ہے۔

قارئین کرام فقیر نے انتہائی اختصار کے ساتھ حدیث کے الفاظ ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ اس کی تاریخ کے آئینہ میں وضاحت کی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی کتب کے اخراجات سے اثبات پیش کیا ہے۔ قارئین محترم سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث مبارک میں دونوں جزوئیات کی تشریح کردی ہے اور میرے آقا ﷺ کی دونوں پیشنگوئیاں سچ ثابت ہوئی ہیں مسلمانوں کو مشرک بھی بنایا جا رہا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے گئے مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا گیا مال و اسباب کو لوٹا گیا اور اب بھی باقیاتِ عبدالوہاب انہی ارادوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

شرک شرک کا عام استعمال ہو رہا ہے اور کلاشنکوف کا بھی اب قارئین محترم خود فیصلہ کریں کہ مشرک کون ہیں مواحد کون ہے بدعتی کون ہے؟ اور ماحی بدعت کون ہیں۔ حق کون ہے اور باطل کون ہے قرآن و حدیث پر عمل پیرا کون ہے اور قرآن و حدیث کا

مخالف کون ہے۔ تفسیر قرآن اور شرح حدیث کا مصداق کون ہے اور تفسیر قرآن وشرح حدیث کا تاویل وغلط تشریح کرنے والا کون ہے۔ فقیر اپنا یہ فیصلہ انصاف پسند طبقہ پر چھوڑتا ہے کہ فقیر کی تحریر کے آئینہ میں سچ اور جھوٹ کا بھی فیصلہ کریں اور مشرک اور مواحد کا بھی تاکہ معاشرہ سے فتویٰ فروشی کا سدباب ہو سکے۔

وجہ تالیف:

قارئین محترم اب آپ کے اذہان میں یہ بات ہوگی کہ آخر اس اتنی ساری بحث کا مقصد کیا ہے اس تحریر پر مغز کی وجوہات کیا ہیں۔ تو قارئین محترم اس تحریر کا صرف ایک ہی مقصد حاضر ہے وہ یہ کہ میانوالی میں خارجی معتزل کی صورتوں میں توحید پرست گروپ موجود ہے اور اپنے بڑوں کی سنت پر عمل پیرا ہو کر ہر بات پر شرک بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں ان کا طریقہ کار مختلف صورتوں میں منظر عام پر آتا رہتا ہے۔ کبھی توحید سنت کانفرس کبھی پیغام قرآن وسیرت خیر البشر کانفرنسوں کی صورت میں کبھی دورۂ تفسیر القرآن ودرس قرآن کی بھیانک شکل میں اور کبھی جہل مولوی کی تحریر کی شکل میں الحمدللہ جماعت اہل سنت تقریر کے میدان میں تو ان کو چاروں شانے چت کرتے رہتے ہیں جب کہ تحریر کا فریضہ اکثر خیر انجام دیتا رہتا ہے۔ اس تحریر کے پیچھے بھی ایک مقصد موجود ہے میانوالی شہر کی مختلف دکانوں اور گھروں میں ایک کیلنڈر دیا گیا بعنوان ''کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں ہے؟'' پھر نیچے، داتا، غوث اعظم، غریب نواز، مشکل کشا، گنج بخش، دستگیر، ان چھ القابات کو قرآن کی آیات بینات پر پیش کر کے عقائد عوام اہلسنت کا رد کیا گیا اور حاشیہ پر دیا گیا کہ یہ تمام صفات اللہ کی ہیں اللہ کے علاوہ ان صفات کا کسی غیر پر اطلاق شرک کے زمرے میں آتا ہے پھر اسی کیلنڈر کو بنیاد بنا کر بھولے بھالے سنیوں کے ایمان واعتقاد پر ڈاکہ ڈالا گیا اور ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ بریلویوں کے پاس اس کا جواب نہیں ہے فقیر نے جب اس لاجواب کیلنڈر کو بطور مطالعہ کے لیے مانگا تو یہ کہہ

کر دینے سے انکار کر دیا کہ سنی بریلوی اور بالخصوص فقیر اس کا جواب دے دے گا۔ نادانوں اگر یہ اتنا ہی لاجواب ہے تو پھر چھپانے کی کیا صورت بہر صورت کافی کوشش کے بعد فقیر کو کیلنڈر مل گیا یہی کلینڈر اسی القاب کی وجہ سے بنا خیر لاجواب کیلنڈر کو جواب دے رہا ہے۔ توقع اپنے غیروں کو خوب تسلی ہوگی۔ کیلنڈر کو شائع کرنے والے اور پھر اس کو تشہیر کرنے والے اور اس پر اترانے والے حضرات کا قرآن وحدیث سے خاکہ پیش کرنا ضروری سمجھتا تھا جو کہ پیش کر دیا گیا تا کہ عوام الناس پر ان نام نہاد مواحد پرستوں کی حقیقت کھل جائے اب فقیر اس کا جواب تحریر کر رہا ہے۔ فقیر ایک کلینڈر کے چھ سوالات کا جواب ایک کتاب کی صورت میں دے رہا ہے تا کہ مخالفین کو اترانے کا موقع نہ مل سکے اس کا نام فقیر آیاتِ قرآنی در جواب خرافاتِ شیطانی رکھ رہا ہے۔ وجہء تالیف کے بعد ہی فقیر کی اس کتاب کا مقدمہ پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے اب ان کے ان چھ سوالات کا جواب دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ لکھنے اور پھر اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

وما علينا الا البلاغ المبين

احقر الانام

محمد منصور شاہ بریلوی غفرلہٗ

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

بمطابق ۲۲ نومبر 2000ء بروز بدھ۔

باب نمبر ا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔قارئین محترم ادارہ دارالسلام لاہور کی طرف سے جاری کردہ کیلنڈر کا آغاز سورہ یوسف کی اس آیت کریمہ سے ہوا ما تعبدون من دونہ الآسماء سیمتموھا انتم واباو کم ماانزل اللہ بھا من سلطن ط

ترجمہ: تم اس کے سوانہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری۔ یہ ترجمہ کنز الایمان شریف کا ہے جب کہ اب فقیر وہ ترجمہ تحریر کر رہا ہے جو کیلنڈر پر تحریر ہے ملاحظہ فرمائیں۔(اس (اللہ) کو چھوڑ کر جن کی تم بندگی کرتے ہو وہ تو بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے اس کی تو کوئی سند نازل نہیں کی۔

قارئین محترم! اس آیۃ کریمہ میں تین لفظ ہیں جن پر فقیر بحث کرے گا لفظ تعبدون لفظ من دونہ اور لفظ سلطن سب سے پہلے تو فقیر علمائے دیوبند واہلحدیث سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کون سا سنی بریلوی مسلمان ہیں جو اولیاء کرام اغواث زمان اقطاب اور انبیاء کرام بشمول رسول کائنات ﷺ کی پرستش بندگی یا پوجا کرتے ہیں۔انہوں نے اس آیت کا انتخاب کر کے ہم پر چسپاں کیا اور ترجمہ میں ثابت کیا کہ ہم مقبولان خدا کی بندگی کرتے ہیں۔یہ دیوبندی وہابی اہلحدیثوں کا دعوی ہے کہ ہم مقبولانِ خدا کو الہٰ کہتے ہیں تو وہ دلیل پیش کریں۔تقریر سے تحریر سے کہ ہم بندگی کرتے ہیں۔کوئی سنی بریلوی مسلمان کسی بھی مقبول خدا کی بندگی نہیں کرتا اگر کہ مقبول خدا کو الہٰ سمجھ کر بندگی کرتا ہے تو ان گستاخوں بہتان بازوں کو فتوی لگانے کی ضرورت ہی نہیں فقیر پوری جماعت اہل سنت

کی طرف سے فتویٰ دیتا ہے کہ ایسا شخص مشرک ہے مشرک ہے بلکہ سو بار مشرک ہے، اور اگر کوئی بھی سنی مسلمان بندگی نہیں کرتا تو پھر بہ روئے حدیث جو گزشتہ اوراق پر گزر چکی ہے فتویٰ لگانے والے خود مشرک ہیں اور مشرک ہیں بلکہ سو بار مشرک بھی ہیں۔ کاذب بھی ہیں گستاخ و منافق بھی ہیں۔ اور ہر اعتبار سے خبیث و پلید بھی ہیں۔ لہذا قارئین محترم کوئی بھی سنی مسلمان کسی بھی قرب بندہ کو الہ سمجھتا ہے اور نہ بندگی کرتا ہے۔ وہی مزاراتِ مقدسہ کو امام اہلِ سنت مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے بندگی تو درکنار مزارات کو چومنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ جو امام اس مسئلہ میں اتنا محتاط ہو وہ خود یا اس کے مسلک کے پیروکار کس طرح شرک کر سکتے ہیں جس امام کے نزدیک اس وجہ سے بوسہ جائز نہیں جو کہ کہیں ان پڑھ حضرات سے احتیاط نہ ہو سکے اور سہواً قصداً سجدہ ہوتا رہے۔ اور توحید کی حقیقت مسخ نہ ہو جائے وہ ان مقبولانِ خدا کی پرستش و بندگی کا حکم کیونکر دے سکتا ہے۔ اگر ایک ان پڑھ اُجڈ، جاہل مجہول محکم اگر ہے نام نہاد توحید پرست کو اتنی احتیاط و علم نہ ہے کہ غیر اللہ کا سجدہ شرک و حرام ہے اور اللہ کریم کے علاوہ کسی دوسرے (غیر) کی بندگی جائز نہیں ہے تو اہلِ سنت و جماعت کا ایک عالم باعمل اس قدر جاہلانہ فعل کس طرح کر سکتا ہے کم از کم عقل کے اندھوں کچھ تو سوچو کہ اھٹ کے چوپاؤں کو توحید والوہیت کا پتا ہے اور ہم کو نہیں ہے اور اگر کوئی پڑھا لکھا سنی عالمِ دین یا غیر عالمِ دین کہیں کسی بھی مقبول خدا کی بندگی کر رہا ہے یا اس کے تقریراً یا تحریراً حکم دے رہا ہے یا دیتا ہے تو لے آؤ ھاتو برھانکم ان کنتم صدقین کبھی بھی کوئی دلیل نہیں لا سکتا۔ ان لم تفعلو فان لم تفعلو

یاد رکھو۔ عوام اہلِ سنت کی اکثریت پر اس قسم کے جاہلانہ فتویٰ بازی کرنے والو اپنا ٹھکانے کا تعین کر لو

وقودہ الناس والحجارۃ واعدت للکفرین یہ تمہارا ٹھکانہ ہے، فقیر رہتی دنیا

تک چیلنج کر رہا ہے کہ ایک ہی دلیل لے آؤ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ہم مقبولان خدا کو پہلے الٰہ مانتے ہیں اور پھر ان کی بندگی کرتے ہیں۔

قارئین محترم! اب فقیر لفظ ماتعبدون کی طرف آتا ہے کہ عرب گرائمر کی رُو سے یہ لفظ استعمال کہاں ہوتا ہے۔ فقیر جب ان کی کتابوں یا تحریروں کو پڑھتا ہے تو عقل چکرا جاتی ہے کہ کاش ان کو کسی علامہ کی سوجھی ہوتی اور جو مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں اور مفسر قرآن استاذ العلماء بنے ہوئے ہیں ان سے بھی فقیر کا ان کو یہی مشورہ ہے کہ حضرت کتاب الصرف وکتاب النحو ایک بار پھر پڑھو تا کہ تم کو صرف ونحو کے اصولوں کی سمجھ تو آ جائے تم مدارس سے فارغ التحصیل نہیں ہوئے بلکہ فقیر کی نظر میں فارغ الدین ہوئے ہو۔ فقیر لفظ ماتعبدون کو عربی گرامر پر پیش کرتا ہے کہ یہ لفظ کہاں استعمال ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اس روایت میں لفظ عبارت کل کا عبد میں ما کا لفظ ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے ہے اور ذوی العقول کے لیے من آتا ہے لہذا اس روایت میں لفظ کا تعبدون آیا ہے گرامر کی رو سے یہ بے جان چیز کے لیے آتا ہے۔ اب فیصلہ صاحب علم کی عدالت سے لیں کہ ولی شہید، صدیق، غوث، قطب، ابدال، اور انبیاء غیر ذوی العقول (بے جان) ہیں کم از کم کچھ تو عقل سے کام لو مقربین خدا کی دشمنی نے تمہاری عقل کو بھی صاف کر دیا ہے سچ کہا ہے کسی صاحب علم وفراست نے ولکن الوھابیہ قوم لا یعقلون لہذا ثابت بلا شبہ غیر ذوی العقول ہیں مقربین خدا اور رسول علیہ السلام تو کامل العقول ہوئے ہیں اگر اس عبارت میں وہ یعنی مقبولانِ خدا مراد ہوتے تو ما عبد کی بجائے من عبد ہوتا قارئین محترم کیلنڈر تشکیل دینے والوں نے ماتعبدون من دونہ سے مراد انبیاء کرام، اولیاء کرام، صدیقین شہداء اور دیگر مقبولان خدا کو لیا ہے۔ ان حضرات کی فہم وفراست تو آپ کے سامنے ہے کہ غیر ذوی العقول اور ذوی العقول کے معانی و مطالب کو بھی نہیں سمجھ سکے۔ اور گرامر کی رو سے الفاظ کے استعمال سے ہی ناآشنا ہیں۔

مگر ہم مفسرین امت سے پوچھتے ہیں کہ ما تعبدون من دونہ سے واقعتاً مقربین خدا ہیں کہ بت ہیں اس امت کے مفسر عظیم جن کو خود حبیب کبریا نے اپنی امت کا مفسر اعظم قرار دیا ہے میری مراد سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات صفات ہے ان سے پوچھتے ہیں وہ بھی تعبدون متدون سے مراد اصنام یعنی بت مراد لیتے ہیں۔ الا اسماء (اصناماً آموزتا)

قارئین محترم! سیدنا عبداللہ بن عباس کے علم شریف کے مطابق من دون سے مراد بت ہیں دیوبندی امت کے شیخ الاسلام مفسر علامہ شبیر احمد عثانی تفسیر عثمانی میں اس آیت کی تفسیر کچھ اس انداز میں کرتے ہیں۔ یعنی مختلف انواع واشکال کے چھوٹے بڑے دیوتا جن پرتم نے کدائی اختیارات تقسیم کر رکھے یں یعنی مختلف انواع اور بے ٹھکانے کچھ نام رکھ چھوڑے ہیں جن کے نیچے حقیقت ذرہ برابر نہیں۔ ان ہی نام کے خداؤں کی پوجا کرر ہے ہیں۔ ایسے جہل پر انسان کو شرمانا چاہیے۔ (تفسیر عثانی ص ۳۱۸ مکتبہ سید احمد شہید اکرم مارکیٹ لاہور)

قارئین محترم! علامہ عثانی نے بھی اسی آیت کریمہ سے بُت مراد لیے ہیں۔ انہی کے مکتبہ کے جید مفسر نے بھی کسی نبی، ولی، یا کسی مقبول خدا کو نامزد نہیں کیا ہے۔ آج کا نام نہاد مفسر قرآن اس آیت کریمہ سے محبوبانِ خدا کو نامزد کر کے اپنی دنیا وآخرت کو تباہ و برباد کررہا ہے۔ ایسے غلط تاویلات کرنے والے مولویوں کو کچھ آخرت کا خیال رکھتے ہوئے لوگوں کے ایمانوں کو لوٹنے کے گھناؤنے کاروبار سے باز آجانا چاہیے۔ فقیر نے تعبدونِ پر انتہائی اختصار کے ساتھ بحث کی ہے، اب فقیر مختصر مگر جامع بحث کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے تاکہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو لفظ من دون اللہ کی آڑ میں مقبولانِ خدا کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کی مذموم تبلیغ سے پردہ اٹھایا جائے۔ کہ لفظ مندون دون اللہ کا صحیح اطلاق کہاں پر ہوتا ہے قرآن نے من دون اللہ کا اطلاق کہاں پر

کیا ہے۔ قارئین محترم من دون اللہ کوئی مخصوص قرآنی اصطلاح نہیں ہے جب کہ کم علمی کی بنا پر سمجھ لیا جاتا ہے۔ دون کا مادون دان ہے دان یدون دونا میں کمزوری، حقارت، اور گھٹیا پن کا معنی پایا جاتا ہے۔ جب کہ کہا جاتا ہے "صار دُونا حسیا کہ وہ دون یعنی گھٹیا ہو گیا صاحب المجد نے دون کا معنی الخیس الحقیر السافل" کہا ہے ذنو دنی اور دھیا کے الفاظ بھی اسی قبیل سے ہیں ان میں گھٹیا پن، پستی وحقارت وخساست کا مفہوم موجود ہے۔ جو شخص اپنی کمزوری کے باعث کسی کام کے کرنے سے بھی عاجز ہو اسے بھی دُون کہا جاتا ہے۔ (یقال القاصر عن شیئ دون اعزوات) اگر کوئی چیز کسی کے مقابلے میں تھوڑی کم حقیر اور ہلکی ہو تو اسے بھی دون کہتے ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے ویغفر ما دون ذالک (جو گناہ اس سے کم اور ہلکا ہو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے) مزید تشریح قارئین محترم "من دون اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ واقعی اور غیر واقعی واقعی وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے حقیقتاً منقطع ہے معبودانِ باطل اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کے لیے وسیلہ مددگار شفیع نہیں بنایا، انہیں کچھ بھی اختیار نہیں، دون کے لغوی معنی فقیر یعنی علیحدگی، کٹ جانا۔ (مفردات رغب) بھی ہے۔ جب کہ ارشاد ہوتا ہے ومصد پن لہذا من دون اللہ وہ ہے جو اللہ سے کٹا ہوا ہو متعلق نہ ہو یہ سب اولیاء اللہ نہیں بلکہ قطعاً اولیاء من دون اللہ ہیں جیسے بت اور کفار کے اوتار رام لچھمن کرشم مہادیو وغیرھم جن کی تردید قرآن وحدیث نے فرمائی غیر واقعی وہ مقبول ہپتال جنہیں کفار مشرکین نے مستقل بالذات متصرف وصاحبِ قدرت مان لیا اور انکو بھی معبود جان کر عبادت کرنے لگے یا انہیں خدا کی بیٹیاں اور بیٹے جان کو انہیں خدائی میں شریک ٹھہرایا۔ اور ان میں خدائی مان لی۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو النصاری نے اور حضرت عزیز اکل یہود نے خدا یا خدا کا بیٹا مان کر معبود ٹھہرالیا۔ یا بعض مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں بنا دیا پس یہ نفوس قدسیہ از روئے عقیدۂ کنار و مشرکین کے شمین دون اللہ" ہیں۔ مگر حقیقتاً اولیاء اللہ ہیں۔

حقیقۃً من دون اللہ نہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کی تردید فرمائی جو حقیقۃً من دون اللہ ہیں۔ وہابی ان کی تردید کرتے ہیں جو حقیقۃً من دون اللہ نہیں ہیں اور نام لیتے ہیں قرآن وحدیث کا۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔ (تنویر البرھان) علمائے کرام نے من دون اللہ کی جو مزید وضاحت کی ہے وہ بھی حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں ''عام طور پر اس لفظ کا استعمال ''غیر'' کے معنی میں ہوتا ہے قرآن مجید میں اکثر وبیشتر ''من دون اللہ'' کا ''من دونہ'' کے الفاظ کثار ودمشرکین کے شرک کی نفی اور للیطال کے ضمن میں ان کے معبودان باطلہ کے لیئے استعمال ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف ان کا غیر خدا ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کی اصل حیثیت یعنی بے مائیگی بھی متعین ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ان کے غیر خدا ہونے سے ان کی الوہیت اور قابل پرستش ہونے کا رد بھی ہوجاتا ہے۔ اور دان، بدون کے اصل معنی کی بنا پر ان کا پست وحقیر ہونا۔ ان کا گھٹیا اور عاجز وکمزور ہونا ان کا کم مایہ بلکہ بے مایہ ہونا اور بارگاہ خداوندی میں ان کا بے حیثیت ہونا بھی ثابت ہوجاتا ہے۔ اسی سے ان کے مشرکانہ مقصدات اور توہمات کا قلع قمع یوں مقصود ہے ''اے کفار۔ تمہارے جھوٹے معبود اس قدر بے حیثیت ہیں کہ وہ تمہارے لیئے کسی قسم کے نفع ونقصان کا باعث نہیں ہوسکتے'' لہٰذا قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی من دون اللہ یا اس کے مماثل الفاظ کا ذکر ہو وہاں چند اموری بنیادی طور پر پیش نظر رکھتا ہوں گے۔ (۱) باطل عقائد ونظریات کا رد اس کلام کے سیاق وسباق میں مشرکین یا ان کے باطل عقائد ونظریات کا ذکر ہوگا۔ اس طرح کسی نہ کسی صورت میں ان کی تردید اور تخلیط مقصود گی۔ (۲) معبودانِ باطل کی نشاندہی ان الفاظ کے ذریعے عام طور پر انکی معبودان باطل یعنی ان بتوں کی نشاندہی مقصود ہوگی۔ جنہیں وہ خدا کا شریک ٹھہرا کر مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔ (۳) معبودانِ باطل کی الوہیت کی نفی ان الفاظ کے ذریعے ان معبودانِ باطل کی ذات حق سے مطلقاً بے تعلقی اور ان کی الوہیت کی نفی مقصود ہوگی۔ (۴) معبودانِ باطل

کی بے وقعتی من دون اللہ جیسے الفاظ کے ذریعے ان معبودانِ باطلہ کی بے حیثیتی، اور بے وقعتی ظاہر کرنا مقصود ہوگی تاکہ کفار ومشرکین اس حقیقت پر برجستہ ہوکر اپنے مشرکانہ خیالات سے باز آسکیں، اور انہیں عبادت کے لائق نہ سمجھیں۔ (۵) کفار ومشرکین سے خطاب

اس کلام کے مخاطب موردِ اطلاق کے اعتبار سے اہلِ ایمان نہ ہوں گے بلکہ نہ تو من دون اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء رسل علیہ السلام ہوں گے۔ اور نہ ہی صلحائے واولیاء جنہیں بارگاہِ ایزدی میں شرف مقبولیت اور مقامِ قرب ومحبوبیت سے نوازا گیا ہے کیونکہ ان کا ذکر قرآن حکیم میں اس ڈھب پر نہیں کیا جاتا اور نہ اہلِ ایمان انہیں خدا کا شریک یا اپنا معبود سمجھتے رہے ہیں۔ اگر کسی جگہ عیسائیوں کے ضمن میں حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرتِ مریم کے حوالے سے ایسی بات کہی گئی ہے تو وہ بھی صرف اس بنا پر کہ انہوں نے دونوں کو خدا اور خدا کا بیٹا تصور کر کے واضح شرک کیا تھا۔ اور ان سے الوہیت منسوب کر لی تھی۔ جس پر سوالیہ انداز میں میری بات کا ذکر کیا گیا انتَ لِلنّاسِ اتخذونی وامی الھین (کیا تو نے ان (مشرک) لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو جس کا جواب نفی میں ہے صاف ظاہر کہ یہاں بھی عیسائیوں کے مزعومہ مشرکانہ عقائد کی تردید اور خدائے کے سوا ہر ایک سے الوہیت کی نفی مقصود ہے۔

۶۔ معبودانِ باطلہ کے ولی اور شفیع ہونے کا انکار:

کبھی منِ دون اللہ یا من دونھم کے الفاظ کے ذریعے کفار کے معبودانِ باطل کے ولی اور شفیع ہونے کا انکار بھی مقصود ہوتا ہے مثلاً الانعام ۶:۵۱) لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع (ان کے لیے اس کے سوا نہ کوئی مددگار ہو نہ (کوئی) سفارشی اس

کلام کا اشارہ بھی منکرین و مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کی طرف ہے کیونکہ اہلِ ایمان کے لیے تو ولایت بھی ثابت ہے اور شفاعت بھی اور خود قرآن کی رو سے انبیاء و صلحاء مومنین کے ولی بھی ہیں۔ اور شفیع بھی بلکہ ایمانداروں کو صرف انہی پر اعتماد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رسل عظام اور مومنین کاملین 'من دون اللہ' میں شامل نہیں:۔

من دون اللہ یا من دونہ جیسے الفاظ اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے تو عام ہیں اور ان کا معنی بھی غیر خدا ہی کیا جاتا ہے لیکن یہاں غیر خدا کا مفہوم اپنے اندر یہ واضح اشارہ رکھتا ہے کہ وہ ذات غیر خدا ہے جو خدا سے دور لے جانے والی ہو۔ خدا سے انکار اور کفر و شرک کا باعث ہو اور کدا کی بارگاہ میں کسی بھی رتبے یا درجے کی حامل نہ ہو بلکہ عند اللہ محض بے حیثیت بے عزت ہو۔ جہاں تک مومنین کاملین اور خدا کے مقبول و برگزیدہ بندوں کا تعلق ہے وہ بارگاہِ ایزدی میں مقرب اور محبوب ہونے کی بناء پر خدا کے اپنے تصور کیے جاتے ہیں، غیر نہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ا۔ اِنَّہ مِن عِبادِنَا المؤمنین بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں (الصافات ۳۷۔۱۱۱)

باری تعالیٰ مومنوں کو تو غیر سمجھتے ہی نہیں۔ ان کے نزدیک غیر وہی ہیں جو ان سے دور ہیں۔

۲۔ اسی طرح ارشاد فرمایا گیا۔

یاایھاالنبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین (الانفال ۸۔۶۴)

اے نبی معظم آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

یہاں بھی باری تعالیٰ نے مومنین کو محض اپنا تصور کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملا کر نبی اکرم ﷺ کو ان پر اعتماد کی تلقین فرمائی ہے اور اس طرح اپنی بارگاہ میں ان کی حیثیت اور قدر و منزلت کو واضح کیا ہے کیونکہ انبیاء و رسل اور مومنین خدا کی بارگاہ میں باعزت اور باحیثیت تصور کیے جاتے ہیں، بے عزت اور بے حیثیت نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۳۔ وَلله العزة ولرسوله و للمؤمنين (المنافقون،۶۳:۸)

اور (درحقیقت) عزت اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور (درجہ بدرجہ) مومنین کے لیے۔

یہاں بھی رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو اپنے حلقے میں شمار کر کے انہیں ''من دون اللہ'' یعنی اللہ کے غیر کے زمرے سے خارج فرما دیا ہے۔ کیونکہ باری تعالیٰ کے نزدیک اس کا غیر نہ اس کا رسول ہے اور نہ اس کے مومنین کاملین بندے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ماسوا کو اپنا ماسویٰ اور ان کے غیر کو اپنا غیر تصور کرتا ہے، ان کے دوست اور ان کے دشمن کو اپنا دشمن تصور کرتا ہے۔ جس طرح وہ غرباء کے صدقات کو اپنے لیے قرض حسنہ قرار دیتا ہے، دین کی خدمت کو اپنے لیے مدد قرار دیتا ہے اعمال میں حضور ﷺ سے پہلے کرنے کو اپنی ذات سے پہل قرار دیتا ہے۔ مومنین کی راہ کی پیروی کو اپنی راہ ہدایت قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے قول کو اپنا قول اور اس کے عمل کو اپنا عمل قرار دیتا ہے۔ اسی طرح وہ رسول ﷺ اور اس کے جانثار مومنین کو ''حزب اللہ'' اور انکے غیر کو ''من دون اللہ'' قرار دیتا ہے۔ لہذا من دون اللہ جیسے الفاظ باری تعالیٰ سے جس غیریت کا بیان کرتے ہیں وہ لغوی، کلامی اور لفظی نہیں بلکہ حکمی، مرادی اور

معنوی غیریت ہے یعنی خدا کے غیر سے مراد وہی ہے جو پیمانہ محبت کے اعتبار سے غیر ہو اور بے نسبتی اور بے تعلقی کے لحاظ سے پرایا ہو ورنہ انبیاء وصالحین کو نگاہِ ربوبیت میں جو اپنائیت حاصل ہوتی ہے اسے نظر انداز کرتے ہوئے ان پر بھی من دون اللہ کی غیریت کا اطلاق کرنا قرآنی تعلیمات کے ساتھ صریح ناانصافی اور خود رب ذوالجلال کے ارشادات کا کھلا انکار ہے۔

آیاتِ کا غیر موزوں اطلاق خوارج کا وطیرہ ہے:

ہم اس باب میں من دون اللہ کے مفہوم کے ضمن میں چند بنیادی باتیں قدرے تفصیل سے اس لیے عرض کر رہے ہیں کہ کچھ لوگ ناسمجھی میں جہاں کہیں ''من دون اللہ'' کے الفاظ آتے ہیں اور پھر جو کچھ وہاں بیان کیا جاتا ہے اس کا اطلاق بلا استثنیٰ انبیاء ورسل عظام علیہم السلام اور اولیاء وصلحاء پر بھی کر دیتے ہیں جس سے قرآنی احکام کے بیان کی توجہ نہ صرف اصل مرکز سے ہٹ جاتی ہے بلکہ خدا کے محبوب اور مقرب بندوں کی تنقیص شان بھی واقع ہوتی ہے جو نہ اسلام کو گوارا ہے اور نہ خود ذات باری تعالیٰ کو لہٰذا قرآنی الفاظ کا عموم ہو یا خصوص ان کے استعمال کا قرآنی اصول اور اسلوب بھی ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔ اگر یہ بات نظر انداز ہوگئی تو تفسیر قرآن ہی سے گمراہی کے ہزاروں راستے پیدا ہونے لگیں گے۔ خوارج کا طریق بھی یہی تھا کہ اصل مدعا کو سمجھے بغیر الفاظ کے ظاہری عموم کی بنا پر قرآنی حکم کا ہر جگہ اطلاق کرتے تھے خواہ وہ اطلاق قطعاً غیر موزوں اور غلط ہی کیوں نہ ہوتا۔ خوارج کے بارے میں منقول ہے۔

کان ابنِ عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین (صحیح البخاری ۲۔۴۔۱۰۲)

حضرتِ ابنِ عمران خارجیوں کو مخلوق خدا کا بدترین طبقہ تصور کرتے تھے اور فرماتے

تھے کہ یہ وہ آیات نکال لیتے ہیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں اور انہیں مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

اس لیے آیات اور الفاظ قرآنی کا اصل مورد و محل جانے بغیر انہیں اس طرح بے باکی کے ساتھ ہر جگہ استعمال کرنا بذات خود گمراہی ہے اور قرآن کے ہر طالب علم کا اس گمراہی سے بچنا ضروری ہے۔

من دون اللہ کا درست اطلاق:

اب ہم تفصیل سے ''من دون اللہ'' کا اطلاق آیاتِ قرآنی کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

''من دون اللہ'' کا لغوی معنی ہے ''اللہ کے سوا'' مگر ہر جگہ سیاق وسباق کے حوالے سے اس کے دائرہ اطلاق اور مراد کو متعین کیا جائے گا۔

جب ہم توحید اور شرک کے باب میں غیر کی بات کریں تو اس سے مراد لغوی غیر ہوگا۔ اس میں ذاتِ باری تعالیٰ اس کی صفات وافعال اور اسماء کے علاوہ باقی ہر چیز جو خلق ہے ماسوی اللہ ہے۔

مندرجہ ذیل تین معانی میں ''من دون اللہ'' قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

ا۔ معبودانِ باطلہ من دون اللہ ہیں:

قرآن مجید میں اکثر وبیشتر کفار ومشرکین کے مزعومہ معبودانِ جاہلہ (اصنام اوثان اور طواغیت) کو ''من دون اللہ'' کہا جاتا ہے،

جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے۔

ا۔ وَالَّذِينَ تَدعون من دونه لا يستطيعون نصر كم ولآ انفسهم ينصرون (الاعراف ۷:۷:۱۹۷)

اور جن (بتوں) کو تم اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی آپ مدد کر سکتے ہیں۔

۲. ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (الانعام ۶:۸:۱۰)

اور (اے مسلمانو) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔

۳۔فلا اعبدالذین تعبدون من دون اللہ میں ان بتوں کی پرستش نہیں کر سکتا جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ (یونس ۱۰۔۱۰۴) (ماخوذ عقیدہ توحید وحقیقت شرک)

۴. ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین (یونس۱۰:۱۰۶)

اور نہ اللہ کے سوا ان (بتوں) کی عبادت کریں جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھر اگر تم نے ایسا کیا تو بے شک تم اس وقت ظالموں میں شامل ہو جاؤ گے۔

۵. اُفٍ لکم ولماتعبدون من دون اللہ افلا تعقلون (الانبیاء ۲۱. ۶۷)

تف ہے تم پر (بھی) اور ان (بتوں) پر (بھی) جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

۶. انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون (الانبیاء ۲۱. ۹۸)

بے شک تم اور وہ (بت) جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے (سب) دوزخ کا

ایندھن ہیں تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔

۷. واتخذوا من دونه الهة لا يخلقون شيئاً وهم يخلقون

اور ان (مشرکین) نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ (الفرقان ۲۵۔۳)

۸. انما تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افكا (العنكبوت ۱۷.۲۹)

(انہوں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے) تم اللہ کے سوا محض بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ تراشتے ہو۔

مذکورہ بالا تمام آیات اور اس طرح دیگر بیسیوں آیات ہیں جن میں ''من دون اللہ'' کا کلمہ آیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ (اصنام، اوثان اور طواغیت) کی مذمت کی ہے اور ان بتوں کی توبیخ کی گئی ہے جب کہ ان آیات کے الفاظ ''من دون اللہ'' میں انبیاء و اولیاء اور ملائکہ و مقربین شامل نہیں ہیں۔

۲۔ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھنا ''من دون اللہ'' ہے۔:

قرآن مجید میں جہاں نفی شرک اور ہر غیر سے نفی استحقاق عبادت کا ذکر آیا ہے ''من دون اللہ'' میں جس طرح کفار و مشرکین کے معبودانِ باطلہ شامل ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء و اولیاء اور ملائکہ و مقربین بھی شامل ہوتے ہیں کیونکہ حق عبادت فقط اللہ تعالیٰ کے لیے باعث ہے اور اس معنی کے اعتبار سے ''ماسوائے اللہ'' ہر شئے ''من دون اللہ'' میں داخل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے۔

۱. اتخذوا احبار هم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم (التوبه ۹ : ۳۱)

انہوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں اور زاہدوں کو رب بنا لیا تھا اور مریم کے بیٹے مسیح

کو (بھی)

۲۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ (البقرہ۲:۱۶۵)

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے غیروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے اللہ سے محبت جیسی محبت کرتے ہیں۔

۳، وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون (یونس ۱۰:۶۶)

اور جو لوگ اللہ کے سوا (بتوں) کی پرستش کرتے ہیں (اور حقیقت اپنے گھڑے ہوئے) شریکوں کی پیروی (بھی) نہیں کرتے، بلکہ وہ تو صرف (اپنے) وہم وگمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ محض غلط اندازے لگاتے رہتے ہیں۔

۴. ویعبدون من دون اللہ مالا یملک لھم رزقا من السموات والارض شیئا ولا یستطیعون (النحل ۱۶ . ۷۳)

اور اللہ کے سوا ان (بتوں) کی پرستش کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں سے ان کے لیے کسی قدر رزق دینے کے بھی مالک نہیں ہیں، اور نہ ہی کچھ قدرت رکھتے ہیں۔

۵. قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم (الانبیاء ۲۱ . ۶۶)

(ابراہیم نے فرمایا پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان (مورتیوں) کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے سکتی ہیں اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

الغرض قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں عبادت والوہیت اور پوجنے کا ذکر ہو وہاں انبیاء واولیاء اور ملائکہ ومقربین ''من دون اللہ'' میں شامل ہوتے ہیں کیونکہ استحقاق عبادت کے لیے ماسوئی اللہ ہر شئے غیر ہے۔

۳۔ مظاہر فطرت کو معبود جاننا ''من دون اللہ'' ہے۔:

قرآن پاک میں کئی مقامات پر ''من دون اللہ'' سورج، ستاروں، جنات اور شیاطین کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اقوامِ سابقہ میں مظاہر فطرت کو پوجنے کا رواج عام تھا۔ قرآن مجید نے ان کے اس عمل کی مذمت کرتے ہوئے ان معبودانِ باطلہ کو ''من دون اللہ'' کہا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ۱. وجدتها وقومها يسجدون للشمس من دون الله (النحل ۲۷. ۲۴)

میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کی بجائے سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا۔

۲. وصدها ما كانت تعبد من دون الله (النحل ۲۷. ۴۳)

اور اس (ملکہ) کو اس (معبود باطل) نے (پہلے قبول حق سے) روک رکھا تھا۔ جس کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی۔

۳. ء اتخذ من دونه الهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عنى شفاعتهم شيئاً (يسين ۳۶. ۲۳)

کیا میں اس (اللہ) کے سِوا ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر وہ رحمٰن (و رحیم) مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے۔

۴. واتخذوا من دونه الهةً لا يخلقون شيئاً وهم يخلقون (الفرقان ۳۵. ۳)

اور ان (مشرکین) نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ”من دون اللہ“ میں ہر جگہ اللہ کے نیک بندے شامل نہیں ہوتے۔ صرف وہاں شامل ہوتے ہیں جہاں نفی شرک اور ہر غیر اللہ سے نفی استحقاق عبادت ہو رہی ہو کیونکہ عبادت والوہیت فقط اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاصہ ہے اس کے سوا کوئی اور اس شان کا مالک نہیں ہو سکتا۔ لیکن جہاں نفی شرک اور نفی استحقاق عبادت کی بات نہ ہو رہی ہو بلکہ کفار و مشرکین اور ان کے مزعومہ معبودان باطلہ کی مذمت مقصود ہو وہاں من دون اللہ میں انبیائے کرام اور اولیاء وصلحاء اور مقربین شامل نہیں ہوتے۔ مگر فہم دین متین سے ناشناس بعض لوگوں نے اپنے من گھڑت تصور توحید کو نکھارنے کے لیے ”من دون اللہ“ کو ایک مستقل اصطلاح بنا ڈالا اور جہاں بھی اس کا تذکرہ آیا سیاق وسباق سمجھے بغیر بعض کو اس میں داخل کیا اور بعض کو اس میں سے خارج کیا ور اس طرح الزام لگانے والوں کی طرف سے بھی زیادتی ہوئی اور جواب دینے والوں کی طرف سے بھی۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ”من دون اللہ“ قرآن مجید کے الفاظ میں سے ہے اس کا مذکورہ چیزوں سے تعلق ہی نہیں۔ یہ تو صرف رد شرک اور نفی استحقاق عبادت کے لیے آتا ہے۔ (ماخوذ عقیدہ توحید اور حقیقت شرک پبلشرز منہاج القرآن لاہور ص ۲۹۱ تا ص ۳۰۲)

قارئین محترم! وہابی کلینڈر کی سب سے پہلی آیت جو انہوں نے ہمارے عقائد کے رد میں دی ہے اس آیت کریمہ کی دوسری جز من دون اللہ پر قدرے تفصیل سے بحث مکمل کر لی ہے مگر ایک اہم نکتہ فقیر کے ذہن میں ہے اس کو زیر بحث لانا از حد ضروری سمجھتا ہوں، یہی وہ نکتہ جو قصر وہابیت و دیوبندیت پر لرزہ طاری کر دے گا۔ اور اسی نکتہ کی تشریح سے ان کے بارے میں مذاہب عقیدہ کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ میں اپنے قارئین کو اسی نکتہ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔

ایک اہم نکتہ اور اس کی وضاحت:

اگر مخالفین کے اس نکتہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ ''من دون اللہ'' کا کلمہ قرآن مجید میں جہاں بھی آئے گا اسی میں ماسوی اللہ ہر چیز شامل ہوگی۔ اور مخالفین کے استدلال کو تسلیم کرتے ہوئے من دون اللہ سے نبی، شہید، ولی قطب ابدال اور اللہ کریم کے مقرب ترین بندے ہیں تو اس سے ایک بہت بڑی خرابی لازم آئے گی۔ اور ان کے اس استدلال کی وجہ سے وہ کفر کے دھانے تک پہنچ جاتے ہیں۔

قارئین محترم! اب قرآن مجید سے فیصلہ کراتے ہیں کہ کفار و مشرکین اور انکے معبودان باطلہ کے بارے میں اللہ کا قرآن کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ کیونکہ وہابی دیوبندی ہر نبی ولی اور اللہ کے تمام مقرب ترین بندوں کو من دون اللہ میں شامل کرتے ہیں تو انہی من دون اللّٰہ کے متعلق قرآنی فیصلہ سنئے اور فیصلہ کریں انصاف کیا اور ظلم کیا ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ ارشادِ باری تعالیٰ

ولکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون

بے شک تم اور وہ (بت) جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے (سب) دوزخ کا ایندھن ہیں تم اس میں داخل ہونے والے ہو (انبیاء ۷ اپ ۶)

۲۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

اُحشروا الذین ظلموا وازوجھم وما کانوا یعبدون من دون اللہ فاھدوھم الیٰ صراطِ الجحیم (الصافات پ ۲۳۔ع ۵)

ترجمہ: ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو راہ دوزخ کی طرف۔

تبصرہ:

قارئین محترم! مندرجہ بالا آیات کریمہ پر غور فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے قرآن کے مطابق عقیدہ کس کا ہے اور قرآن کے مخالف عقائد و نظریات کس کے ہیں آپ سورۃ الانبیاء کی آیت کریمہ پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ جس کو تم اور وہ جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے سب دوزخ کا ایندھن ہیں تم اسی میں داخل ہونے والے ہو۔ وہابی دیوبندیوں کی تمام ذریت سے فقیر کا سوال ہے کہ اگر تمہارے عقیدہ کے مطابق میں اللہ کے سوا ہر چیز کو من دون اللہ میں شامل کیا جائے۔ تو لازم آئے گا کہ انبیاء اور صلحاء بھی (معاذ اللہ) جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اس من گھڑت اصطلاح کے مطابق اللہ عزوجل کے تمام مقربین بندے نعوذ باللہ جہنم کا ایندھن ہیں مجھے بدمذاہب اسی سوال کا جواب دیں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق انبیاء کرام صلحاء عظام کا ٹھکانا بروئے قرآن کیا ہے۔ اور من دون اللہ کے مصداق کون ہیں۔ یاد رکھو انبیاء کرام صلحاء عظام مقربین و مومنین کے لیے تو جنت ہے جس میں وہ راحت و آرام کی زندگی بسر کرے گا۔ ان مقربین محبوبانِ خدا کے ساتھ خدائی وعدے فقیر آگے تفصیل سے بیان کرے گا۔ اسی طرح آپ دوسری آیتِ کریمہ پر بھی غور فرمائیں۔ اور نگاہِ انصاف سے فیصلہ کریں۔ کہ قرآنی عقائد کن کے ہیں اور قرآن مخالف عقائد کن کے ہیں۔ سورہ انبیاء پر تبصرہ کے ساتھ ساتھ فقیر اس آیت کا شان نزول بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

شانِ نزول:

رسول اکرم ﷺ ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے۔ اور کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔

نضر بن حارث سید دو عالم کے سامنے آگیا اور آپ ﷺ سے کلام کرنے لگا۔

حضور ﷺ نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم (کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں یہ فرما کر حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ پھر عبداللہ بن زبعری سہی آیا اس کو مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا۔ اس پر لوگوں نے رسول کریم ﷺ کو بلایا، زبعری یہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تم جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں کہنے لگا۔ یہود تو حضرت عزیز اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجتے ہیں۔ ارر عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں۔ جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا ہے اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا اعتراض کمال اعتاد سے تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں ماتعبدون ہے اور عربی میں غیر ذوی العقول کے لیئے بولا جاتاج (جس کی تفصیل گذشتہ صفحات پر گزر چکی ہے) یہ جانتے ہوئے انہوں نے اندھا بن کر اعتراض کیا یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا عمل تھا مگر مزید بیان کے لیئے اور مقربین خدا کے لیئے اگلی آیت میں توضیح فرما دی گئی۔'' اور اس کے جوش کی آواز بھی ان تک نہ پہنچے گی وہ منازل جنت میں آرام فرما ہوں گے خداوندی نعمتوں اور کرامتوں میں (تفسیر فرائض الفرحان ص ۹۴۔)

قارئین محترم! یہ تو سورۃ الانبیاء کی آیت مبارکہ کی تفسیر تھی دوسری آیۃ کریمہ میں بھی اللہ تعالٰی معبودان باطلہ ارشاد فرما رہے ہیں وہ بھی قابل مطالعہ ہے اور اس پر فقیر کا یہی مضمون کافی ہے اس آیت کا فیصلہ خود نام نہاد موحد و توحید پرست کریں کہ بقول ان کے ہم اولیاء کاملین و مقربین رب کریم کو اپنی تمام تر حوائج و مشکلات میں انہیں جائے پناہ

سمجھتے ہیں اور دیوبندی وہابی ذہن کے مطابق ماسوی اللہ ہر چیز من دون اللہ میں شامل ہے تخصیص کوئی بھی نہیں نبی، شہید، صدیقین، صالحین سبھی شامل ہیں۔ گویا دیوبندیت دوہابیت کو من دون اللہ فوبیا ہوگیا ہے اب اسی من دون اللہ کو مدنظر رکھکر بقول اُن کی لوح کے مقربین خدا ہیں۔ تو اب صیعہ ملت دیوبندیت کو سنائیں کیا اِن صالحین کو کچھ تو خدا کا خوف کرد خوف خدا اور شرم وحیا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں لاکھ من بھاری یہ ہے آیت کریمہ جان دیوبندیت پر۔ قارئین محترم فقیر اپنی تائید اور مخالفین کی تردید کے لیئے قرآن کریمہ کی ایک اور آیت مقدسہ کا سہارا لیتا ہے۔ تاکہ من دون اللـــہ پر بحث وتکرار کرنے سے خاتمہ ہی ہو جائے اور آئندہ کسی بھی وہی کا اللہ کے محبوب بندے کو من دون اللـــہ میں شامل کرنے سے پہلے کچھ سوچنے کا موقع مل جائے اگرچہ یہ ضد کے پکے بھی ہیں۔ اور بے عقل بھی جبکہ مولانا آزاد کے والد گرامی نے انہی کے متعلق سچ فرمایا تھا۔

وہابی بے حیا ہیں تو تڑاتڑ جوتے تم ان کو مارو

دوسرے الفاظ میں ولکن الوھابیہ قوم لا یعقلون لیکن پھر بھی اتمامِ حجت کے لیئے اس آیت کو اپنے عقیدہ کی پختگی وسچائی کے ثبوت کے لیئے پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

ذالک بان اللہ ھو الحق وان مایدعون من دونہ ھو الباطل.

ترجمہ: یہ اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سواوہ باطل تھے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ جو لوگ انبیا واولیاء کی ندا کو "دعا من دون اللہ" میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بنا پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیا واولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو ان حضرات انبیا اولیاء کو معاذ اللہ

باطل کہنا اور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت کریمہ میں ان معبودان باطلہ یعنی (من دون اللہ) کو باطل فرمایا ہے۔ آپ ہی کیا فرماتے ہیں علما وہابیہ، دیوبندیہ وغیرہ کہ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہے حق ہیں یا باطل؟ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ من والرسول من والولی حق وشفاعۃ الانبیاء والاولیاء حق اب قرآن کریم حق وباطل کا فیصلہ کس انداز میں کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں ولا تلبسو الحق بالباطل وتکتمو الحق وانتم تعلمون (پ ا ع ۴ آیت نمبر ۴۱) اس کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "یہاں حق سے مراد نبی اکرم ﷺ کے اوصاف میں جو توراۃ میں ہیں۔ اور باطل سے مراد ان کا توراۃ میں رد و بدل ہے (الفرقان تسہیل، القرآن بر حاشیہ ترجمہ شاہ رفیع الدین ص ۹ پ ا چاند کمپنی لاہور)۔

اللہ کریم ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم (پ ۴ ع ۲ آیت نمبر ۱۶۹)

ترجمہ: اے لوگوں تمہارے پاس یہ رسول ﷺ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے۔

تفسیر:

حضور ﷺ کی نعت وصفت چھپا کر اور لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال کر (یہ حال یہود کا ہے) کتاب الٰہی میں حضور کے اوصاف بدل کر اور آپ کی نبوت کا انکار کر کے کفر پر قائم رہے اور کفر پر مریں (تفسیر خزائن العرفان، کنز الایمان)

قارئین محترم! اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو حق فرمایا ہے اور بلا شک وشبہ نبی آخر الزمان ﷺ کی اتباع کرنے والے قیامت تک کے لوگ حق اس اور خود سرکار دو

عالم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام کے متعلق فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے تمام صحابہ کرام آسمان ہدایت کے چمکتے دمکتے ستارے ہیں جو بھی ان کی اقتدا میں آجائے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔ اب حق تو اپنی جگہ سرکار کائنات ﷺ کے صحابہ بھی ہادی ہیں یعنی ہدایت دینے والے ہیں اور قرآن کریم نبی اکرم ﷺ کو بھی ہدایت دینے والا فرماتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وانک لتھدی الی صراط مستقیم بے شک (اے محبوب ﷺ) تم ضرور سیدھی راہ دکھاتے ہو۔

قارئین کرام! اب فیصلہ آپ خود کریں انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء کرام اور تمام متبعین الی الیوم القیامۃ تمام کے تمام حق ہیں اور راہ حق پر گم گشتہ انسانیت کی راہنمائی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ کا قرآن نبی اعظم ﷺ کو بھی ہدایت دینے والا فرماتا ہے۔ قصہ المختصر من دون اللّٰہ (''اللہ کے سوا'') یہ لفظ قرآن کریم میں ۱۴۴ دفعہ آیا ہے لہذا تمام کی تمام آیات اِن بتوں کے متعلق ہیں جن کو کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں (الٰہ) معبود سمجھتے تھے لہذا من دون اللہ میں ہر متبرک ومحترم ہستی کو شامل کرنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ کیونکہ یہ ہستیاں من دون اللہ سے مستثنیٰ ہیں اس پر توجہ کی ایک آیت کریمہ پیش کر رہا ہے تاکہ میرا دعویٰ پختہ ہو جائے۔

ام حسبتم ان تترکو اولما یعلم اللہ الذین ، جاھدو امنکم ولم یتخذوہ من دون اللہ و رسولہ و المومنین واللہ خبیر بما تعملون

ترجمہ: کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنالیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ (من دون اللہ) اللہ تعالیٰ رسول کریم اور مومنین کے علاوہ ہیں۔ اس آیت

کریمہ سے معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بُت ہیں۔ جو قیامت کو گر جائیں گے۔
اپنے عقیدہ دعویٰ کو مزید مضبوط کرنے کی خاطر ایک اور آیت کریمہ کو ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہوں تاکہ مخالفین کے اعتراضات کے تمام راستے بند ہو جائیں

والذین یدعون من دون اللہ لا یختلفون شیاء ھم یفلقون اموت غیر احیاء وما شیعرون ایان یشھون تھا (النمل)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ نہیں بناتے وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اُٹھائے جائیں گے۔ خلاصہ کلام اس ساری بحث وتمحیص کا نتیجہ یہ نکلا کہ بت زندہ نہیں ہوتے یہ تو مردہ اور بے جان پتھر وغیرہ ہوتے ہیں اس لیئے ظاہر ہوا کہ ''من دون اللہ'' سے مراد بت ہیں زندہ تو انبیاء کرام، اولیاء کرام، شہدا اور صالحین ہوتے ہیں (ماخوذ از علم غیب از کرنل مدنی ص ۴۰۔۴۱)

تبصرہ:

جیسا کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر شہداء کو زندہ کہا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ پارہ نمبر ۲ میں حکم دیا گیا ہے **ولا تقولو المن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء ولکن لا تشعرون.**

تشریح:

مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جو دین اسلام کی حفاظت کی خاطر راہ اللہ میں قتل ہو جائیں اسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور آپ حضرات کو اُن کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔

قابل توجہ نکتہ:

قارئین محترم! ہوسکتا ہے کوئی زبان سے تو مردہ نہ کہے بلکہ دل ہی دل میں ان کو مردہ

گمان کر لے اللہ تعالیٰ نے اس گمان کی دنیا پر بھی لگا دیا۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا وہ تجسس الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء اللہ عند ربھم یرزقون فرحین (پ ع)

اس آیت میں مسلمانوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ دل میں بھی ان کے مردہ ہونے کا گمان نہ کریں ان دونوں صورتوں میں سے اگر کسی ایک پر بھی عمل کیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

قارئین محترم! اب خود فیصلہ کریں کہ جو اللہ مسلمانوں کو اپنی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ کہنے سے بار بار منع کر رہا ہے کیا وہ اپنے قانون کی خود خلاف ورزی کر رہا ہے اور ان متبرک ہستیوں کو خود مردہ فرما رہا ہے کچھ تو خدا کا خوف کرو خدا کی توہین مت کرو نام نہاد توحید کی آڑ میں شان الوہیت کی عصمت کو تار تار مت کرو مقام حیرت ہے۔

قارئین محترم! قیامت تک جہاد حق جاری رہے گا۔ جو بھی راہ خدا میں کفر کی مذمت میں مارا جائے گا تمغہ شہادت سے نوازا جائے گا اور خدا کے قانون بھی احیا و لکن اللہ تشعرون کے تحت آنے لگا۔ مگر مقام حیرت تو یہ ہے کہ آج شہر میں نام نہاد مجاہدین تنظیمیں قائم ہو رہی ہیں۔ اگر چہ خود ہی مار دیتے ہیں مگر شہادت کے مقام پر فائز ہونے کا سرٹیفکیٹ سب سے پہلے دیتے ہیں کبھی کسی غیر مقلد دیوبندی کے سامنے ان کو مقتول مردہ کہو ہزار کفر کے فتاوے صادر کریں گے مگر غیرت نام کی چیز ہی نہیں جس نبی کا کلمہ پڑھ کر وہ اس مقام پر پہنچتے ہیں بلکہ اسماعیل دہلوی قتیل (جس کے نام کے ساتھ بڑے فخریہ انداز میں شہید کا لقب لگاتے ہیں) نے رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں یہاں تک ہرزہ سرائی کر دی کہ "ایک دن میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" کبھی کسی دیوبندی وہابی نے ان کے نام کے آگے شہید کے بجائے قتیل کا مردہ کا لقب لگایا ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ امتی تو شہید اور لازوال زندگی کا مالک قرار پائے اور نبی کو مردہ کچھ شرم کرو تعصب بغض کا اتنا گھٹیا مظاہرہ نہ کرو اور توحید و سنت کے نام پر یہ گھناؤنا و

مردہ دھندہ خدارا بند کرو امتِ مسلمہ کے حال پر رحم کرو اور اغیار سے وفاداری اور اپنے نبی سے غداری یہ مذموم جسارت بند کرو۔

معینہ:

جتنی بھی آیات جن میں لفظ من دون اللہ آیا ہے تمام کی تمام آیات میں اللہ کے سوا بت ہیں اوپر قرآنی آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ من دون اللہ قیامت کے دن بولیں گے اللہ تعالیٰ بتوں کو قوتِ گویائی عطا کر دے گا اور پھر وہ بتائیں گے کہ انہوں نے انسانوں کو گمراہ نہیں کیا تھا اور وہ ان کی پوجا کے منکر ہو جائیں گے کیونکہ انہوں نے تو انسانوں کو پوجنے کو نہ کہا تھا لہذا نام نہاد مولوی جو جاہل اور ان پڑھ ہیں مگر خود کو شیخ القرآن شیخ الحدیث استاذ العلماء اور یادگار اسلاف جیسے بڑے بڑے القابات سے مزین کیے ہیں من دون اللہ تعالیٰ کے سوا کے معنوں میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو لے آتے ہیں یہ جہالت کم علمی اور بصیرت کی کمی ہے رسول اکرم ﷺ اور مومنین کے متعلق سورۃ توبہ کی آیۃ نمبر ۱۶ جو گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے میں یہ صاف طور پر بیان ہے کہ ان کے علاوہ من دون اللہ ہیں اور ظاہر ہے وہ بت ہے۔ جس پر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے باغی کی سزا قتل ہے۔

قارئین محترم قرآن مقدس میں ہے من دون اللہ کے علاوہ بھی ایک لفظ آتا ہے یہ لفظ بھی یار لوگوں کی زبانوں پر ہر وقت جاری رہتا ہے۔

غیر اللہ اب اس لفظ کے کیا معنی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

غیر اللہ کے معنیٰ:

- اللہ کے سوا کسی اور کو اللہ تعالیٰ مان کر اس کی پوجا کی جائے یہ لفظ قرآن میں ۷ ادفعہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سے مراد جھوٹے الٰہ ہیں (یعنی بت)

(۱) قرآن کہتا ہے "افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافا کثیراً (۸۲، ۴ نساء)

ترجمہ: تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ یہ میرا کلام ہے اگر کسی اور الٰہ (جھوٹے) کا ہوتا تو ضرور اختلاف پاتے۔

(۲) قرآن حکیم کہتا ہے۔ من الٰہ غیر اللہ (۴۶/۶ الانعام) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون اور اللہ تعالیٰ ہے؟

(۳) قرآن حکیم کہتا ہے۔ قال اغیر اللہ ابغیکم الٰھا (۱۴۰/۷) کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا اور اللہ تلاش کروں۔

(۴) قرآن حکیم کہتا ہے۔ وما اھل به لغیر اللہ (۱۷۳/البقرہ) اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ ذبح کیا گیا ہو۔

تشریح:

جانور پر جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا جائے جیسا کہ کفار مکہ اپنے بتوں کے نام لے کر ان کو ذبح کرتے تھے وہ حرام ہے۔ لیکن مسلمان تو اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیتے ہیں۔ جانور پر چھری پھیرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہیں کوئی بھی مسلمان کسی جھوٹے الٰہ (بت) وغیرہ کا نام نہیں لیتا باقی جانور کی عیدالاضحیٰ پر قربانی کی جاتی ہے۔ عقیقہ اور ولیمہ اور صدقہ وغیرہ کے لیے بھی جانور ذبح کیا جاتا ہے تو سب پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس آیہ کی مفہوم کے مخاطب کفار مکہ مکرمہ ہیں نہ کہ آج کے سنی مسلمان جیسا کہ جاہل اجڈ نام نہاد مولوی سمجھتا ہے۔

قارئین محترم آپ نے غیر الہ کے معنی وتشریح پڑھ لی من دون اللہ، غیر اللہ کے علاوہ ایک لفظ اور بھی آتا ہے جو کہ ہمارے عقیدہ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اور اس لفظ کے استعمال کے ساتھ ہی شرک کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ یعنی باذن اللہ اب آپ اس لفظ (باذن اللہ) کے معنی وتشریح کو مدنظر فرمائیں تا کہ ہر قسم کے شک کا خاتمہ ہو۔

باذن اللہ کے معنی:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اذن کے معنی حکم کے ہیں اور یہ لفظ قرآن میں ۸۲ دفعہ مختلف سورتوں میں آیا ہے ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ کا ایک قطرہ کا مالک نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیائے کرام اور اولیاء کرام کو ''اپنے حکم'' سے معجزات وکرامات عطا کی ہیں۔

باذن اللہ کے بعد شرک ختم ہو جاتا ہے:

یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے، جب حکم الٰہی سے جو بھی کام ہو تو وہ پھر شرک کے دائرے میں نہیں آتا۔

(۱) حضرتِ عیسٰی علیہ السلام مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر ''اڑ اللہ پاک کے حکم سے'' کہتے تو اس میں جان پڑ جاتی اور پرندہ اڑ جاتا۔ یہ ''خالقیت'' کی عطائے الٰہی ہے۔ ۳/۴۹)

(۲) پھر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے کہتے ہیں احی الموتی باذن اللہ.

(۳) انبیاء اور اولیاء کرام کے معجزات وکرامات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہی ہے اس لیے یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی الوہیت کا دعویٰ کرے تو وہ شرک کا ارتکاب کر رہا ہے۔ انبیاء اولیاء کرام نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

(۴) اولیاء کے ساتھ عداوت کا نتیجہ:

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اولیاء کہتے ہیں ان سے عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ کرنے کے مترادف ہے حدیث قدسی ہے۔ **من عادلی ولی فقد اذنته بالحرب** (ترجمہ) جس نے میرے ولی کے ساتھ عداوت رکھی اس کے لیے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب اعلانِ جنگ کرے تو پھر تباہی و بربادی اور جہنم کا آخری طبقہ منزل ہے۔ کہو کیا خیال ہے اولیائے کرام کے ساتھ عداوت رکھنی ہے یا محبت۔

درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جاؤ بصیرت ملے گی اور پھر اللہ تعالیٰ بھی مل جائے گا۔ (کلی علم غیب کرنل مدنی)

قارئین محترم فقیر نے آپ کے سامنے لفظ من دون اللہ غیر اللہ اور باذن اللہ کی معنی و تشریح آپ کے سامنے پیش کردی ہے اور مخالفین کے تمام تر الزامات وسوالات کا جواب آ گیا ہے۔ اب اس کیلینڈر پر سب سے پہلی آیت کریمہ کے آخری لفظ کی تشریح بیان کرتا ہوں تاکہ قارئین ومخالفین کو مکمل تسلی وتشفی ہو سورہ یوسف آیت کریمہ کے آخری الفاظ یہ ہیں **ما انزل الله بها من سلطان**

ترجمہ: اللہ نے اس کی کوئی سند نازل نہیں کی) مخالفین کا استدلال یہ ہے کہ یہ داتا، یہ غوث یہ گنج بخش، یہ غریب نواز یہ مشکل کشا وغیرہ محض من گھڑت نام یا القابات ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مقرب ہستیوں کے لیے کوئی سند نہیں ہے جب کہ اللہ کی عطا سے اللہ پاک کے یہ مقربین ومحبوبین اپنے چاہنے والوں کی ہر قسم کی امداد فرماتے ہیں ان کی مشکلات کو حل فرماتے ہیں۔ یہ ضدی مولوی کی جہالت ہے کہ ان مقبولانِ خدا بندوں کو خدا کی طرف سے کوئی سند نہیں ملی ہے۔ حالانکہ پورا قرآن اس بات پر شاہد ہے کہ اللہ کی جناب سے ان برگزیدہ ہستیوں کو خصوصی اختیارات وامتیازات تفویض کیے گئے

ہیں۔ بندہ دلائل کے طور پر چند قرآنی آیات واحادیث کا سہارا لیتا ہے تا کہ جاہل مفتی مولوی کا توڑ ہو سکے ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔موت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اللہ تعالیٰ ہی ہر جاندار کی روح قبض کرتا ہے۔قرآنی آیت ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ یتوفی الانفس حین اللہ قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت۔

مگر دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔قل یتوفھکم ملک الموت الذی و کل بکم (اے) نبی فرما دیجئے کہ تمہاری جانوں کو ملک الموت قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

(۲) دوسری آیت میں الذی تتوفھم الملئکتہ (پ۱۴)

فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ کریم نے ایک آیۂ مقدسہ میں موت دینے کی نسبت اپنی طرف کی ہے کہ دوسری آیات میں سیدنا عزرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ مقربین کی طرف نسبت کی کہ وہ موت دیتے ہیں اور جاندار کی روح کو نکالتے ہیں اگر اللہ کی طرف سے مقربین کے لیے کوئی سند ڈگری یا سرٹیفکیٹ نہیں ہے تو پھر ان آیاتِ کریمہ کے متعلق یار لوگوں کا کیا خیال ہے یہی نہیں آگے چلیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو کیسے کیسے اختیارات سے نوازا ہے جو سند کی حیثیت رکھتے۔ ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات کے متعلق اللہ پاک کا قرآن زبانِ حال سے گواہی دے رہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

انی اخلق لکم منی الطیق کھیئة الطیر فانفع فیه فیکون طیراً باذن اللہ وابری الاکمه والا برص واحی الموتی باذن اللہ

ترجمہ: کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل پھر اس میں پھونک مارتا

ہوں۔ تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے۔ اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے۔

(ترجمہ: محمود حسن دیوبندی، دیوبندی شیخ الہند)

قارئین محترم مندرجہ بالا آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے چار اختیارات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مورتیوں کو پرندہ بنا کر اڑانا، پیدائشی اندھوں کو انکھیارا کر دینا کوڑھ کے مریضوں کو شفا دینا اور مردوں کو زندہ کرنا یہ تمام اختیارات اللہ پاک کے لیے ہیں۔ مگر انہی اختیارات کا اعلان حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے امتیوں میں فرما رہے ہیں ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات کا اعلان فرمایا ہے۔ ان آیاتِ کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ ''لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگاڈر پیدا کریں آپ علیہ السلام نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی۔ چمگاڈر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دوڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اڑتی ہے۔ اور دانت رکھتی ہے۔ اور ہنستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے باوجود یہ کہ اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہیں۔

(۲) جس کا برص عام ہو گیا ہو اور اطباء اسکے علاج سے عاجز ہوں چونکہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب انتہائی عروج پر تھی۔ اور اس کے ماہرین ہر علاج میں ید طولیٰ رکھتے تھے اس لیے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا۔ یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا ان میں جو چل سکتا حاضر

خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس حضرت خود تشریف لے جاتے۔ اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے تھے۔ حضرتِ ابنِ عباس نے فرمایا کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا ایک عاذر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا۔ جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ علیہ السلام سے تین روز کی مسافت کے فاصلے پر تھا۔ جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کی بہن کو فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عاذر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا مدت تک زندہ رہا۔ اور اس کی اولاد ہوئی ایک بڑھیا جس کے لڑکا کا جنازہ حضرت کے سامنے جارہا تھا آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا۔ اولاد ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا۔ ایک سام ابن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں۔ آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کہ کہنے والا کہتا ہے جب روح اللہ یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اسی ہول سے ان کا نصف سر بفند ہوگیا پھر وہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔

انہوں نے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ پہنچے۔ بغیر اس کے واپس کیا جائے۔ اس وقت ان کا انتقال ہوگیا۔ (تفسیر خزائن العرفان) کنزالایمان تحت آیات انی اخلق الکم پ ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۸ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

قارئین محترم! اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہ سب سندات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں بقول وہابیہ کے اللہ کی جناب میں سے ان مقربین ومحبوبین بندوں کے لیے کوئی سند، ڈگری سرٹفیکیٹ اختیار اتھارٹی نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے یہ سب رب کریم کی طرف سے تفویض شدہ اختیارات ہیں جن کو اللہ کا مقرب پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام استعمال فرما رہا ہے۔ اور پھر ہمارے عقیدہ حقہ کی تصدیق وتوثیق کے لیے ایک لفظ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ باذن اللہ جس سے ہر قسم کے شرک وشکوک وشبہات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ اس لیے فرما رہے تھے تاکہ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ نہ سمجھ لے نصاریٰ جو کہ حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل ہیں ان کا جامعہ رد ہے۔ اور یہ عقیدہ اہلسنت ہے کہ اللہ کی عطا اس کے حکم سے اس کے مقبول بندے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اور رب کریم انکی دعاؤں سے تقدیروں کو تبدیل فرما دیتا ہے اور اپنے مقبول بندے کے خالی ہاتھوں کو خالی نہیں رہنے دیتا اس لیے کسی شاعر نے خوب ترجمانی کی ہے کہ۔

اولیا کی نظر میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اب جو اس قرآنی عقیدہ کو شرک یا من گھڑت کہے وہ اپنے عقیدہ کا خود فیصلہ کرے کہ وہ قرآنی اور رحمانی تعلیمات کا پیرو ہے کہ شیطان کی پیروی میں سرشار ہے۔ قارئین محترم بعدہٗ اپنے دعویٰ کو مزید ایک دو آیات سے پختہ کرتا تاکہ تشنگی باقی نہ رہے۔

مسئلہ: شفاعت کے سلسلہ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا قل لللہ الشفاعلے اللہ (پ۲۴)
ترجمہ: کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر دوسرے مقام پر کچھ اس طرح ارشاد فرمایا۔

لایملکون الشفاعة الا من الخذ عندا لرحمن عهداً (پ۱۶ع۸)
ترجمہ: وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔ پہلی

آیت کریمہ میں شفاعت کی نفی ہے دوسری آیت میں اثبات ہے تو نفی بھی اور اثبات بھی حق ہے۔ شفاعت ذاتی کی نفی کہ کوئی مالک نہیں اور اثباتِ شفاعت عطائی کی ہے۔

کہ اللہ کی عطا واذن، اجازت سے رسول مقبول ﷺ اور دیگر مقبول بندے شفاعت کے مالک ہیں اب اس آیت میں تو ربِ کریم نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے کہ ہر ایرا غیرا شفاعت نہیں کرے گا صرف اس کے محبوب بندوں کو شفاعت کا حق حاصل ہوگا۔ یہ ہے رب کی طرف سے نیک بندوں کے لیے سند ابدی جس کو کوئی بدمذہب وگستاخ ختم نہیں کرسکتا ہے (۲) الا خلاء یومیذ بعضھم لبعضٍ عدو الا المتقین (پ ۲۵ آیت نمبر ۶۶ ع ۱۲)

ترجمہ: جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے (پرہیزگار)

(ترجمہ: دیوبندی شیخ الھند محمود حسن دیوبندی)

اس کی تفسیر میں دیوبندی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔ ''اس وقت بڑا گرمجوش محب ومحبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا۔ البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی۔ (تفسیر عثمانی ص ۶۵۷ سورہ زخرف مکتبہ سید الرشید ولاہور)

قارئین محترم اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے تعلق ورشتہ دوستی کی نفی فرمائی ہے کہ یہ ظاہری ودنیوی دوستی محشر کے میدان میں کوئی کام نہ آئے گی صرف پرہیزگاروں کی دوستی اس دن بھی کام آئے گی اب دیوبندی الحدیث امت خود فیصلہ کریں کہ پرہیزگاروں میں کون لوگ شامل ہیں کیا یہ ربِ رحمٰن کی طرف سے سند نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور سند وڈگری نہیں ہوسکتی قارئین محترم فقیر نے سورۃ یوسف کی تینوں جزو کی تفصیل کے ساتھ تشریح قرآنی آیات سے کردی ہے اب قارئین محترم اس کیلینڈر کی بڑی شہ سرخی کی طرف آتا ہوں۔ جو جلی حرف میں اس طرح لکھا ہوا ہے

"کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں"

عقلی دلائل:

بقول دیوبندی ونجدی امت کے کہ ہر معاملہ میں اللہ ہی کی ذات کو اپنے لیے کافی سمجھا جائے تو پھر وہ بتائیں کہ دنیا میں ہزاروں ایسے معاملات ہیں جن میں اللہ کے علاوہ غیر اللہ ہی کو کافی وشافی سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ حضرات بیمار ہو جائیں یا ان کو اسہال کی بیماری لاحق ہو جائے تو اس وقت یہ بات یاد کیوں نہیں رہتی کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت کیوں محو ذہن ہو جاتی ہے۔ واذا مرضت فھو یشفین پھر ڈاکٹروں اور حکیموں کی دریوزہ گری کیوں کی جاتی ہے۔ کیا ڈاکٹر اور حکیموں کے علاج کے بغیر اللہ شفا عطا فرمانے پر قادر نہیں۔ ہے۔ یقیناً ہے تو پھر ہسپتالوں میں جانے کی کیا ضرورت جب مختلف مقدمات کی زد میں یہ ملاں جی ہوتے ہیں اس وقت یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں۔ حسبنا اللہ انعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر کیا اللہ اچھا کارساز نہیں ہے کہ وہ وکلاء کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ رقوم کو خرچ کرتے ہیں۔ اس وقت کیوں نہیں کہتے کہ کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟ پھر جب مخالف فرقہ کی جانب سے مار دینے کا خوف ہوتا ہے یا دھمکی ملتی ہے تو اس وقت یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں وَمَا النصر الا من عند اللہ پھر کلاشنکوفوں، سیکورٹی گارڈ اور پولیس پر بھروسا کیوں، پھر المدد المدد یا پولیس یا پولیس نعرہ شرکیہ کس واسطے، کیا خدا کی مدد اور یا اللہ مدد کا نعرہ محض دکھاوے کیلیے ہے کیا کلاشنکوف اللہ سے زیادہ مدد کر سکتا ہے۔ پھر اسی وقت یہ شہ سرخی یاد کیوں نہیں رہتی کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں۔ جب اس کے کسی لڑکے یا عزیز رشتہ دار کو ملازمت نہیں ملتی اس وقت یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں واللہ خیر الرازقین پھر افسران بالا کی چاکری کس لیے کیا اب ان افسرانِ بالا کے توسل کے بغیر رزق عطا نہیں فرما سکتا۔ یقیناً فرما سکتا ہے تو پھر اللہ کے ساتھ یہ افسران

بالا کیوں کافی ہیں۔ جب مسئلہ جہاد کا آئے تو جگہ جگہ فنڈ بکس (خزانے) رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں کہ انتم الفقرا پھر ہر ایک سے چندہ، کھال، زکوٰۃ صدقات، خیرات کی رقوم کی اپیل کس لیے جب ہم سب فقیر ہیں اللہ ہی غنی ہے (اور بے شک وہ غنی ہے) تو پھر یہ دست درازی کس لیے یہ کھلا شرک کس واسطے، یہ سب تمہارے حیلے و بہانے ہیں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور کے مقولہ کی سچی تصویر دیوبند و اہلحدیث، ان دنیاوی امور میں تمہیں یہ بات یاد کیوں نہیں رہتی کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟ یہ عبارت و نعرہ صرف مقبولان خدا کے لیے مخصوص ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

دنیاوی امور میں غیروں کو کافی سمجھنا اور لوگوں کو اللہ ہی کافی سمجھانا تمہارے اندر کی خباثت ہے اور مقبولانِ خدا سے قلبی شقاوت ہے۔

نقلی دلائل:

قارئین حضرات عقلی دلائل کے بعد بندہ کچھ نقلی دلائل کی طرف آتا ہے تاکہ جواب میں وزن رہے۔

آیتِ کریمہ یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین (پ۱۰ ع۴)

ترجمہ: اے نبی ﷺ کفایت ہے تجھ کو اللہ، اور جتنے تیرے ساتھ ہوئے ہیں مسلمان، (ترجمہ موضح القران ازشاہ عبدالقادر)

لفظ کفایت شاہ عبدالقادر صاحب نے حسبک کا معنی کفایت کیا ہے آیئے لغت میں دیکھتے ہیں کفایت کا کیا معنی ہے لہٰذا اظہر اللغات میں کفایت کا معنی کافی ہونا لکھا ہے۔ (اظہر اللغات ص ۴۳۳ مطبوعہ اظہر پبلشرز لاہور) جب کہ حسبک کا ترجمہ دیوبندی شیخ الہند محمود حسن نے کافی کیا ہے۔ (ترجمہ محمود حسن ص ۲۴۵ پ ۱۰)

تفسیر دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے اس کی تفسیر کچھ اس طرح کی ہے "اکثر

سلف کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اے پیغمبر علیہ السلام خدا تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے۔ یعنی قلت عدد اور بے سروسامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور بعض علماء نے یہ معنی لیے ہیں کہ اے پیغمبر تجھ کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہر اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو کافی ہے۔ (حاشیہ تفسیر عثمانی ۲۴۵ مطبوعہ مکتبہ شبیر احمد شہید لاہور) علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی نے اس آیت کا شانِ نزول حضرت عمر فاروق کا ایمان لانا تحریر فرمایا ہے۔

فوائد:

چوتھا فائدہ میں تحریر فرمایا ہے "بندوں پر اعتماد کرنا اللہ پر توکل کے خلاف نہیں یہ فائدہ فبسک اللہ و امر اللہ مک فرمانے سے حاصل ہوا کہ آپ کو اللہ ہی کافی ہے اور یہ مومن بھی مافی حقیقۃً رب تعالیٰ کافی ہے۔ اور مجازاً اس کے بندے کافی۔ لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ رسول کافی ہے۔ پانچواں فائدہ اللہ کے نیک بندوں کا اللہ کے ساتھ ملا کر ذکر کر سکتے ہیں یہ فائدہ بھی منی اتبعک کو لفظ اللہ پر معطوف کرنے سے حاصل ہوا۔ کہ اللہ اور مومن آپ کو کافی ہیں لہذا یہ کہہ سکتے ہیں اگر اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہوگا۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے فان اللہ قوامو کے جبریل واصالح المومنین والملائکۃ بعد ذلک ظھراً

چھٹا فائدہ:

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے نبی ﷺ کو کافی ہیں بحکم پروردگار تو حضور کی امت کو بھی کافی ہیں لہذا حضرتِ عمر سارے مسلمانوں کے حامی ناصر کافی وافی ہیں یہ فائدہ ومن اتبعت الخ سے حاصل ہوا۔

قارئین محترم جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مومنین کی مختصر جماعت نبی اعظم کو کافی وافی ہے تو پھر یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے اللہ و

رسول کافی ووافی ہیں لہذا اللہ کی ذات کے ساتھ کسی دوسرے کو کافی سمجھنا ناجائز شرک و بدعت وحرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ فاروق اعظم کو نبی اور مسلمانوں کے لیے کافی نہ فرماتا لہذا ہمارے لیے صرف اللہ ہی کافی ہے کا نظریہ بارویے قرآن ناجائز وخود ساختہ ہے۔ بندہ نے سیدنا فاروق اعظم کا نبی ومومنین وتمام دین اسلام کے لیے کافی ووافی ہونا قرآن کریم سے ثابت کیا ہے اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ بیان کیے دیتا ہوں کیا سیدنا صدیق اکبر نے صرف اللہ ہی کافی پر یقین واعتقاد رکھتے تھے سیدنا صدیق اکبر کون ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معیار ہے ایمان وتعظیم حبیب کا صرف صدیق اکبر کی شخصیت کا اعتراف تینوں کو نہیں ہے بلکہ بدمذہب کل سیدنا صدیق اکبر کی خدمت وصداقت کا فائدہ واشگاف الفاظ میں لگائے ہیں بڑے بڑے اشتہار عظیم الشان کانفرنیس حضرت کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتے ہوئے منعقد کرتے ہیں کیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی عقیدہ ہے کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں آیئے غیر مقلد حضرات کے مجدد نواب عالیجان نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب (تکریم المومنین بتقویم مناقب خلفائے الراشدین ص ۲۱) پر کچھ اس طرح رقمطراز ہے۔

حضرتِ عمر کہتے ہیں حضرتِ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں پس آپ ﷺ کا حکم میرے پاس مال ہونے کی موافق ہوا میں نے کہا آج میں ابوبکر پر سبقت لے جاؤں گا۔ اگر سابق ہونے والا ہوں اور میں نصف مال پاس حضور ﷺ کے لایا فرمایا ما ابقیت لاھلک میں نے کہا مثل اس کی اور ابوبکر صدیق اپنا سارا مال لے کر آئے فرمایا اے ابوبکر ما ابقیت لاھلک کہا ابقیت لھم اللہ ورسولہ میں نے کہا کہ میں کسی شے میں ان سے سابق نہیں ہوں گا کہا ہے رواہ ابوداؤد و ترمذی فقال حسن ترمذی فقال حسن صحیح) اسی حدیث کو جلال امت والدین حضرتِ علامہ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے امام جلال الدین سیوطی وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق دیوبندی امت کے

محدث الکبیر میں انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری فی شرح بخاری جلد چہارم میں لکھا ہے کہ آپ کو جاگتے میں سرکار ﷺ کی ۲۲ مرتبہ زیارت نصیب ہوئی۔

امام سیوطی تحریر فرماتے ہیں سرور عالم ﷺ نے فرمایا عمر اپنے اہل کے لیے کتنا چھوڑ آئے ہو میں نے عرض کیا اتنا ہی ان کے لیے رکھ دیا ہے۔ اور ابو بکر اپنی پوری دولت لے آئے جن سے رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اپنے اہل وعیال کے لیے کتنا رکھ آئے ہو تو انہوں نے کہا ان کے لیے اللہ اور سرور عالم بہت کافی ہیں ترمذی کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی) اب ترمذی شریف کی یہی حدیث نقل کرتا ہوں ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ صدقہ کرو آخری حدیث کے الفاظ یہ ہیں حضور ﷺ نے پوچھا کہ ابو بکر اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ میں نے کہا میں کبھی ان سے کسی بات میں آگے نہ بڑھ سکوں گا (یہ حدیث حسن صحیح ترمذی شریف ص ۳۶۴ جلد دوم حدیث نمبر ۱۵۳۲ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

تبصرہ قارئین حضرات اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کتنا فتویٰ ہوگا وہ بھی تو اللہ کے کافی ہونے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بھی شامل فرما رہے ہیں اور اس فعل پر سرکار دو عالم ﷺ نے بھی منع نہیں فرمایا'' معلوم ہوا یہ بات رسول کائنات کو بھی پسند تھی اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ کے علاوہ اللہ کے کسی بھی محبوب بندہ کو کافی وعافی سمجھنا یہ شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ عقیدہ صدیق اکبر ہے بندہ سپاہ صحابہ سے درد مندانہ التماس کرتا ہے کہ خدا کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدے کے خلاف غداری مت کرو روح صدیق پاک کو تکلیف نہ پہنچاؤ کم از کم صداقت کا نعرہ بلند کرنے کے ساتھ ساتھ عقیدہ صدیق اکبر کو اپناؤ اور برسر عام یہ نعرہ بلند کر کے صدیق پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے غلام و جانثار ہونے کا ثبوت دو کہ ہمارے لیے اللہ اور

اس کا رسول ہی کافی ہے'' فقیر نے کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں ؟ پھر مختصر مگر جامع قرآن وحدیث کی رو سے بحث کی ہے توقع ہے منصف مزاج انسان کو پسند آئے گی ضدی کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ ضدی آخر ضدی ہوتا ہے چاند کو دو ٹکڑوں میں بٹا ہوا دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ جب باپ کی اتنی سخت ضد ہے تو یقیناً والد کے اثرات اولاد پر بھی ہوتے ہیں یہ اولاد ہمارے دلائل کو خاک مانے گی۔ بہر صورت شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

فقیر اب اس کلینڈر کی اس عبارت کی طرف آتا ہے جن میں مختلف القابات کو شرک کہا گیا ہے مثلاً ''داتا، غوث اعظم، گنج بخش، مشکل کشاء دستگیر، غریب نواز، یہ سب خالق کی صفات ہیں بعض لوگ ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں،' یہ وہ صفات ہیں جن کو دیوبندی، اہلحدیث خدا کی صفات کے زمرے میں لاتے ہیں اور بقول ان کے ان صفات کو کسی غیر خدا میں ماننا شرک ہے فقیر آگے چل کر ثابت کرے گا کہ ان صفات کو خود ان کے اکابرین غیر خدا میں مانتے ہیں تسلیم کرتے ہیں اور تحریر کرتے ہیں۔ بندۂ جب ثابت کرے گا تو پھر ان نام نہاد مولویوں سے ایک منصفانہ فتویٰ کا بھی تقاضا کرے گا فقیر اب ثابت کرتا ہے کہ اگر ان صفات کو مخلوق میں مانا جائے تو شرک ہو جاتا ہے تو پھر ان صفات کا کیا بنے گا جو بیک وقت اللہ کے لیے بھی ہیں اور رسول اللہ ﷺ میں بھی وہ صفات موجود ہیں۔ اور یہ مشترکہ صفات قرآن کریم سے ثابت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مشترکہ صفات

ا۔ ان اللہ بالناسِ لرؤف رحیم — بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مشفق ومہربان ہے۔

۲۔ وکان بالمؤمنین رحیماً — اور وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

ان دو آیتوں سے اللہ تعالیٰ کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہوا

۳۔ لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیھم ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۱۱/۵

۳۔ بے شک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول آیا جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہارا بڑا خیر خواہ مومنوں پر بڑا شفیق و رحیم ہے

اس تیسری آیت سے حضور ﷺ کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہوا۔

۴۔ اللہ ولی الذین امنو ۲/۳۱ اللہ ولی ہے ایمان والوں کا

۵۔ انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنو ۱۲/۶۱

تمہارا ولی ہے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ایک آیت سے اللہ تعالیٰ کا ولی ہونا اور دوسری آیت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کا بھی ولی ہونا ثابت ہوا۔

۶. واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے

۷۔ وانک لتھدی الی صراط مستقیم

اور بے شک (اے محبوب) تم ضرور سیدھی راہ دکھاتے ہو۔

ایک آیت سے اللہ کا ہادی صراط مستقیم ہونا اور دوسری آیت سے حضور کا۔

۸. اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور

اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا وہ ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

۹. کتاب انزلنا والیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور ۲/۱۳

ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ (اے حبیب) تم لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاؤ۔

ایک آیت سے اللہ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا ثابت ہوا۔

۱۰. فانّ العزۃ للہ جمیعاً ۱۶.۵

بے شک عزت تو سب کی سب اللہ کے لیئے ہے۔

۱۱. وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ۲۸۔۱۳ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

ایک آیت سے ساری عزت اللہ کے لیے ہونا اور دوسری آیت سے اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے لیے بھی عزت کا ہونا ثابت ہوا۔

۱۲. ولکن اللہ یزکی من یشاء ۸/۱۸

ولیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہے۔

۱۳. ویزکیھم اور رسول ان کو پاک کرتا ہے۔

ایک آیت سے اللہ کا مزکی ہونا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا مزکی ہونا ثابت ہے۔

۱۴۔ والوانھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ وقالو احسبنا اللہ سیوجتنا اللہ من فضلہ ورسولہ ۱۰/۱۳

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا۔ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی۔

اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا بھی معطی ہونا ثابت ہوا۔ دیکھیے اتے (دیا) اور یؤتی (دے گا) کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

۱۵. وما نقموا الا اناغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۱۰/۱۵ اور نہیں برا جانا انہوں نے مگر یہ کہ غنی کر دیا اور ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی غنی کرتا ہے اور اس کے رسول بھی۔ اغنی کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

۱۶. انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ ۲۲۔۲

جس پر اللہ نے انعام کیا اور (اے محبوب) تم نے انعام کیا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی انعام کرتا ہے۔ اور حضور ﷺ بھی،

۱۷. الله یتوفی لانفس حین موتها ۴۲. ۱
اللہ قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت۔

۱۸. قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم (۲۱_۱۴)
(اے) نبی فرمادیجئے کہ تمہاری جانوں کو ملک الموت قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

ایک آیت سے اللہ کا متوفی الانفس ہونا اور دوسری سے ملک الموت کا متوفی الانفس ہونا ثابت ہوا۔

۱۹. وانَّ لوطاً لمن المرسلین ذواهله اجمعین (۸.۳۳)
اور بے شک لوط رسولوں میں سے ہے۔ جس وقت ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو بچایا۔

۲۰۔ فانجینه واهله الا امراته (۱۸_۱۷)
تو ہم نے لوط اور اسکے اہل کو سوا اس کی عورت کے بچایا۔

۲۱. ولما جاء ت رسلنا ابراهیم بالبشری قالو آ انا مهلکواهل هذه القریة ان اهلها کانو اظلمین قال ان فیها لوطاً قالوا نحن اعلم بمن فهیا لننجینه واهله الا امراته (۲۰/۱۵)
اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے کیونکہ اس شہر کے رہنے والے ظالم ہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس میں لوط بھی ہیں فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے تو ہم لوط اور اسکے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے ضرور بچائیں گے۔

پہلی دو آیتوں سے ثابت ہوا کہ لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے اللہ نے بچایا اور تیسری آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتوں نے بتایا۔

یہ چند آیات بطورِ نمونہ ہدیہ قارئین ہیں۔ قارئین حضرات ان سے بخوبی اندازہ

لگالیں گے کہ جن اوصاف وکمالات اور افعال کی نسبت اللہ کی طرف ہوئی ہے انہیں کی نسبت حضور ﷺ کی طرف اور ملائکہ کی طرف ہوئی ہے یعنی یہ صراحۃً ثابت ہوا ہے کہ اللہ بھی رؤف رحیم اور حضور بھی رؤف الرحیم اللہ بھی مومنوں کا ولی اور حضور بھی مومنوں کے ولی اللہ بھی ہادی اور حضور بھی ہادی، اللہ بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والا اور حضور بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والے۔ اللہ بھی عزت والا اور حضور بھی عزت والے۔ اللہ بھی پاک کرنیوالا اور حضور بھی پاک کرنے والے۔ اللہ بھی عطا کرنے والا اور حضور ﷺ بھی عطا کرنے والے۔ اللہ بھی غنی کرنے والا اور حضور بھی غنی کرنے والے اللہ بھی انعام کرنے والا اور حضور بھی انعام کرنے والے۔ اللہ بھی وفات دینے والا اور عزرائیل بھی وفات دینے والے اللہ بھی بچانے والا اور ملائکہ بھی بچانے والے۔

تو کیا یہ شرک ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اس کے تمام اوصاف وکمالات اور اختیارات ذاتی، قدیم، غیر مخلوق اور لا محدود ہیں اور حضور ﷺ اور ملائکہ بلکہ تمام مخلوق کے اوصاف وکمالات اور اختیارات اللہ کے عطا کیے ہوئے، مخلوق و حادث اور محدود ہیں۔ لہٰذا شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شرک تو تب ہے جب حضور ﷺ یا ملائکہ یا کسی مخلوق کو یا ان کے کمالات وغیرہ کو غیر مخلوق ذاتی، قدیم اور لا محدود سمجھے اور اللہ کے برابر جانے کیا ذاتی اور عطائی، قدیم اور حادث غیر مخلوق اور مخلوق لا محدود اور محدود برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں جب برابری نہیں تو شرک بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کے اطلاق سے شرک نہیں ہو جاتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ مشرکین عرب بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے پھر بھی اللہ نے ان کو مشرک کہا تو میں کہوں گا کہ بلاشبہ وہ بتوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔

تاللہ ان کنا لفی ضلل مبینٍ برب العلمین ۹ ۱ .۸

خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر قرار دیتے تھے۔

نیز وہ بتوں کو مستحق عبادت سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے اور کسی کو اللہ کے سوا مستحق عبادت سمجھنا یہ شرک ہے۔

چنانچہ اسی ذاتی اور عطائی قدیم اور حادث، غیر مخلوق اور مخلوق، لامحدود اور محدود کے عقیدہ ونظریہ کے پیش نظر حسب ذیل آیات میں غور فرمایئے۔

۱. لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (۲۰. ۲۱)

جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے کوئی اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا۔

۲. عالم الغیب فلایظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (۱۲.۲۹)

غیب کا جاننے والا، اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

۳. وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسولہ من یشاء ۴. ۸)

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ (اس کے لیے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

۴. وما ھو علی الغیب بضنین اور وہ رسول غیب بتانے میں بخیل نہیں،

ایک آیت میں علم غیب کی غیر کیلیے نفی ہے اور تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق اور اثبات بھی حق نفی ہے غیبِ ذاتی کی یعنی بغیر عطائے الٰہی کوئی نہیں جانتا اور اثبات ہے علمِ غیب عطائی کا یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے اس کے پسندیدہ رسول جانتے ہیں۔

۵. قل لله الشفاعة له جمعياً ۲۴. ا

کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۶. مالکم من دون الله من ولی ولا شفیع (۷۔۱۴)

اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور شفیع نہیں۔

۷. لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عندالرحمن عهداً (۱۶۔۸) وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جس نے رحمٰن سے عہد لیا ہے۔

۸. یومئذٍ لا تنفع الشاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولاً (۱۶۔۱۴)

قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی ہے۔

۹. فما تنفعهم شفاعة الشافعین ۲۹۔۱۵

کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

پہلی دو آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے اور دوسری تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق ہے اور اثبات بھی حق۔ نفی ہے شفاعت ذاتی کی یعنی ذاتی طور پر کوئی مالک نہیں اور اثبات ہے شفاعت عطائی کا یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی عطا سے اس کے رسول مقبول ﷺ اور اس کے دیگر مقبول بندے شفاعت کے مالک ہیں۔

۱۰. قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ماشاء الله ۹. ۱۳

کہہ دیجئے میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا خود مالک نہیں مگر جو چاہے اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ حالانکہ اس کا مطلب بھی وہی ہے یعنی ذاتی طور پر کوئی نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ عطائی طور پر رکھتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۱۱. وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین (۲۷۔۲)

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے۔

۱۲. وانزلنا الحدید فیه باء س شدید و منافع للناس (۲۷.۱۹)

اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت قوت ہے اور لوگوں کے لیے نفع ہیں۔

۱۳. ولکم فیهامنافع کثیرة ۱۸_۱

اور ان چوپایوں میں تمہارے لیے بہت سے منافع ہیں۔

۱۴. یوم ینفع الصدقین صدقهو ۵.۷

۱۵. یومئذلا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولاً

اس دن سچوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔ قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی (مگر اس کی شفاعت نفع دے گی) جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی۔

۱۶. فما تنفعهم شفاعة الشافعین (۱۷.۱۶)

کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی (مومنوں کو دے گی)

۱۷. ویتعلمون مایضرهم ولا ینفعهم (۱.۱۱)

اور وہ (جادو) سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے گا اور نفع نہ دے گا۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء میں نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت و تاثیر رکھی ہے۔ لہذا اس کے مقبول اور پاک بندوں میں بھی نفع و برکت پہنچانے اور مردود و معلون شیطان اور اس کے چیلوں میں نقصان پہنچانے کی قدرت و تاثیر ہے۔ (ازماخوذ درس توحید مولفہ مولینا شفیع اوکاڑوی)

قارئین کرام فقیر نے قرآن کریم کی کثیر آیات بینات سے مشترکہ صفات کو پیش کیا اور پھر کثیر تعداد میں وہ بھی آیات پیش کی ہیں جن میں ایک کام کا فاعل اللہ پھر اسی کام کے فاعل ملائکہ یا اس کے مقبول بندے ہیں۔

لہذا وہابیہ کی جانب سے بعض صفات کو خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص کرنا پڑے

درجے کی جہالت ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق میں پیدا کرنا شرک ہوتا تو اللہ کریم کبھی بھی مشترکہ صفات قرآن کریم میں بیان نہ فرماتا لہذا یہ بات قرآن کریم کی رو سے واضح ہوگئی ہے کہ محبوبانِ خدا میں صفاتِ الٰہیہ ماننا شرک نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے لہذا داتا۔ مشکل کشا، غریب نواز، غوث اعظم۔ گنج بخش، ان صفات کو محبوبانِ خدا میں ماننا شرک نہیں۔ ھاتو ابرھانکم ان کنتم صدقین.

قارئین حضرات! فقیر اب مزید ایسی آیات بینات پیش کرتا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام و احکامات اکٹھے اکٹھے موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الٰہی)

ا۔ اطاعت:۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲۲دفعہ) ۱۳۳_۳۲/۳_۸۰_۶۹__۵۹_ ۱۳/۴_۹۲/۵_۴۶_ ۲۰_۱/۸_۷۱/۹_ ۵۶_۵۴_۵۲/۲۴_۷۱_۶۶ _۳۳/ ۳۳،۳۳/۴۷_۱۷_/۴۸_۱۴/۴۹_۱۳/۵۸/۱۲/۶۴

۲۔ ایمان:

امنوا باللہ ورسولہ (۲۰دفعہ) ۱۷۰/۳_۱۷۱_۱۵۶_۱۳۶/۴_۸۱/۵_۱۵۸ /۷_۶۲_۴۷/۲۴،۹ /۴۸_ ۱۳/۴۸_۵_۹ /۴۹_۲۸_۲۱_۸_۷_ /۵۷_۴ ۵۸_۸/۶۴_۱۱/۶۱

۳۔ کفر:۔

کفروا باللہ ورسولہ (۵دفعہ) ۱۰۱/۳_۱۵/۴_۸۴_۸۰_۵۴/۹

۴۔ مخالفت:

یحادو اللہ ورسولہ (۶دفعہ) ۶۳/۹_۱۳/۸_۴/۵۹_۲۲_۲۰_۵/۵۸

۵۔ ایذا دینا:۔ یوذون اللہ ورسولہ (۲دفعہ) ۶۱/۹_۵۷/۳۳

٦۔نافرمانی:۔

یعص اللہ ورسولہ (۳دفعہ) ۴/۱۴۔۳۳/۳۶۔۳۳۔۵۔۱۰۷/۹

۸۔دغا کرنا: لاتخولو اللہ ورسولہ ۸/۲۷

۹۔جھوٹ بولنا: کذبو اللہ ورسولہ۹/۹۰

۱۰۔حرام کیا: حرم اللہ ورسولہ۹/۲۹

۱۱۔استہزا کرنا:۔ اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون ۹/۶۵

۱۲۔استغفار: فاستغفر اللہ واستغفر لھم الرسول ۴/۶۴

۱۳۔طرف: مہاجر الی اللہ ورسولہ۴/۱۰۰

۱۴۔محبت:۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ۹/۲۴

۱۵۔عطا: مااتھم اللہ ورسولہ

۱۶۔فضل:۔ سیوتینا من فضلہ ورسولہ ۹/۵۹

۱۷۔راضی:۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۹/۶۲

(ازماخوذ صاحب کلی علم غیب از قلم کرنل محمد انور مدنی مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم آپ نے ۳۹ ایسی آیات کریمہ کو پڑھنے کا شرف حاصل کیا جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کا ساتھ ساتھ ذکر موجود ہے۔لہذا اللہ کی ذات سے مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو جدا کرنا معنوی طرح انکار قرآن بھی ہے۔اور منشائے الٰہی کے بھی خلاف ہے۔لہذا وہابیہ دیابنہ کا ہم (اہلِ سنت و جماعت بریلوی) پر یہ اعتراض کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خدا سے ملا دیتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں فقیر اس اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ ہم خدا کی ذات سے ملانے والے کون ہوتے ہیں اگر ہم میں اتنی طاقت ہوتی تو سب سے پہلے تم کو پکڑ کر خدا سے ملا دیتے آپ یوں دربدر چالیس چالیس دن کی ٹھوکریں نہ کھاتے پھرتے۔بمعہ بوجھ کے کمثل الحمار

یحمل الاسفار سوال آپ پر ہے کہ ان آیاتِ بینات کا کیا بنے گا جن میں خود رب الرحمن نے اپنی ذات و احکامات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ذات کو ملایا ہے لہذا ان آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر موجب شرک نہیں بلکہ باعث رحمت و برکت اور سنت خدا ہے۔ اور جو خدا کی سنت ہے اس کے متعلق خود خداوند کریم کا اعلان سن لیں۔

فلن تجد لسنت الله تبديلاً ولن تجد لسنت الله تحويلاً (پ ۲۲ . ع ۱۶)

ترجمہ: تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے۔ اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے۔

اب اگر کسی میں ہمت ہے تو دستور خداوندی کو تبدیل کر دیں۔ ہمارا ان کو کیا خدا کا چیلنج ہے انشاء اللہ ابدالآباد تک ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ہوتا رہے گا اور منافقین کا دل یونہی جلتا رہے گا۔ اسی لیے تو میرے اعلیٰ حضرت بریلوی نے کیا خوب فرمایا۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
ارے جل جائیں گے جل جانے والے

قابل توجہ نکتہ:

قارئین حضرات یہاں پر ایک نکتہ توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطا بھی کرتا ہے یا کہ نہیں تو آیئے قرآن کریم سے یہ بات پوچھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

قالت اليهود يد الله..........تا.......... كيف يشآء (پ ۶ ع ۱۲)

ترجمہ: اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انکے ہاتھ باندھے جائیں۔ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جسے چاہے۔

تبصرہ

قارئین محترم! آپ اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ یہ گندہ عقیدہ کس کا ہے کہ اللہ کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ علم غیب، ہو یا اختیارات و تصرفات یا روحانی طاقت، کل یہ عقیدہ یہود و نصاریٰ کا تھا اور آج یہ عقیدہ نجدیہ وہابیہ و دیوبندیہ کا ہے کہ اللہ کے تمام بندے بے اختیار اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور جس کا نام علی یا محمد ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔ (تقویۃ الایمان) اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ایسے تمام عقائد و نظریات کے حامل بدطینت افراد پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ہمارے عقیدہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کھلے ہیں جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

لہٰذا ہمارا عقیدۂ عطائی قرآن کریم سے عبارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں و مقبولوں کو ہر قسم کی طاقت و اختیارات و تصرفات عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے نیک بندے مشکل کشا بھی ہیں اور حاجت روا بھی ہیں اس پر فقیر نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات و تصرفات کا گزشتہ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اور ساتھ ہی گزشتہ صفحات سے کثیرہ آیات سے مقبولانِ خدا کے تصرفات و روحانی قدرتوں کو بھی ثابت کیا ہے۔ اب بندہ مزید کچھ آیات و بینات تحریر کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ترجمہ: اور سلیمان کے تابع کی باؤ جھپکے کی چلتی اس کے حکم سے زمین کی طرف جہاں برکت دی ہم نے (ترجمہ شاہ عبدالقادر) تفسیر: مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن ان کے لیے مسخر کردیے۔ حضرتِ سلیمانؑ نے ایک تخت تیار کیا تھا جس پر مع اعیان دوست بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی باہر کرلیا جاتا۔ پھر ہوا آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی پھر اوپر جا کر نرم ہوا مناسب چلتی جب کہ دوسری جگہ فرمایا اخاءً حیث اصاب (ص ارکوع ۳) یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دوپہر میں پہنچادیتی۔ تعجب ہے کہ آج عجیب و غریب ہوائی جہاز کے زمانہ میں بھی بہت سے زائغین اس قسم کے واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یورپ جو کام اسٹیم اور الیکٹرک سے کرسکتا ہے خدا تعالیٰ ایک پیغمبر کی

خاطر اپنی قدرت سے نہیں کر سکتا۔

اب آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حضرتِ سلیمان کے حکم کے تابع کر دیا یہ سب رب تعالیٰ کی مطاع اور اس کے ہاتھ کشادہ ہیں وہ اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ وسخرنا مع دائود الجبال یسبحن والطیر (ترجمہ): اور تابع کیے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ، تسبیح پڑھا کرتے اور اڑتے جانور (پ ۱۷ ع ۵ ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

قارئین محترم سیدنا داؤد علیہ السلام کے پاس بے جان چیزیں پتھر یعنی پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے اور پھر ہمارے عقیدہ کی تصدیق اس آیت کریمہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ وکنّا فعلین (اور یہ سب کچھ ہم نے کیا) یعنی اللہ تعالیٰ عجیب عجیب قدرتیں اپنے محبوب بندوں کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا یؤتی ملکہ منی یشآءُ اور اللہ دیتا ملک اپنا جس کو چاہے۔ (پ ۲ ع ۱۵ ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

قارئین محترم! اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے طالوت کی بادشاہت کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے اسے بادشاہ بنایا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا فرماتا ہے ایک اور آیتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا ان الارض کر لھا عبادی الصلحون

ترجمہ: کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے قارئین محترم اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے علامہ عثانی اس آیت کے تحت تحریر کرتے ہیں۔ کہ صادق زمین کے وارث ہوں گے چنانچہ اس امت کے کامل وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث ہیں (تفسیر عثانی ص ۴۴۱)

اب فیصلہ آپ کی منصفہ مزاج پر ہے کہ زمین کا وارث اللہ، مگر پھر بھی وارث اس نے اپنے نیک بندوں کو بھی تفویض کر دی۔ لہذا یہ بات طے ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی

قدرت وطاقت اور اختیار اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے قارئین حضرات تسلی ایمان وقلب کی خاطر ایک اور آیۂ کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔ انّ الارض للہ یورثھا منی یشاء من عبادہ (پ ۸ ع ۴)

ترجمہ: بے شک زمین ہے اللہ کی اس کا وارث کردے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں۔ (ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

علامہ عثمانی اس آیت کے تحت تحریر کرتے ہیں ''ملک اسی کا ہے جس کو مناسب جانے عطا فرمائے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۱۹)

قارئین محترم فقیر نے متعدد آیات کریمہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و طاقت سے اپنے نیک بندوں کو اختیارات وتصرفات عطا فرماتا ہے جس کی بدولت وہ لوگوں کی مشکل کشائی وحاجت روائی فرماتے ہیں لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ اگر اللہ نے اختیار بندوں کو سونپ دیئے ہیں تو پھر اس کے پاس کیا بچا تو یہ عقیدہ کفریہ ہے جس میں خدا کی قدرتوں وطاقتوں کو محدود کیا گیا ہے۔ لہذا خدا کی قدرت وطاقت لامحدود ہے جس کو جو چاہے جتنا چاہے عطا فرمائے اس کے ہاتھ کشادہ ہیں اور عطا فرمانے پر بخیل نہیں ہے لہذا ہمارا یعنی اہلِ سنت و جماعت (بریلوی) کا یہ عقیدہ قرآن کے عین مطابق ہے نہ کہ شرک ہے ان لوگوں کے لیے دعوتِ فکر ہے جو ہمارے عقائد کو شرکیہ کہنے سے باز نہیں آتے وہ خدا پر کتنا بڑا بہتان لگاتے ہیں اور خدا پر جو بہتان باندھے ان کا کیا مقام ہے وہ خود فیصلہ کرلیں۔

قارئین محترم! فقیر اب ایک اور تحقیقی نکتہ کی طرف آتا ہے اسی کیلنڈر میں جہاں انہوں نے بہت سارے القابات کو شرکیہ تحریر کیا ہے وہاں سب سے پہلے لفظ ''داتا'' ہے مخالفین حضرتِ سید علی ہجویری کو داتا صاحب کہنے پر بھی شرک کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ داتا فقط اللہ کی ذات ہے کسی مخلوق کو داتا کہنا بہت بڑا شرک ہے ان علم کے یتیموں کو اتنا بھی علم نہیں کہ لفظ ''داتا'' عربی زبان کا لفظ نہیں یہ تو ہندی زبان کا لفظ

ہے جس کے معنی ہیں دینے والا ، سخی ، فیاض (۲) رزاق خدا (۳) درویش فقیر سائیں (فیروز اللغات اردو جامع ص ۶۰۵)

درویش فقیر کے معنی میں خدا کو داتا کہنا کفر ہے۔ ہاں دینے والا سخی فیاضی اور رازق کے معنی میں اللہ تعالیٰ واقعی داتا ہے۔ لیکن لفظ ''داتا'' سے لفظ ''رب'' معنی کے اعتبار سے بھی زبردست ہے اور لفظ کے اعتبار سے بھی۔ حضرتِ سیدنا یوسف علیہ السلام نے لفظ ''رب'' مخلوق کے لیے بھی استعمال فرمایا۔

سورۃ یوسف میں ہے کہ جب جیل میں حضرتِ یوسف علیہ السلام سے بادشاہ کے ''ساقی'' اور باورچی نے خوابوں کی تعبیر پوچھی تھی تو آپ علیہ السلام نے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ یصاحبی السبحن اما احد کما فیسقی ربه خیرا (پارہ ۱۲ یوسف ۴۱)

ترجمہ: اے میرے جیل کے ساتھیوں بہر حال تم میں سے پہلا اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلایا کرے گا۔ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو ساقی کا رب کہہ دیا اللہ بھی رب ہے اور بادشاہ کو بھی ''رب'' کہا گیا ہے۔ لفظ اگرچہ خالق و مخلوق کے لیے ایک بیان ہوا پھر بھی۔

شرک نہ ہوگا۔ اس لیے کہ معنی میں برابری نہیں پالتا اللہ بھی ہے پالتا بادشاہ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو پالنے کے لیے کسی سے کچھ لینا نہیں پڑتا۔ جب کہ بادشاہ غلاموں کو پالتا بعد میں ہے پہلے اس کو دوسروں سے لینا پڑتا ہے۔ کسی سے ٹیکس لیتا ہے کسی سے جرمانہ کسی سے نذرانہ، اس طرح ایک داتا اللہ ہے ایک داتا لاہور والی سرکار لفظ اگرچہ ہے ایک ہے دیتا وہ بھی ہے دیتا یہ بھی ہے لیکن معنی میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ کا فرق ہے اللہ بھی دیتا ہے لیکن اسے دینے کے لیے کسی سے لینا نہیں پڑتا۔ جب کہ لاہور والی سرکار اللہ سے جا لیتی ہے مخلوق کو دیتی جاتی ہے ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا قرآن میں اللہ کے علاوہ کسی اور کے دینے کا بھی ذکر ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں جنت میں وہی

جائے گا جو مصطفی کریم ﷺ کو داتا ماننے گا ارشاد ربانی ہے۔

ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالو حسبنا الله سيئوتينا الله من فضله و رسوله انا الى الله راجعون (پ ۱۰. ۲)

ترجمہ: کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور رسول نے جو کچھ انہیں دیا تھا اس پر وہ راضی رہتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ اپنے فضل سے ہمیں بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول بھی ہم پر عنایت فرمائے گا ہم اللہ ہی کی طرف نظر جمائے ہوئے ہیں (ترجمہ مودودی صاحب) (المصداق ص ۳۳۔۳۴۔) شرک اور اس کی حقیقت از مولینا پروفیسر سعید احمد اسعد) قارئین محترم پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون میں رب کی نسبت مخلوق کی طرف ثابت کی ہے فقیر کے ذہن میں بھی ایک آیت کریمہ ہے۔ جس میں رب کی نسبت مخلوق کی طرف کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

قل ربّ ارحمهما كما ربيني صغيراً (پ سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا (ترجمہ شاہ عبدالعزیز صاحب)

قارئین حضرات! اس آیت کریمہ میں والدین کو چھوٹی عمر کا رب کہا گیا ہے اور رب کا معنی پالنا ہوتا ہے اس دعا میں بھی اولاد اپنے والدین کو پالنے والا کہہ رہی ہے۔ تو کیا والدین کو رب کہنے سے شرک لازم آئے گا۔ نعوذ باللہ قرآن کریم دعائے شرکیہ سکھا رہا ہے ہرگز نہیں والدین کے رب ہونے کا اور معنی ہے اور خدا تعالیٰ کے رب ہونے کا اور معنی ہے۔ مخلوق کے رب ہونے اور اللہ تعالیٰ کے رب ہونے میں وہی فرق ہے جو کہ پروفیسر صاحب نے بیان کیے ہیں۔ قارئین محترم اب سیدنا داتا علی ہجویری کی ذات مبارکہ روزنامہ نوائے وقت کے معروف کالم نگار مدنی میاں مدرشید (مرحوم) ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

نورِ بصیرت حضرتِ داتا گنج بخش:

سرزمین پاک ہند میں روحانی بزرگوں نے اسلام پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا یہ جو لوگ کہتے ہیں لاہور لاہور ہے۔ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا یہ فضا میں بسی ہوئی اس روحانیت ہی کا اثر ہے یہ ہر روح کو اندرونی طور پر متاثر کرتی ہے یہاں قدم قدم پر بزرگوں کے مزار ہیں جہاں سے روحانی انوار پھوٹ رہے ہیں ہر چشمہ انوار کا رنگ اور خوشبو مختلف ہے اور ان کے مختلف رنگوں اور خوشبوؤں نے لاہور کی فضا میں عجب قسم کی دلکش کیفیت پیدا کردی ہے۔

حضرتِ داتا گنج بخش ان روحانی بزرگوں کے قافلہ سالار ہیں اس خطہ کے پیشتر بزرگوں مثلاً حضرتِ خواجہ معین الدین چشتی حضرتِ بوعلی قلندر پانی پتی، بابا فرید شکر گنج، حضرتِ میاں شیر محمد شرقپوری اور بے شمار دیگر حضرات نے یہاں سے فیض پایا اور پھر اسے آگے پہنچایا۔ حضرت واقعی روحانیت کے خزانے لٹاتے ہیں اس درگاہ پر آنے والا کوئی شخص خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ داتا سخی کو کہتے ہیں گنج بخش وہ ہے جو خزانے لٹادے۔ قطب الدین ایبک لکھ داتا مشہور تھا۔ ہندی میں ایک مثال ہے داتا دان کرے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ یعنی سخی سخاوت کرتا ہے،۔ تقسیم کرنے والا یوں ہی حسد سے مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ بندوں میں منعکس ہیں مگر اس فرق کے ساتھ، اور یہ بہت بڑا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو پرتو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور بندوں کی صفات محدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفاوت لامحدود ہے اس کے بعض بندوں میں بھی تھوڑی بہت سخاوت ہوتی ہے۔

مگر اس کا اللہ تعالیٰ کی سخاوت سے کچھ مقابلہ نہیں ہے۔ یہی حال علم حلم اور دیگر صفات کا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات جس شخصیت عظیمہ میں زیادہ سے زیادہ جلوہ گر ہوئیں وہ حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے رؤف

الرحیم کے الفاظ ہیں اور حضور کیلیے بھی اولیاء اللہ صدیقین ہیں اور شمع رسالت سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ چاند کی روشنی بھی سورج ہی کی روشنی ہے، مگر نصف النہار کے سورج کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا نہیں جاسکتا جب کہ چاند کی چاندنی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک بنتی ہے اور بینائی بڑھاتی ہے۔ شرک ظلم عظیم ہے، مگر بغیر سوچ سمجھے ہر بات پر شرک کا فتویٰ جڑ دینا بھی ظلم سے کم نہیں۔ یہ روحانی بزرگ بغیر لشکر وسپاہ کے تن تنہا آئے اور اجنبی شہر میں ڈیرہ جما کے بیٹھ گئے نگاہِ عشق سے لوگوں کو شکار کرتے اور اخلاق بلند کی زنجیروں میں انہیں باندھ لیتے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں منظور عارف نے لکھا۔

سب سے پہلے کوئی جاگا تو وہ داتا جاگا
ارض لاہور میں سویا ہوا پہلا غازی
جس نے سر کی ہے ہمیشہ بازی
خطۂ پاک کے لوگوں کا یقین
جو کبھی زیرِ زمین ہے کبھی بروئے زمیں
جس کی بخشش کے بغیر
شہر لاہور بھی کیا چیز ہے لاہور کی خیر'

قارئین محترم! ہاں عبدالرشید صاحب کے قلم سے آپ نے لفظ داتا وشخصیت داتا کی ایمان افروز تحریر پڑھی ہے۔ جس میں انہوں نے داتا کہنے والوں کو مشرک بنانے والوں کا کامیاب تحقیقی آپریشن کیا ہے قارئین محترم تسکین قلب کی خاطر ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں جو کہ علمائے دیوبند کے مایہ ناز عالم دین حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی کی کتاب ''عالم برزخ'' سے ماخوذ ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

حضرتِ تھانوی کا مکاشفہ

حضرتِ تھانوی وفات سے تقریباً سال قبل دانت درست کرانے کے لیے لاہور تشریف لے گئے واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستان کی زیارت کے لئے بھی

نکلے۔ سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں فاتحہ پڑھی ایصال ثواب کیا اس سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔ فیصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا (عالم برزخ ص ۲۴ مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور)

قارئین محترم اب فیصلہ آپ کی ذات پر ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو داتا کہنا شرک ہے تو پھر صفی عبدالرشید مرحوم اور تھانوی جی اور قاری طیب دیوبندی ایک دیوبندیوں کا حکیم الامت ہے تو دوسرا حکیم الاسلام ایک امت کا حکیم ہے اور دوسرا اسلام کا حکیم اب یہ دونوں حکیموں کے متعلق ان مریضوں کا فتویٰ کیا ہوگا کہ سیدنا علی ہجویری کو (داتا گنج بخش) کہہ رہے ہیں اور سلام ہی ان کی کرامت وعظمت کو بھی بیان کر رہے ہیں کہ ملائکہ صف بستہ کھڑے ہیں۔ اب ان حضرات پر وہی فتویٰ صادر کرو جو سُنّی بریلویوں پر صادر کیا ہے توحید سے اپنی نقلی محبت کا ثبوت دے اور ان حکیموں پر شرک کا فتویٰ لگا۔

کبھی بھی تو فتوے نہیں لگائے گا کیونکہ تیرے خمیر میں منافقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے تیرا دین مسلک دورنگا م ظاہر کچھ ہے تو باطن میں کچھ صرف امت میں انتشار وافتراق کی فضا کو گہرا کرنے کی خاطر ایسے فتوے جات لگاتے ہیں وگرنہ تیرے اکابر کے بھی وہی عقائد ہیں جو عوام اہل سنت کے ہیں۔ فتویٰ لگانے سے قبل گھر کی خبر لے لیا کر ایسا نہ ہو کہ شرک ساز مشین میں تیرے اپنے بزرگ نہ آجائیں۔

قارئین حضرات! فقیر نے لفظ ''داتا'' کی لغت کے مطابق تشریح کرنے کے ساتھ ساتھ لفظ داتا کا استعمال علمائے دیوبند کی کتب سے ثابت کیا ہے اب فقیر لفظ ''غوث الاعظم'' کی طرف آتا ہے اس کیلنڈر میں اس لفظ پر بھی تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ صفات خداوندی میں شامل کیا گیا ہے۔

غوث کا معنیٰ:

غوث کا معنیٰ ہوتا ہے فریاد رس، مددگار، چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ فاستغاثہ الذی من شیعۃ (پ۲۰۔۱۵۔۲۸)

پھر فریاد کی اس (موسےٰ علیہ السلام) سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں۔ (ترجمہ مولوی محمود الحسن وہابی ص ۵۰۱)

(۲) اس نے موسیٰ علیہ السلام سے اس کے دشمنوں کے برخلاف مدد چاہی۔

اہلِ لغت نے بھی غوث کا معنی اعانت و مدد لکھا ہے۔ (مصباح اللغات ص ۶۱۱ المنجد ص ۷۲۱)

غوث فریاد رس (غیاث اللغات ص ۶۱۔۳)

مفردات امام راغب:

مفردات شریف میں لکھا ہے ''غوث کے معنی مدد کے ہیں اور استغاثہ (استعمال) کے معنی کسی کو مدد کے لیے پکارنے یا اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کے آتے ہیں۔ اس کا مطاع غاثنی آتا ہے۔ اور غوثت میں نے اس کی مدد کی یہ بھی غوث سے مشتق ہے جس کے معنی مدد ہیں۔ قرآن میں ہے اذتستغیون ربکم (۸۔۹) جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے۔ (مفردات القرآن ص ۷۶۷ ج دوم مطبوعہ شمس الحق اقبال ٹاؤن لاہور)

قارئین محترم اہلِ سنت و جماعت حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے غوث الاعظم کے لقب کو استعمال کرتے ہیں جب کہ دیوبندی وہابی غیر مقلدین کو اس لقب سے چڑ ہے، اور سیدنا غوث الاعظم کا نام آتا ہے ان حضرات کے کپڑوں کو آگ سی لگ جاتی ہے ان کا موقف یہ ہے کہ یہ لقب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کو غوث اعظم کہنا شرک ہے۔

اب قرآن کریم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کریم کی ذات کے علاوہ کسی سے فریاد کرنا یا مدد طلب کرنا شرک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کاستغاثه الذی من شعیته (پ۲۰) ترجمہ: پھر فریاد کی اس (موسیٰ علیہ السلام) سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں (ترجمہ مولانا محمود حسن دیوبندی ص ۵۰۱)

غیر مقلدین کا ترجمہ:

اس نے موسیٰ علیہ السلام سے اس کے دشمنوں کے برخلاف مدد چاہی (ترجمہ مولوی ثناء اللہ غیر مقلد ص ۲۶۳)

اب دیوبندی مولوی نے فریاد کا معنی لیا جبکہ وہابی مولوی نے مدد کا امام راغب کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: تو جو شخص ان کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں میں سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی (مفردات القرآن ص ۶۸۷ جلد دوم) قارئین محترم اب ایک امتی نبی سے فریاد بھی کر رہا ہے اور مدد بھی طلب کر رہا ہے جس کو قرآن بیان کر رہا ہے اگر غیر اللہ سے فریاد کرنا یا مدد کے لیے پکارنا شرک ہوتا تو اس کو قرآن کبھی بھی بیان نہ کرتا۔ معلوم ہوا غیر اللہ سے استغاثہ کرنا یہ شرک نہیں ہے لہذا سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم کہنا یہ شرک ہے اور نہ ہی گمراہی بلکہ اکابرین امت کا سوال ہے۔

لقب غوث اعظم

حضرت پیرانِ پیر دستگیر شیخ المشائخ ابو محمد سیدنا الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی کے لیے غوث اعظم اور غوث الثقلین کے القاب درجہ شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ گویا جب بھی یہ لقب پڑھے یا سنے جاتے ہیں تو خیال فوراً آپ کی ذات بابرکات کی طرف چلا جاتا ہے۔

غوث اعظم اکابرین امت کی نظر میں:

قارئین محترم حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم کے لقب سے اس امت کے جید اولیائے کرام پکارتے دیکھتے رہے ہیں فقیر چند کا ذکر اختصار سے کرے گا تاکہ مقربین پر واضح ہو کہ عوام اہلسنت نے حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کو "غوث الاعظم کا لقب نہیں دیا بلکہ اس امت کی مستند ترین ہستیوں کی بارگاہ میں اس لقب کا چرچا تھا ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیخ الیشوخ حضرت حماد نے قلائد الجواہر ص ۱۶ پر غوث اعظم فرمایا۔

۲۔ شیخ احمد رفاعی نے ص ۶۵۔۶۶ وتفریح الخاطر ص ۹۴ پر غوث اعظم فرمایا۔

۳۔ حضرت شیخ ابوطیب عبدالقادر سہروردی (۴) شیخ ابویدین بن شعیب المفرونی (۵) شیخ غصیب الدین ابومحمد عبداللہ

(۶) امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف لرزانی الاشعی (۷) شیخ معمر جراء (۸) شیخ عمر ہزارم (۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی شاہ صاحب

دیوبندی حضرات کے مشہور عالم اشرف علی تھانوی ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روز مرّہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔

یہ حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔ (افاضات الیومیہ جلد ۷ ص ۶ سطر ۱)

غیر مقلدین کی مستند عالم ابراہیم میر سیالکوٹی بھی شیخ کے متعلق رقمطراز ہین کہ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم وفضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحبِ کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسنِ عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک

تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔
(تاریخ اہل حدیث ص ۳۹۷)۔

کہ آپ کے متعلق مشہور دیو بندی مفتی اعظم محمد شفیع کراچی لکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ تھے آپ کی مشہور کتاب نفس الرحمٰن کے متعلق تھانوی رہے اصحاب و مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیتے تھے۔

آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں۔ مولوی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ حضور غوث اعظم کے ہم عصر تھے آپ حضرت شہباز الدین سہروردی کے چچا جان ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شیخ محقق شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اقدس میں مندرجہ ذیل القابات تحریر فرمائے ہیں۔

سیّدنا ومولانا الاوحد الشیخ الامام العارف الکامل امام آئمة الطریق وشیخ الشیوخ الاسلام علے التحقیق زینة الوجود ومراءة الشهود الباز الاشهب والطّراز المذهب قطب الاقطاب وفدد الاحباب القطب الاکمل الاشرف والغوث الاعظم الارفع غوث الثقلین امام الفریقین العالم الربانی القطب الفردانی والغوث الصمدانی محی الدّین ابی محمّد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس الله سرّه ونور روحه واوصل الینا برکاته وفتوحه ورضی الله عنه وارضاه عنا. (شرح فتوح الغیب فارسی ص ۲ مطبوعه نولکشور)

جب شیخ محقق حضور سیدنا غوث الاعظم کی مدحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے خود اپنی تصنیفِ لطیف ''اخبار الاخیار فی اسرار الابرار'' میں فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"اعتماد من بصاحب قدمی ست مالک رقاب اولیاء است ره روے نتوان یا فت که درخدمت اوقدم از سرنساز وزیر پائے اوسر بلند از دواین خود بسبب سرفرازے ایشاں ست کیکه قدم بر قدم مصطفی بوبلکه دم بدم بقدم آورد وسعادت آں سرست که پائمال اوگرود هرچه جمیع یاراں از وراثت مصطفی اومرتضیٰ اندروختندهمه بآں خلف صدق رسیدبنگر که ایں چه غنا بودا گرچه وارثان بسیا رندولی آنچه بوے رسید هیچکس نرسید وراثت مال بجهت تعصّب برابر قسمت کنند ولیکن ور وراثت حال یکے راباد یگرے برابری نرسد بلکه برادری نبوداگر دیگر ان قطب انداوقطب الاقطاب ست واگر ایشاں سلاطین اوسلطان السلاطین محی الدین که دینِ اسلام زنده گردایند وملّت کفررابمیرانید که الشیخ بیحیی ویمیت زهے مرتبه که ایجاد دین از حی قیوم ست واحیاء زوے غوث الثقلین آنر اگویند که جن دانس همه بوے پناه جویندمن بیکس نیز پناه باوجسته ام وبرورگاه افتاده مر اجز عنایت اوکس نیست وبغیر لطف اوفریاد رس نیے.

یعنی میرا اعتماد ایک صاحب قدم (غوث اعظم) پر ہے جو رقابِ اولیاء کا مالک ہے کوئی سالک ایسا نہیں جو اُن کی خدمت میں سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر سر نہ ڈالے اور یہ خود ان کی سرفرازی کی وجہ سے ہے۔ جن کا قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہو بلکہ دم بدم قدم رکھتے ہوں۔ ان کے قدم کے نیچے پائمال ہونا سر کی سعادت ہے جو کچھ تمام بزرگوں نے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت سے جمع کیا تھا وہ سب ان خلفِ صدق کو پہنچا۔ دیکھو یہ کیسا غنا تھا اگرچہ وارث بہت ہیں مگر جو کچھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا کسی اور کو نہیں ملا۔ مال کی وراثت بوجہ تعصب برابر تقسیم کی جاتی ہے لیکن حال کی وراثت میں ایک کو دوسرے کے ساتھ برابری نہیں ہوتی بلکہ اس میں برادری نہیں ہوتی۔

اگر اور قطب ہیں تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب۔ اگر اور سلاطین ہیں تو وہ سلطان السلاطین محی الدین ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کو زندہ کیا اور ملتِ کفر کو ختم فرمایا کہ الشیخ یحیی ویمیت زہے مرتبہ کہ ایجادِ دین حی قیوم سے ہے۔ اور ان کا احیاء غوث الثقلین سے۔

قارئین محترم! حضور سیدنا شیخ محقق۔ بارگاہ غوثیت میں اس طرح عرض گزار ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جن وانس ان کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ مجھ بیکس نے بھی ان سے پناہ چاہی ہے۔ اور ان کی درگاہ پر پڑا ہوں۔ ان کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لطف کے بغیر کوئی فریادرس ہے۔

اس کے بعد شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے مندرجہ ذیل اشعار درج فرما کر بارگاہ غوثیت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ملاحظہ ہو۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین — بیقین رہبرِ اکابرِ دین
شیخ دارین وھادی ثقلین — زبدئہ آلِ سیدِ کونین
بادشاہِ ممالکِ قُربت — رہ نوردِ مسالکِ قربت
اوست درجملۂ اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
اولیاء بندھاش ازدل وجاں — قدمِ اوبگر دن ایشاں
وصف تعریفِ اوزمن نہ نکوست — خود کراماتِ اومعرفِ اوست
من کہ پروروئہ نوال ویم — عاجز ازمدحتِ کمال دیم
ھمہ دم غرق بحرِ احسانم — اے فدائے درشن دل وجانم
درود عالم باوست اُمیدم — ھست ھادی امیدِ جاویدم

مابعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم
کہ گرفتاری ماباتوزروزِ ازل ست

(اخبار الاخیار فارسی ص ۳۲۱، مطبوعہ دیو بند۔ اردو ترجمہ شبیر برادرز لاہور)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ:

صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں انہ کان فقیھا زاھدا عابدا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہہ، زاہد، عابد تھے۔ فکان یتوب علی یدہ من الخلق مالا یحصی کثرۃ ولہ کرامات مستفیضۃ لم ینقل لنا عن احد من اھل عصرہ ولا من بعدہ اکثر مانقل عنہ. آپ کے دستِ حق پرست پر اس قدر خلق خدا نے توبہ کی۔ جس کی تعداد احاطہ شمار سے باہر ہے۔ اور آپ کی کرامات اس کثرت سے نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے معاصرین میں سے یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی اس قدر کرامات کسی سے صادر نہیں ہوئیں۔ (قلائد الجواہر ص ۱۳۵)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ:

نے شیخ علی بن الہیتی سے نقل فرمایا ہے۔ لا مرید لشیخ اسعد من مرید الغوث کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر خوش بخت کسی شیخ کا کوئی مرید نہیں ہے۔ (تفریح الخاطر ص ۴۴)

شیخ ابوالبرکات علیہ الرحمۃ:

فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذن اور اجازت کے بغیر کوئی ولی ظاہر اور باطن میں تصرف نہیں کر سکتا۔ آپ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ آپ انتقال کے بعد بھی کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔ (تحفہ قادریہ ص ۶۵ مصنفہ شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ)۔

شیخ احمد گنج بخش اور شیخ احمد گیر الکھنوی علیہما الرحمۃ:

فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب جلیلہ درختوں کے پتوں سے بھی زائد ہیں۔ آپ کے مراتب عالیہ کو جلیل المرتبت عارفین بھی شمار نہیں کر سکتے۔ آپ کے مداح ان کی شان وعظمت اور مناقب کا احاطہ کرنے سے قاصر

ہیں۔ اگر قلمیں اُن کو لکھیں تو وہ ٹوٹ جائیں گی اور انگلیوں پر شمار کریں تو وہ تھک جائیں گی مگر آپ کے اوصاف اور مناقب ختم نہ ہوں گے۔ (تفریح الخاطر ص ۳۰ مطبوعہ مصر)

اُستاذ حاتم بن احمد الاھدل علیہ الرحمۃ:

غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اقدس کا اظہار ان القابات سے فرماتے ہیں۔

حضرت الغوث الاعظم ' قطب الاقطاب ، تاج الاحباب ، شیخ الثقلین ، وکھف المراقبین ، صاحب السر الالئم الاعظم البادیة صدیقیة فی دھر الدھور. المتصرف فی التکوین باالاذن المطلق ، مولانا وسیدنا شیخ الشیوخ علے الاطلاق السید عبدالقادر ابن السیّد ابی صالح بھجة النفوس والآفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفریح الخاطر ص ۲۹_۳۰)۔

قارئین محترم! فقیر نے آپ کے سامنے اکابرین امت کا عقیدہ پیش کیا ہے کہ اس امت کے مستند وجید مشائخ عظام وعلماء کرام نے حضور سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کو" لقب غوث اعظم سے یاد کیا ہے کیا یہ مستند ھستیاں شرک کی تعریف سے بے خبر تھے اُن کو پتہ نہیں تھا کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے، کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج کا نام نہاد مولوی اور ٹیڈی مجتہد توحید وشرک کے معنی کو سمجھ گیا ہے لیکن اس اُمت کے محققین وکاملین حق نہیں سمجھ سکتے اگر غیر اللہ کو غوث اعظم کہنا شرک ہے تو پھر ان اکابرین کے متعلق یارلوگوں کا کیا فتویٰ ہوگا اسمیں اُن کے مثبت وحق پر مبنی فتویٰ کا انتظار رہے گا قارئین حضرات اکابرین اُمت نے اپنی تحریرات میں بڑے اہتمام وعقیدت واحترام کے ساتھ لقب غوث اعظم ، کا استعمال کیا ہے۔ اور پھر یہ حقیقت ہے کہ آپ کے یہ لقب اتنا وسعت اور پذیرائی رکھتے ہیں کہ دیوبندی ، وہابی ، غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں

آپ کیلئے بھی اور اپنے بزرگوں کیلئے بھی ان القاب کو استعمال کیا ہے، چند حوالے ملاحظہ کریں۔

(۱) علامہ دیوبند وہابیہ کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے، حضرت غوث پاک قدس سرہ (کلیات امدادیہ ص ۷۳)

(۲) موصوف اور ان کے مرید مولوی اشرف علی نے لکھا ہے، حضرت غوث الاعظم، (شمائم امدادیہ صہ ۴۳، امداد المشتاق ص ۴۴ وص ۷۸)

(۶) سیدنا حضرت غوث الاعظم، (امداد المشتاق ص ۱۵۸)

(۷) غوث اعظم، (افاضات یومیہ ج ۱ ص ۲۵۶ وص ۴۳۹)

(۹) غوث پاک، (افاضات ج ۱ ص ۲۵۷)۔

(۱۰) غوث اعظم وغوث الثقلین، (فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوھی وہابی ص ۳۳۰)

(۱۱) مولوی اسماعیل دہلوی وھابی غیر مقلد نے آپ کو ''غوث الثقلین'' لکھا ہے۔(صراط مستقیم ص ۲۸۳)

(۱۲) غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، (صراط مستقیم ص ۱۰۷)

(۱۳) مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کی مکمل کتاب بنام ''غوث الاعظم'' اور اس میں لفظ غوث اعظم کا بار بار استعمال، (مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)۔

(۱۴) غوث پاک، (فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۳ ص ۲۰ وص ۲۵۹)۔

(۱۵) غوث اعظم، (فتاوی دیوبند ج ۳ ص ۲۳ وص ۳۰۳)۔

(۱۶) مولوی نذیر حسین دہلوی وھابی غیر مقلد کے فتاوی میں، آپ کو غوث الاعظم اور غوث لکھا گیا ہے۔(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۱۱۳)۔

(۱۷) محمد ادریس غیر مقلد نے لکھا ہے۔''غوث صمدانی'' (ارباب طریقت ص ۴۲)۔

(۱۸) غوث اعظم درمیان اولیاء۔ چوں محمد درمیان انبیاء (ارباب طریقت

ص ۴۸)۔

(۱۹) تھانوی صاحب نے اپنے مرشد کو غوث الکاملین غیاث الطالبین لکھا ہے، (امداد المشتاق ص ۱۵ و ص ۱۹۹)

(۲۰) مولوی محمود الحسن دیو بندی نے، مولوی رشید احمد گنگوہی وھابی کو غوث لکھا ہے۔ (مرثیہ ص ۵)۔

قارئین محترم! فقیر نے آپ کے سامنے علمائے دیو بند، وعلمائے اہلحدیث کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو "غوث اعظم، غوث الثقلین تحریر کیا ہے کوئی توحید سے سچی محبت کرنے والا مواحد ہے جو آگے بڑھے اور اپنے اکابرین پر وہی فتویٰ صادر کرے جو کیلنڈر اور دیگر کتب میں عوام اہلسنت پر کیا گیا ہے۔

کوئی مجتہد توحید ربانی کا پاسدار ومحافظ جو ان حضرات کو لفظ غوث اعظم کا استعمال کرنے کی پاداش میں مشرک وجہنمی کا فتویٰ دے کر اپنی توحید سے سچی محبت کا ثبوت فراہم کرے عوامِ اہلسنت کو آپ کے فتویٰ کا انتظار رہے گا۔

قارئین محترم اب فقیر ان کی کتابوں سے غوث کا مقام ونام کو ثابت کرے گا ملاحظہ فرمائیں۔

غوث کا مقام وکام:

علماء دیو بند ووہابیہ کے پیر ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے۔ ۱۔ قطب فرد جامع ۔۲۔ قطب ۔۳ اوتاد ۔۴۔ امامان ۔۵۔ غوث ۔۶۔ ابدال۔ غوث کی تعریف کرتے ہوئے حاجی صاحب رقمطراز ہیں۔

ارباب معارف سے غوث ہے، یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے۔ اور سید کریم ہوتا ہے۔ آدمی حالت اضطرار میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم مبہم اور اسرار مکنونہ اس سے

چاہتے ہیں اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے۔ (شمائم امدادیہ ص۲۳)

مدارج ولایت:

علماء دیوبند وھابیہ کے پیر مولانا حاجی امداد اللہ چشتی نے لکھا ہے۔

(۱)۔ابدال:

اس گروہ کا خاصہ ہے کہ جس وقت کسی قوم یا مقام سے سفر کرتے ہیں اپنے جسد کو اپنی صورت پر بجائے خود چھوڑ آتے ہیں کہ ان کا جسد ان کا بدل ہے نہ کہ ان کے سوا ان کا کوئی بدل ہیں۔ (شمائل امدادیہ ص۲۲)

(۲)۔قطب:

جو ابدال کا امام ہوتا ہے اور ابدال اس سے برکات لیتے ہیں۔ (ملخصا شمائم امدادیہ ص۲۳)

(۳)۔اوتاد:

کہ چار تن ہوتے ہیں اور ہر ایک گوشے میں اطراف عالم کے مقام رکھتا ہے۔ یعنی ایک گزشتہ مغرب میں اور دوسرا مشرق میں۔ تیسرا شمال اور چوتھا جنوب میں (شمائم امدادیہ ص۲۲)

(۴) امامان:

دو شخص ہیں ایک داہنی طرف قطب کے رہتا ہے اور دوسرا الٹی طرف کے۔ (شمائل امدادیہ ص۲۲)

(۵) غوث:

یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سید کریم ہوتا ہے آدمی حالتِ اضطرار میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم اور اسرار مکنونہ اس سے چاہتے ہیں اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے اور وہ اس قسم کا آدمی ہے کہ حدیث صحیح لواقسم علی اللہ لابر قسم مصداق حال اس کا ہے یعنی اگر کسی بات پر قسم کھالے تو اللہ اس کی بات پوری

کردے۔ جیسا کہ زمانہ حضرت ﷺ میں حضرت اویسی قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (شمائم امدادیہ ص ۲۳)

(۶) قطب فرد جامع:

کوئی شخص قطب فرد جامع نہیں ہوتا جب تک کہ اس تمام صفات اماماں وغوث واوتاد وابدال ونجباء ونقباء وامناء وغیرھم بجز افراد فرماں اس قطب کے ہوتے ہیں اور اس جگہ غور کرنا چاہیے کہ افراد نظر قطب سے بھی خارج ہیں اور اولیاء کی تحت ویالا یعنی فہم غیران کا ہے اور یہ ہمیشہ مسند راحت وانبساط ووصل ونشاط پر آرام فرماتے ہیں لیکن ان میں بہت صاحب ارشاد وہدایت ہوتے ہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۲۳)

مقام محبوبیت:

حضرتِ شیخ المشائخ قطب الاقطاب امام الاولیاء محی الملۃ والدین غوث اعظم ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ نے اپنے متعلق فرمایا قدمی ھذہٖ رقبۃ علی کل اولیآء اللہ ''میرے یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اور تمام اولیاء کرام نے سر تسلیم خم کیا اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے۔؟ جب آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردن پر ہے اور تمام بزرگ آپ کے تحتِ فرمان ہیں کیونکہ آپ کا یہ مقام سرور کائنات ﷺ کے قدموں کے نیچے ہے اور آپ اپنے حالات اور واردات میں رسول اللہ ﷺ کے نشانات قدم پر ثابت قدم رہتے تھے اور ہر امر میں آپ کی شریعت مطہرہ کا اتباع کرتے تھے اسی لیے مقام محبوبیت سے سرفراز ہوئے تھے۔ پس آپ کے قدم درحقیقت آپ کے لیے مقام محبوبیت سے سرفراز ہوئے تھے پس آپ کے قدم درحقیقت آپ کے قدم نہیں بلکہ رسول ثقلین کے قدم مبارکہ ہیں جن سے ہٹ کر کوئی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید

ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید (غوث اعظم ص ۵ ص ۶)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ حضرتِ مولانا محمد حسن مراد آبادی نے ایک بار گنگوہی سے دریافت کیا کہ کیا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول قدمی علی راس کل ولی اللہ صحیح ہے؟ حضرت نے فرمایا بے شک صحیح ہے اور ان کے زمانہ کے اولیاء اللہ مراد ہیں اور اگر بعد کے اولیاء بھی مراد ہوں تو کیا عجب ہے آخر وہ سید اولیا تھے (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۴۶)

تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرتِ محمد بن ابوبکر کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ مع اپنے متوسلین کے دمشق میں تشریف رکھتے تھے یکا یک تواضعاً آپ کی گردن جھک گئی لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد کی مجلس وعظ میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ تعالٰی کے ہر ولی کی گردن پر ہے تو مشرق سے مغرب تک اللہ کے ہر ولی کی گردن جھک گئی لوگوں نے اس تاریخ کو یاد کر لیا تو کچھ روز کے بعد بہت کثرت سے حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی کی یہ خبریں آئیں کہ آپ نے اس تاریخ کو یہ فرمایا تھا اس کو تحفہ الامام میں بیان کیا ہے۔ (جمال الاولیاء)

صاحب بجتہ الاسرار نے غوث اعظم کی طاقت کو کچھ اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

غوث کی طاقت:

قال القاسم اخبرنا الاشياخ الثلاثه الشيخ ابو العود الحريمى و الشيخ ابو عبدالله محمد بن قائد الاوانى والشيخ ابو القاسم عمر البزار قالو اضمن الشيخ محى الدين عبدالقادر رضى الله عنه لمريديه الى يوم القيمته ان لايموت احد فهم الا على توبة واعطى ان مريديه و مريدى مريديه ابى سبعة يدخلون الجنة وقال انا كافل لمريد المريد

الی سبعة کل اموره ولوانکشفت عورة مریدی بالمشرق وانا بالغرب الرتها وامرنا من حیث الحال والقدران نحفظ بهنما اصحابنا وطوبی لمن ر آنی او آئی من رانی او آئی من رائی من رانی وانا حسرة علی من لم یرنی تـ بہجۃ الاسرار عربی ص ۹۹

ترجمہ: قاسم نے کہا خبر دی ہم کو مشائخ ثلاثہ یعنی شیخ ابوسعود حریمی اور شیخ ابوعبداللہ محمد قائد دانی اور شیخ ابوالقاس عمر بزار نے ان سب نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص بدوں توبہ کے نہ مرے گا۔ اور ان کو یہ بات دی گئی ہے کہ ان کے مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے۔ اور فرمایا کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا سات تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں اور اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو اس کو چھپاتا ہوں۔ ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم کر دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

قال ابوالمعالی فاتیت الشیخ ابا الحسن علیا الجناز رحمته الله تعالیٰ فقال سمیت الشیخ ابا القاسم عمر الزار یقول سمعت سید ی اشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالیٰ عنه یقول من استغاث بی فی کربة کشف عنه من نادانی باسمی فی شدة فرجت عنو توسل بی الی الله عزوجل فی حاجة قضیت له (بهجته الاسرار ص ۱۰۲ أ)

ترجمہ: ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزار سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین

عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہو گی۔ میں دور کروں گا اور یہ جس تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔

قارئین محترم!

فقیر نے قدرے تفصیل کے ساتھ لقب غوث الاعظم کی وضاحت کی اور مخالفین بہت غوث الاعظم کے گھر سے ثابت کیا ہے یہ بھی میرے غوث جیلانی کی زندہ کرامت ہے اگر مخالفین بڑھیا کے بیڑے کی کرامت کے انکاری ہیں مگر حضور پیران پیر نے اپنا لقب غوث الاعظم جس کے یہ مخالف ہیں خود ان کی حکم سے اقرار کروں کہ اپنی کرامت و روحانی تصرفات کا انمٹ ثبوت دیا۔ اب فقیر اسی کلینڈر کے ایک اور لقب ''مشکل کشا'' کی طرف آتا ہے تاکہ اس لقب کے متعلق مخالفین کے تمام اعتراضات وشکوک وشبہات کا خاتمہ ہو سکے۔ کیونکہ اس لقب پر بھی ان کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور بے سہارا ولاوارث پرندہ کی طرح چیختے ہیں تو لقب مشکل کشاء کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

دو باتیں ذہن نشین کرانا ضروری ہیں۔

دوست۔ مددگار۔ کارساز۔ فریادرس۔ مشکل کشا۔ یہ الفاظ اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن مفہوم اور مدلول ان سب کا ایک ہی ہے یعنی بیچارگی کی حالت میں کسی کی چارہ گری کرنا اس مفہوم کے لیے قرآن مجید میں لفظ ولی استعمال ہوا ہے جو کہ مذکورہ بالا تمام الفاظ کو شامل ہے شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے لھم دار السلام عند ربھم وھم ولیھم کا یوں ترجمہ کیا ہے اللہ تعالیٰ یاری کرنے والا اور کارساز اور مددگار ان کا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بالا صالت ہیں مخلوق کے کسی بھی فرد میں کوئی صفت بالا صالت ماننا شرک ہے البتہ بعض اوصاف خدواندی ایسے ہیں جو کہ اس کے مقبول و محبوب بندوں کو بالنیابت حاصل ہیں اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ایمان داروں کا ولی یعنی دوست مددگار کارساز ہونا خاصہ خداوندی ہے یا اس میں نیابت جاری ہے قرآن مجید اور

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوستی مددگاری، کارسازی، بالا صالت تو اللہ تعالیٰ ہی کا خاصا ہے البتہ ازروئے نیابت کے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے کاملین متبعین بھی اس صفت سے متصف ہیں۔

۳۔بعض لوگ ہر بات میں اہلِ سنت کو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات قرآن مجید میں دکھاؤ یا حدیث شریف میں دکھاؤ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے کسی معاملے کو حل کرنے کی صرف یہ ہی دو راہیں نہیں بلکہ ایک تیسری راہ بھی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

من عرض له قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله عزوجل فان جآءه ماليس في كتاب الله فليقض بما قضى به رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضىٰ به الصالحون

ترجمہ: آج سے لے کر قیامت تک اگر کسی کو کسی معاملے کا فیصلہ درپیش ہو تو وہ قرآن مجید کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرلے اگر قرآن مجید میں اس کا فیصلہ نہ پائے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فیصلہ دے اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس کا فیصلہ قرآن کریم اور رسول ﷺ کے ارشادات میں نہ پائے تو صالحین امت کے مطابق اس کا فیصلہ کردے۔ (دارمی شریف جزاول ص ۵۴ مطبوعہ قاہرہ)

مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ جس طرح قرآن وحدیث کی شہادت مقبول ہے اسی طرح اولیاء امت کی شہادت بھی دنیاو آخرت میں مقبول ہے ان تینوں میں کسی ایک بھی شہادت کو رد کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو معاملہ ہمیں درپیش ہے یعنی کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہمارا مددگار، کارساز ہے یا نہیں مذکورہ تینوں شاہد قرآن حدیث اور اولیاء امت اثبات میں جواب دیتے ہیں یا نفی میں۔

شاہد اول قرآن مجید کی شہادت:

اِنَّمَا ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا (پ۶ المائدہ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اولیاء تمہارے مددگار کارساز ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی بالاصالت ہے رسول اکرم ﷺ اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے آیتِ مبارکہ میں ترتیب اس پر شاہد ہے کہ اولیاء کرام رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا نائب ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کا نائب نہیں وہ اصل اور حقیقی کارساز ہے،

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی اور اولیاء کرام کی کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں۔ بلکہ مددگاری فریادرسی کارسازی میں تینوں کا ایک ہی حکم ہے۔

محمد بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد وہابی تفسیر جامع البیان کے حاشیہ میں لکھتا ہے مذکور بالا آیت میں لفظ ولیکم ہے اور اولیاء کم نہیں اس کی وجہ یہ ہے۔

لم یقل اولیآء اشارۃ الی ان المجموع فی حکمٍ واحدٍ والی التبنیہ علی ان الولایۃ علی الاصالۃ اللہ تعالیٰ وللباقین تبع (تفسیر جامع البیان حاشیہ نمبر ۹۰ ص ۱۷ اجزاول)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ولیکم کی بجائے اولیاء کم نہیں فرمایا اس لیے کہ مجموعہ مذکورہ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء از روئے مددگاری کارسازی فریادرسی کے ایک کا ہی حکم رکھتے ہیں اور اس میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ ولایت اللہ تعالیٰ کے لیے بالاصالت ہے اور دوسروں کے لیے بالتبع۔

اس مذکورہ تقریر سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کی کارسازی فریادرسی۔ مشکل کشائی کو غیر خدا کی کارسازی یا فریادرسی یا مشکل کشائی قرار دینا سائل کی جہالت ہے۔

شاہد دوم:

حدیث شریف کی شہادت:

ان اللہ تعالیٰ عباداً اختصهم بحوائج الناس يفزع الناس اليهم فی حوائجهم (الجامع الصغیر ص ۹۳) (طب) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ترجمہ: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے لوگ اپنی حاجت روائی کے لیے ان کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ حدیث طبرانی شریف میں ہے اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔ محدث عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

خصهم بالنيابة عنه فی خلقه و جعلهم خزائن نعمه الدينية والدنيوية لينفقوا على المحتاجين (فیض القدیر جلد ۲ ص ۴۷۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں اپنا نائب کیا ہے۔ اور ان کو اپنی دینی اور دنیاوی نعمتوں کے خزانے بنایا ہے تاکہ وہ ان خزانوں کو محتاجوں پر صرف کریں۔

جب حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کا منصب عطا کیا ہے تو یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ حاجت روائی کے تمام لوازمات سے بھی وہ مقبول بندے متصف ہیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حاجت روائی کے تمام لوازمات عطا فرمائے بغیر انہیں اس منصب پر مقرر فرما دے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ بلند اور برتر ہے۔

حاجت روائی کے وہ تمام لوازمات جو حاجت روا کرنے کے لیے حاصل ہونا ضروری ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

ا۔ کہ وہ دور و نزدیک حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں برابر سنتے ہیں۔

۲۔ کہ وہ ہر فریادی کی زبان کو سمجھے کیونکہ وہ مخلوق کا حاجت روا ہے اور مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں۔

۳۔ کہ وہ ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔

۴۔ کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم اور دائم ہو۔ نیند یا اونگھ اسے محتاجوں سے غافل نہ کرے جیسا کہ سرور انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔ تنام عینی ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھ سوتی ہے میرا قلب نہیں سوتا۔ اس کی بھی یہ وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے ہادی اور مرجع ہیں ولی بھی اپنے نبی ﷺ کا کامل طور پر متبع ہونے کی وجہ سے اپنے نبی کا نائب ہے۔

۵۔ کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے یہ ہی وصف اس کے نائبوں کو ازروئے نیابت حاصل ہونا چاہیے وگرنہ تو وہ بعض کا حاجت روا ہوگا اور بعض کا نہ ہوگا۔ لیکن اس بات کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی حدیث رد کرتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ ان مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر فرمایا ہے۔ لوگوں میں ہر قسم کے انسان ہیں گونگے اور بولنے والے بھی۔

اب صرف اتنا باقی ہے کہ جو پانچ باتیں لوازمات مشکل کشائی ہیں اور ان کے بغیر حاجت روا اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھا سکتا۔ کیا ازروئے قرآن مجید یا حدیث یا اکابرین امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ان تمام باتوں کا ان نائبوں کو ملنا ثابت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی پر معین و مقرر فرمایا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت:

مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)

ترجمہ: میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوتِ سامعہ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

یہ حدیث قدسی ہے'' اس حدیث مبارک پر ہم زیادہ حاشیہ آرائی نہیں کرتے صرف اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ جس انسان کے کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں خدائی قدرت ہوں اس کی طاقت کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ خدائی قدرت کی کوئی انتہا ہے ہی نہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

العبداذا واظب علی الضاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعاً وبصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعاً لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذالک النور بصراً لہ رای القریب والبعید واذاصار ذلک النوریداً لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب

(تفسیر کبیر جز ۲۱ ص ۹۱)

ترجمہ: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اوز دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہ ہی نور اس کی بصر ہوجاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا یہ ہی نور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ خشکی وتری میں قریب وبعید میں تصرف پر برابر قادر ہوتا ہے۔

عارف کامل عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا چنانچہ اسے تمام مخلوق جاندار و بے جان وحوش وحشرات آسمان ستارے زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا اور تمام کرہ عالم اس سے مدد لیتا تھا۔ وہ ایک لحظہ میں تمام کرہ

عالم کی آواز اور کلام کو سن لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے بلکہ جہاں کا اوپر کا حصہ اوپر اور نچلا حصہ اس کے لیے ایک جیسے تھے۔ (کتاب الابریز عربی ص ۲۵۲ خزینہ معارف ص ۶۶۸)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

الکمال المطلق عبارة عن مقام ولیٍ فیه یعطی الکتا مل حقائق الاشیاء حقها بالتمام والکمال فیتصف بسائر صیفات الربوبیة وبجیع صفات العبودیة فی آن واحدٍ (انفاس العارفین فارسی ص ۱۵۱)

ترجمہ: کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔

از روئے حدیث شریف اور اقوالِ بزرگانِ دین سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس انسان کو اپنی مخلوق کی حاجت روائی مشکل کشائی فریاد رسی کا منصب عطا فرماتا ہے اسے اس منصب کے جمیع لوازمات بھی عطا کرتا ہے۔

مشکل کشا:

ایسا نام نہیں جس کا استعمال قرآن وحدیث نے باری تعالیٰ جل مجدہ کے لیے مخصوص قرار دیا ہو۔ اور دوسروں کے لیے شرک بتایا ہو۔ بلکہ یہ لفظ خالق ومخلوق دونوں پر بولا جاسکتا ہے۔ البتہ خالق کے لیے استعمال ہونے کی صورت میں اس کے جو معنی ہوتے ہیں مخلوق کے لیے وہ معنی مراد نہیں لیے جاتے۔ جس طرح رؤف، رحیم، کریم، سمیع بصیر وغیرہ متعدد الفاظ قرآن وحدیث میں خالق ومخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوئے ہیں مگر ہر جگہ معنے الگ الگ ہیں۔

قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا گیا۔ کہ ''آپ بندوں پر سے ان کے بھاری بوجھوں کو اور سخت تکلیفوں کے پھندوں کو اتارتے ہیں۔'' (الاعراف ع ۱۹)۔'' اور انہیں (جہل و کفر کی) اندھیریوں سے نکال کر (علم و ایمان کے) اجالے میں لاتے ہیں۔'' (ابراہیم ع ۱)

''اہل حاجت کو اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں (التوبہ ع ۱) مندرجہ بالا آیات سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑی شان مشکل کشائی ثابت ہوتی ہے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم جب دریا پھٹ گیا۔ راستے نکل آئے بنی اسرائیل دشمن سے بچ کر پار چلے گئے۔'' (الشعراء ع ۴) پھر فرمایا ''واترب البحر وھرا'' دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دو۔ عصا مار کر اسے چالو نہ کرو تا کہ فرعونی غرق ہو جائیں (الدخان ع ۱) اس طرح آپ کا عصا بنی اسرائیل کے لئے مشکل کشا اور کفار کے سر پر قہر خدا ثابت ہوا۔ میدان تیہ میں ساری قوم شدید پیاس میں مبتلا ہو گئی۔ پانی ملنے کا کوئی ظاہری سبب موجود نہ تھا قوم نے آپ سے پانی مانگا۔ آپ نے بحکم خدا پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری فرمائے (البقرۃ ع ۷) جس سے پیاسوں کی بہت بڑی مشکل کشائی ہو گئی۔ ایک مقبول بندے کی ذبح کی ہوئی گائے کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ ''اس کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم کو لگا تو وہ یکدم زندہ ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کا نام بتا کر سب کی مشکل کشائی کر دی۔ (البقرۃ ع ۹)۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض اپنے والد بزرگوار سیدنا یعقوب علیہ السلام کو بھیجتے وقت فرمایا ''میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی (یوسف ع ۱۰)

سبحان اللہ۔ مشکل کشائی و دفع مرض و بلا کی کتنی روشن دلیل ہے مگر دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ مادر زاد اندھوں کو سفید داغ والوں کو شفا دیتے ہیں۔ اور باذنہٖ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔'' (آل عمران ع ۵)

ملائکہ کرام کے دیگر بیشمار تصرفات کے علاوہ فرمایا'' فرشتوں کی تدبیر سے دنیا کے کام پورے ہوتے ہیں۔'' (النازعات ع ۱) جبریل امین ہواؤں پر اور لشکروں پر مؤکل ہیں۔ کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کے متعلق ہے۔ اور میکائیل باران وروئیدگی پر منفرد ہیں۔ کہ مینہ برساتے ہیں۔ اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان سب پر حکم لے کر آتے ہیں۔ علیٰ نبینا وعلیہم السلام۔

آیات مبارکہ کے اس مختصر بیان سے ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جہاں قدرت کی انتہا نہیں وہاں اس کے فضل وکرم جود وسخا کی بھی حد نہیں۔ اس نے اپنے مقبول بندوں کو بڑی قدرتیں عطا فرمائی ہیں۔ اور مشکل کشائی وحاجت روائی کی قوتیں بخشی ہیں۔ اس کی اس عطائے غیر محدود سے نہ اس کی ذاتی قدرت میں کچھ فرق آیا۔ نہ اس کے بندے اس کے شریک ہوئے بلکہ پہلے بھی اور ان مشکل کشائیوں کے اظہار کے وقت بھی ہر آن ہر لحظہ ہر گھڑی وہ اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور حقیقی مشکل کشا سے لے کر اس کے حکم کے مطابق اس کے نائب وخلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس کے بندوں کی مشکل کشائی فرماتے رہتے ہیں۔

عالم اسباب:۔

اس دنیائے عالم میں عام قانون قدرت یہ ہے کہ ایک مخلوق کی مشکل دوسری مخلوق کے ذریعے حل کی جاتی ہے۔ بھوک اور پیاس کی مشکل روٹی اور پانی سے زہر کی مشکل تریاق سے بیماری کی مشکل دوائی سے عریانی کی مشکل لباس سے تنگدستی کی مشکل مال وزر سے ظلم ظالم کی مشکل عدل عادل سے دور کی جاتی ہے۔ افسوس کہ سائل نے نہ اللہ

تعالیٰ کے قانون قدرت کو پہچانا نہ اسکی شانِ عطا کو۔ نہ مشکل کشائی حقیقی کے معنے سمجھے نہ مشکل کشائی عطائی کے اور خواہ مخواہ کی الجھنوں میں مبتلا ہو کر بے تکے سوالات مرتب کر دیئے ہر مشکل میں مشکل کشا کو پکارا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ قانون قدرت کا اتباع ضروری ہے۔ مثلاً زید کو بھوک یا پیاس یا بیماری کی مشکل کا سامنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات کا حل روٹی پانی دوائی کے سپرد فرمایا ہوا ہے زید کو چاہیئے کہ بسم اللہ شریف پڑھکر ان چیزوں کو حسب قانون قدرت وشریعت استعمال کر لے بمشیتہٖ تعالیٰ مشکل دور ہو جائے گی اور اگر بجائے استعمال کرنے کے ''یا روٹی، یا پانی، یا دوائی،، کہہ کر ان مشکل کشاؤں کو پکارتا رہے تو مجنون سمجھا جائے گا۔ بلکہ اگر ان کی موجودگی میں انہیں استعمال نہ کرے اور صرف مشکل کشائے حقیقی جل مجدہٗ کو'' یا اللہ، یا رب،، کہہ کر پکارنا شروع کر دے اور بھوکا پیاسا مر جائے تو حرام کی موت مرے گا۔ کیونکہ قانون قدرت سے منہ موڑنا جرم وگناہ ہے۔ اگر چہ ''یا اللہ'' کہنا عبادت ہے اور اگر دوائی استعمال کرنے کے باوجود بیمار کو آرام نہ ملے اور وہ ''یا ارحم الراحمین'' کہہ کر مشکل کشائے حقیقی کو'' یا رسول اللہ'' کہہ کر مشکل کشائے عطائی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکارے تو یہ طریقہ علاج بھی درست ہے اور اس سے صاحب نسبت اور خوش عقیدہ تندرست ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر:

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے ''یا محمد'' کہا تھا اور یکدم تندرست ہو گئے تھے۔ (طبقات لابن سعد ص ۱۵۴ ج ۴) اور بھی بکثرت احادیث وآیات موجود ہیں۔

قوتِ سماعت:

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سامعہ مرحمت فرمائی ہوئی ہے۔ کہ ہزاروں ہی نہیں لاکھوں کروڑوں میلوں کی دوری سے بھی آپ آواز سن سکتے ہیں۔ آپ (ساتوں آسمانوں سے اوپر) جنت میں جلوہ گر تھے اور آپ کے صحابی ''نعیم

نحام'' زمین پر۔ آپ نے اتنی دور سے ان کے کھانسنے کی آواز سن لی تھی۔ اسی بنا پر انہیں ''نحام'' کہا جاتا ہے یعنی کھانسنے والا (طبقات لابن سعد ص ۱۳۸) جب جنت میں اتنی دور سے سن سکتے ہیں تو یہاں فرش زمین پر فرش زمین سے سننا کیا بعید ہے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی فریاد کرے دل سے

ازماخوذ (مشکلکشائی بفضل الٰہی مئولف مناظر اسلام مولانا صوفی اللہ دتہ ناشر مکتبہ رضائے مصطفےٰ)

قارئین حضرات فقیر نے علامہ اللہ دتہ صاحب زیدہ مجدہ کی کتاب سے قدرے تفصیلاً اہم نکات آپ کے ہدیہ نذر کیا ہے۔ اب اسی مشکل کشائی وحاجت روائی اور مددگاری کے مسئلہ کو اکابرین دیوبند وغیر مقلدین کی کتاب سے ثابت کرتا ہے کہ تاکہ نام نہاد مولانا پر گھر کا شرک ثابت ہو جائے ملاحظہ فرمائیں۔

کارآمد حوالے:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذکورہ دلائل کے علاوہ منکرین شانِ رسالت وولایت کے بعض مستند حوالے بھی مزید اتمامِ حجت کے لیے پیش کیے جائیں۔ جن سے ان کا مکمل طور پر منہ بند ہو جائے اور اگر خدا چاہے تو کسی کو ہدایت بھی نصیب ہو جائے آمین۔

ڈاکٹر اقبال:

شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بھی دیوبندی وہابی مکتب فکر کے ممدوح و مستند ہیں۔ اور یہ لوگ مختلف مواقع پر انکے دیگر اشعار کے علاوہ اس شعر کا بطورِ خاص ورد کرتے رہتے ہیں کہ۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

انہی ڈاکٹر صاحب نے ''توحید کی امانت وعقیدۂ توحید'' کے تحت حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشکل کشا ہونا بدیں الفاظ بیان کیا ہے کہ

بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ مشکلکشا شیر خدا

یعنی حضرتِ فاطمۃ الزہرا حضرتِ علی المرتضیٰ مشکلکشا کی زوجہ محترمہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

کیا فرماتے ہیں علماء نجد و دیوبند بیچ اس مسئلے کے کہ ڈاکٹر اقبال حضرتِ علی المرتضی کو مشکلکشا مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟

مقتدائے علماء دیوبند:

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے دربارِ رسالت میں عرض کیا ہے کہ۔

اے رسولِ کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکلکشا فریاد ہے

(کلیاتِ امدادیہ ص ۲۲)

علماء دیوبند: کے شجرہ میں متفقہ طور پر حضرتِ علی المرتضی کو مشکلکشا مان کران کا وسیلہ پیش کیا ہے لکھا ہے۔

کھول دے مجھ پر درِ علم حقیقت میرے رب
ہادیٔ عالم مشکلکشا کے واسطے

ملاحظہ ہوں:

حوالہ جات۔ کلیاتِ امدادیہ ص ۱۲۔ سلاسل طیبہ حسین احمد مدنی ۱۲۔ کتاب تعلیم الدین تھانوی ص ۱۷۱۔ شجرہ چشتیہ صابریہ امدادیہ ص ۶۔ کتاب امداد سلوک رشید احمد

گنگوہی ص ۱۶۵۔ تذکرہ حسن مولوی وکیل احمد دیوبندی ص ۳۳۵،

الحمدللہ ہم نے منکرین مشکلکشا کے گھر سے ہی محمد مصطفےٰ ﷺ اور علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشکلکشا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ ذیوبندی وہابی نے خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

دیوبندی حکیم الامت

مولوی اشرفعلی تھانوی بدیں الفاظ دربار رسالت میں عرض گزار ہیں کہ

دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوجِ کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
ابنِ عبداللہ، زمانہ ہے خلاف
اے میرے مولا خبر لیجئے میری
میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

یہی دیوبندی حکیم الامت رقمطراز ہیں کہ

اے لقائے تو خواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کے دیدار ہی سے ہر سوال حل ہو جاتا ہے اور ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

آپ کامل ہیں۔ صاحب کمالات آفتاب ہیں۔ نورِ حق آپ میں روشن ہیں اور آپ حرج و تنگی کے دفع اور دور کرنے کے سبب ہیں۔ جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اس کے بیان کرنے والے ہیں۔ اور جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ آپ اس کے دستگیر ہیں۔

اگر آپ غائب یعنی دور ہوں تو موت آ جائے۔ اور دنیا تنگ و تاریک ہو جائے۔ آپ مددگار و خیر خواہ ہیں لوگوں کے، جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ آپ کا ارشاد اللہ کا ارشاد ہے۔ گو زبان سے عبداللہ کے صادر ہوا ہے۔ آپ نائبین خدا کے اور آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ (حیوۃ المسلمین ۵۔۶)

اہلِ علم انصاف:

دیوبندی وہابی حکیم الامت کی دونوں کتابوں کے اقتباسات وحوالہ کو دوبارہ پڑھ کر غور فرمائیں کہ تھانوی صاحب نے یہاں کتنی وضاحت وصراحت کے ساتھ حضور ﷺ کو مشکلکشا ومختار ومددگار ودستگیر اور حاضر وموجود تسلیم کر کے آپ کو پکارا اور آپ سے استمداد واستغاثہ وفریاد کی ہے اس کے باوجود یہ تقویۃ الایمانی عقیدہ رکھنا کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' کس قدر تضاد ومنافقت ہے۔

مفسر اہلحدیث:

مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے کہ پیشوائے غیر مقلدین نواب صدیق حسن خان نے اپنے امام ابن قیم وقاضی شوکانی سے بدیں الفاظ مشکلکشائی چاہی اور مدد طلب کی ہے کہ۔

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

ابنِ قیم مددے قاضئ شوکاں مددے

(کتاب ہدیۃ الہدی ص۲۳)

سردار اہلحدیث:

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے استاذ دارلعلوم دیوبند کے سابق صدر مولوی محمود حسن نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا ہے۔

مشکلات ہوتے تھے سب اس کے اشاروں پر طے

علاوہ ازیں مرثیہ ہذا میں گنگوہی صاحب کو مسیحائے زماں، حلالِ معاقد، غوث اعظم مربئ خلائق اور قبلۂ حاجاتِ روحانی وجسمانی آواز کو قیمِ عیسیٰ کی صدا اور حکم کو سیفِ قضائے مبرم وغیرہ بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مگر دیابنہ وہابیہ نے ہدیۃ الہدی ومرثیہ گنگوہی پر کبھی کوئی فتویٰ شرک صادر نہیں کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ نجد ودیوبند کے

دلوں میں محبوبانِ خدا کی اتنی بھی عظمت و اہمیت نہیں، جتنی کہ اپنے مولویوں کی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ (ازماخوذ مشکل کشائی بفضل الٰہی ص ۳۔۴۔۵)

قارئین حضرات ابھی تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا مفسر اہلحدیث صاحب الزمان صدیقی اپنی کتاب ہدیۃ المہدی میں مشکلکشائی واستمداد کے مسئلہ پر مزید پھر ان الفاظ میں حاشیہ آرائی کرتا ہے۔ مخلوق سے استغاثہ جائز ہے ہمارے اصحاب میں سے شوکانی نے کہا کہ مخلوق کے ساتھ ان امور میں استعانت و استغاثہ کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں جن پر اسے قدرت حاصل ہے اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ان اصحاب کا حال ظاہر ہے جن کا گمان ہے اللہ تعالیٰ کے سوا استغاثہ اور استعانت مطلقاً شرک ہے۔ تو یہ امر یقیناً ظلم و زیادتی اور حد سے تجاویز کر جاتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نمو و افراط سے پناہ طلب کرتا ہوں (ہدیۃ المہدی ص ۴۲ مطبوعہ فیصل آباد)

ارواح انبیاء سے مدد مانگنا جائز ہے

جب مخلوق کے ساتھ اُن امور میں استعانت و استغاثہ جائز ہے جن پر وہ قادر ہے تو کیا انبیاء و شہداء اور صالحین کی ارواح سے ان امور میں استعانت جائز ہوگی جو ان سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے مثلاً دعا یا اس کے علاوہ (ص ۴۴) قارئین حضرات اسی وحید الزماں غیر مقلد کے مشکل کشائی پر مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

غیر اللہ کی مدد شرک نہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا مشکلات میں اعانت اور حاجتیں پوری کرنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اجازت اور حکم و رضا سے ہو انبیاء و اولیاء کو لائق نہیں، یہ کلام کرنا درست ہے کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم و قضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت و اختیار سے اور لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وتعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر
اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

یمدوکم ربکم بخمسۃ آلافٍ من الملائکۃ مسومین
یعنی تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے
ذوالقرنین نے کہا افاعیدونی بقوۃ یعنی تو قوت کے ساتھ میری مدد کرے اور حدیث ابدال میں ہے۔

الابدال فی امتی ثلاثون رجلا بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون '' یعنی اس امت میں تیس افراد ابدال ہیں جن کے ساتھ زمین قائم ہے ان کے ساتھ بارش ہوتی ہے اور ان کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔

اور حضرتِ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے اللھم ایدہ بروح القدس یعنی اس کی روح سے مدد فرما اور حدیث میں آیا ہے۔

اذا انفلت دابۃ احدکم فی الارض فلاۃ فلینا دیا عباد اللہ اعیونی
یعنی جب تم میں سے کوئی شخص راہ چلتے راستہ بھول جائے تو ندا کرے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔''

ارواح انبیاء سے مانگنا شرک نہیں:

تو بے شک ارواح انبیاء وصلحا کے حق میں اس طرح کا عقیدہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک لازم نہیں آتا بلکہ یہ تو ملائکہ یا زندوں کے ساتھ شرکت ہوگی اور یہ شرک

اکبر کہاں ہے، رہا یہ امر کہ یہ عقیدہ غلط یا خطاء یا بدعت ہے تو یہ دوسری بات ہے اور ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شرکت کے باب میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرنا سو فسطائیت ظاہرہ اور باطل استدلال ہے جب کہ احیاء و اموات یہاں تک کہ ملائکہ بھی تو غیر اللہ ہونے میں برابر ہیں ہاں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سماعت اور سن کر جواب دینے کے بارے میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وما یستوی الاحیآءُ ولا الاموات

یعنی زندہ اور مردے برابر نہیں جب کہ اہلِ تفسیر نے اس کا یہ معنی بتایا ہے کہ مومنین اور کفار برابر نہیں۔

پس جو امر فرشتوں سے طلب کرنا شرک ہے وہ زندہ و مردہ لوگوں سے طلب کرنا بھی شرک ہے اور اس کے بالعکس ممکن نہیں۔

جس امر کا سوال مردہ شخص سے کرنا شرک ہوگا اس امر کا سوال زندہ شخص سے کرنا بھی شرک ہوگا۔ تو جس شخص کے فہم کا یہ حال ہو وہ عقیدہ میں کیسے گفتگو کر سکتا ہے، یہ نہیں کہتے کہ وثن و صنم سے سوال کرنا شرک مطلق ہے۔''

اگر ان سے پوچھا جائے کہ زندہ لوگوں سے سوال نہیں کرنا چاہیے تو ہمیں کہتے ہیں صنم و وثن کا حکم دوسرا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں توڑنے اور جلانے اور ان سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

پس صنم اور وثن سے سوال کرنے والا اگر زندوں سے سوال کرے تو گویا کہ وہ ان دونوں کے لیے معظم ہے اور بے شک ہم نے پہلے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں سے ملائکہ اور انبیاء اور وہ شعائر جن کی حرمت ہمارے دین میں باقی ہے کے علاوہ مشرکوں کے معبودوں کی ادنیٰ تعظیم بھی کفر ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کی ارواح اصنام و اوثان کے قبیل سے نہیں بلکہ یہ ملائکہ کی جنس یا اس سے اشرف ہے تو انہیں ملائکہ پر قیاس کریں نہ کہ اوثان و اصنام پر جو کہ نجس ہیں۔

چنانچہ اگر کوئی کہے یا میکائیل ہماری زمین پر اللہ کے اذن سے بارش برسایا یہ کہے کہ یا جبریل اللہ کے حکم سے میری روح میں القا کرتو کیا یہ شخص اس قائل کے نزدیک مشرک ہوگا؟ قبر کا نعم البدل پتھر اور مٹی سے ہے اگر اسے پوجنے والا روشن کو اس کے حق میں لوٹائے اور اس قبر سے کسی چیز کا سوال کرے تو اس کا حکم بت سے سوال کرنے کا حکم ہے۔ رہا صاحب قبر تو اس کا حکم دوسرا ہے کہاں پتھر اور کہاں پرندہ۔ (ہدیۃ الہدیٰ ص ۵ تا ۸ مطبوعہ فیصل آباد)

قارئین محترم اب فقیر اپنے عقیدہ کو پختہ کرنے کی خاطر دیوبندی امت کے حجتہ الاسلام آیتہ من آیات اللہ قاسم العلوم والخیرات مولوی محمد قاسم نانانوتوی کا ایک حوالہ قارئین کے ہدیہ کرتا ہوں تا کہ فتویٰ ساز ملاں کو فتویٰ لگاتے وقت شاید کچھ احساس ہو اور اس کی غیرت جاگ جائے اپنے کا لحاظ رکھتے ہوئے شاید کہ اکابرین امت کے جید مشائخ عظام و علماء کرام و اولیاء امت اس کے غلیظ و خبیث فتویٰ کی شرک سے بچ جائیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی
کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار

(حقائق قاسم ص ۶۔ ۸۔ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

قارئین محترم فقیر نے انتہائی اختصار کے ساتھ اکابرین دیوبند اہلحدیث کے گھر کے حوالہ جات سے مستند استمداد مشکل کشائی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ عقل مند و صاحب

علم کے لیے ایک ارشاد کافی ہے میں نے تو ان کو اشارہ نہیں بلکہ کئی گھر کے چھپے جہانوں سے پردہ اٹھا کر حقائق کو بے نقاب کیا۔ اس کیلنڈر کی آیات سے لیکر تمام وہ القابات جن کو غیر مخلوق میں ماننے کو شرک قرار دیا گیا ہے کا تقریباً مفصل جواب دیا ہے۔ جن میں غوث الاعظم داتا مشکل کشا، حاجت روا۔ گنج بخش دستگیر وغیرہ یادر ہے کہ مشکل کشا حاجت روا اور دستگیر کے ایک ہی معنی ہیں جو کہ تقریباً مدد کے معنی میں آتے ہیں جب کہ غوث الاعظم داتا گنج بخش، کی علیحدہ تشریح کی ہے۔ اب اس کیلنڈر کے ایک اور لقب غریب نواز۔ کی طرف آتا ہوں ان حضرات نے اس لقب کو بھی خدا کی صفت قرار دیتے ہوئے غیر اللہ میں اس لقب کو ماننا شرک قرار دیا ہے قارئین محترم اس کا سیدھا سادہ جواب یہی ہے کہ غریبوں کو نوازنے والا' جہاں تک اس آیت کریم کا تعلق ہے انتم الفقر آءُ رالیء اللہ واللہ ھوارتفی الحمید (سورۃ فاطر ۲۲ آیۃ نمبر ۱۵)

تم سب اللہ کے محتاج اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں کو سراہا۔ یعنی اس کے فضل واحسان کے حاجت مند ہو اور تمام مخلوق اسکی محتاج ہے اور پھر وہ تمہیں معدوم کردے کیونکہ وہ بے نیاز اور غنی بالذات ہے (تفسیر خزائن العرفان ص ۷۸۶)

قارئین محترم سب سے پہلا سوال تو ہمارا ان حضرات پر یہ ہے کہ کیا ہم خدا تعالیٰ کی ذاتِ وصفات کے انکاری ہیں۔ ہر گز نہیں بے شک بے شک تمام کی تمام مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی سب کے سب اللہ کریم کے محتاج ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی غنی وحمید ہے۔ شرک کا فتویٰ تو ہم پر تب لاگو ہو جب ہم اللہ کی ان صفات جلیلہ کا انکار کریں۔ یا مخلوق میں بھی یہ صفات بالذات تسلیم کریں۔ جب ایسا نہیں ہے تو پھر شرک کا فتویٰ کیسا اور مشرک کیسے اور دعویٰ سچا کیسا؟ مگر ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ صفات عطا فرما دیتا ہے۔ کہ وہ عوام وخواص کو نوازتے ہیں۔ اور ہر قسم کی نعمت اپنے عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کو دیتے ہیں اور اس پر قرآن کریم خود شاھد ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وماںقموآ ان اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ (پ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ: اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولتمند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

قارئین محترم مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی غنی کرتا ہے اور اس کا رسول بھی اپنے فضل سے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے لوگوں کو دولتمند (غنی) بھی کر سکتے ہیں۔ اور غریب نواز بھی ہیں غریبوں کی اعانت کرنے والا ہی تو غریب نواز ہوتا ہے۔ لہذا اللہ کی عطا سے اس کا رسول اعظم ﷺ اور پھر سرکار دو عالم ﷺ کی عطا سے تمام اولیاء کرام غریب نواز ہیں یہاں پر ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو غریب نواز کہنا ناجائز ہوتا اور شرک کے زمرے میں آتا تو اللہ کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو غنی کر دینے والا نہ ارشاد فرماتا معلوم ہوا یہ شرک نہیں بلکہ یہ میرے مولا کی عطا ہے جس چاہے عطا فرمادے اس پر چیں بہ جبیں ہونے کی کوئی ضرورت نہیں گویا ان حضرات پر یہ مقولہ صادق آتا ہے ''داتا دان کرے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے'' ایک اور آیۃ کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔

ولوانھم رضواما اتھم اللہ ورسولہ وقالو احسنبااللہ ویسؤرتنا اللہ من فضلہ ورسولہ (پ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے فضل سے اور اس کا رسول ﷺ (ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

تفسیر: صرف خداوند رب العزت کے قرب و رضا کا طالب ہو اور جو ظاہری و باطنی دولت خدا اور رسول کی سرکار سے ملے اس پر مسرور مطمئن ہو (تفسیر عثمانی ص ۲۵۹ جلد ۱)

قارئین حضرات! مندرجہ بالا آیۃ کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ کی ذات کو بھی غنی کرنے والا اور دولتمند کرنے والا اور غریبوں کو نوازنے والا ارشاد فرمایا اور پھر علامہ عثمانی کی تفسیر بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ شرک شرک ہوتا ہے ایک کے لیے ہو یا ہزار کے لیے اگر ایک چیز رسول اللہ کی ذات کے لیے شرک ہے تو پھر تمام مقربین کے اندر وہ صفت ماننے سے شرک آئے گا اور اگر وہی صفت رسول اللہ ﷺ میں ماننے سے شرک کا شائبہ نہیں پھر دیگر مقربین میں ماننے سے بھی شرک لازم نہیں آئے گا۔

نتیجہ:

بالآخر نتیجہ یہی نکلا کہ اگر اللہ کا رسول غریب نواز ہے اور قرآن ان کو غریب نواز فرما رہا ہے تو پھر رسول اللہ کے غلام بھی غریب نواز ہیں کسی بھی اللہ کے مقرب بندے کو غریب نواز کہنے سے شرک نہیں ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا رسول اور پھر اللہ کریم کے تمام مقربین ومحبوبین تمام کے تمام غریب نواز ہیں۔

آیت مبارکہ:

ضنحرنا الریح تجری بامرہٖ رُخآءً حیث اصاب والشطین کل بناء وغواص بد آخرین مقربین فی الاصفا ھذا عطآء نافامن او امسک بغیر حساب (پ۲۳ سورہ ص)

ترجمہ: پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو چلتی تھی اسی کے حکم سے زم زم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیے شیطان سارے عمارت کرنے والے اور غوطہ لگانے والے بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑوں میں یہ ہی بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔ (ترجمہ مولوی محمود حسن دیوبندی)

تفسیر: یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔

اس قدر بے حساب دیا اور حساب و کتاب کا مواخذہ بھی معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر (تفسیر عثمانی ص ۶۰۷ جلد اول تحت آیۃ ھذا)

قارئین محترم مندرجہ بالا آیتِ کریمہ سے نبی کا گنج بخش، غریب نواز اور مختار کل ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور فرمایا کہ اب لوگوں کو عطا فرماؤ یا روک رکھو کچھ حساب نہیں اور پھر دیوبندی شیخ الاسلام کی تفسیر بھی پڑھی کہ ان کے عطا کرنے کا کوئی مواخذہ بھی نہیں۔ اب دیوبندی وہاں امت بتائے کہ شرک کے فتویٰ کا کیا ہوگا؟ اب مولوی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ لگادے کہ اس نے اپنے مقرب بندوں کو اتنا کیوں عطا فرما دیا تھا اب تو اللہ کا قرآن سیدنا سلیمان علیہ السلام کو داتا، گنج بخش، غریب نواز مختار کل فرما رہا ہے اب اہلِ قرآن اور صبح و شام درس قرآن کی رٹ لگانے والو بتاؤ تمہارا قرآن کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ تب ہی تو فقیر کہا کرتا ہے کہ ہم صرف اور صرف قرآن پر مخالفین سے بات چیت کرنے کو تیار ہیں قرآن ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے گا کہ کسی کا عقیدہ قرآن کے مطابق اور کون سا عقیدہ قرآن کے مخالف ہے یہ تو سیدنا سلیمان کی بخشش ہے اور پھر میرے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ کی بخشش اور مختار کل ہونے کے کیا کہنے میرے آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

رانی اعطیت مناتیع خزائن الارض اومغایته الارض (صحیح بخاری شریف مسلم شریف، مشکوۃ شریف)

ترجمہ: بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

حدیث نمبر۲: بنیا انا نائمه اتیت بمفاتیع خزائن الارض فوفعت فی یدی (صحیح بخاری، مسلم دلائل النبوۃ)

ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں۔ قد اوتی صلی الله علیه

و آله وسلم خزائن الارض و مفاتیع البلاد (شفا شریف ص ۴۷۔ جلد ا)

جواہر بخاری صف ۲۰ جلد ا) فریق مخالف کے حکیم الامت تھانوی صاحب نشر الطیب کے صفحہ ۱۲۴ پر تحریر کرتے ہیں۔

ولقد افی خزائن الارض ومفاتیع البلد (ترجمہ): اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عام کشف) میں عطا کی گئی تھیں اور یہ حوالہ بھی انما ملحیت کے لیے تھا۔

حدیث نمبر ۳۔ عن معاویه یقول قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انما انا قاسم والله یعطی (بخاری، مشکوۃ)

۲. قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما ناقاسم والله یعطی (صحیح بخاری ص ۴۳۹ جلد ا)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے عن معاویه مرفوعاً انما انا خازن انما انا قاسم و یعطی الله (مسلم شریف)

مندرجہ بالا احادیث مقولہ سے میرے مدنی آقا ﷺ کی بخشش وعطا اور اختیارات و تصرفات چھلک رہے ہیں اور ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں ان کے واسطے ان کے وسیلے سے ہے۔ اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں ان احادیث میں یہ بھی ثابت ہوا کہ مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم کو خزانوں کی کنجیاں۔ زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں نبوت کی کنجیاں۔ نار کی کنجیاں ہر شے کی کنجیاں عطا فرمائیں ہیں۔ بندہ نے تبرکاً چند احادیث سے اپنے آقا تاجدار مدینہ ﷺ کے اختیارات کو ثابت کیا ہے کہ میرے نبی اکرم ﷺ بھی پوری کائنات کے داتا، گنج بخش، اور غریب نواز ہیں (تفصیل کے لیے فقیر کا رسالہ حاکم کائنات کا مطالعہ

فرمائیں) قارئین حضرات تسلی عقیدہ کی خاطر فقیر ایک اور آیت کریمہ پیش کرنا چاہتا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام بھی غریب نواز اور دینے والے ہیں۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی انور ﷺ کے دربان ہیں لا ھب لک غلماً زکیاً (سورۃ مریم) دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا (ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

قارئین محترم اب اس آیت مبارکہ میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام عطا کرنے والے نوازنے والے اور بخشش کرنے والے ثابت ہو رہے ہیں۔ اب دیوبندی وہابی سیدنا جبریل علیہ السلام کے متعلق کیا فتویٰ دیں گے۔ (نعوذ باللہ) جبریل نے شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ بیٹے تو خدا عطا کرنے والا ہے مگر یہاں پر جبرئیل بیٹے دینے کی نسبت اپنی طرف کر رہے ہیں اور وہ بھی وہ بیٹا ''غلاماً زکیا'' (پاکیزہ لڑکا) کہنے میں اشارہ ہو گیا کہ وہ حسب ونسب اور اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے بالکل پاک صاف ہوگا۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۹)

یار لوگوں کو اب یہ آیت کسی بھی لحاظ سے پسند نہیں ہے مگر وہ بے بس ہیں کر کچھ نہیں سکتے وگرنہ معنوں کی تحریف کے تو یہ اسپیشلسٹ ہیں۔ اگر خوف نہ ہوتا تو تحریف آیات میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے۔ اب داتا۔ گنج بخش، غریب نواز اگر خدا تعالیٰ کی صفات ہیں تو پھر جبرئیل علیہ السلام کے متعلق اور خود رب کائنات کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا نعوذ باللہ رب تعالیٰ خود شرک کا حکم دے رہا ہے۔ اسی آیت طیبہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو داتا گنج بخش اور غریب نواز کہنا شرک نہیں ہے۔ صرف اتنا سا ہے یہ صفات رب کائنات کی ذاتی ہیں اور مقربین کی عطائی اور پھر یہ یہودی عقیدہ کہ خدا دیتا کسی کو بھی نہیں۔ کا بھی جامع روح کہ رب تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو یہ صفات عطا کر دیتا ہے۔

قارئین محترم! اس آیت جبرائیل سے ایک لطیفہ میرے پاس موجود ہے جس کو جملہ الحقیقت نے تحریر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

لطیفہ:

ایک نوجوان سے گفتگو" چند سال کی بات ہے میں سیالکوٹ میں ہوا کرتا تھا ایک سنی نوجوان کے ساتھ ایک غیر مقلد نوجوان بھی میرے پاس آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ میں

قال انما انا رسول ربک لا ھب لک غلما زکیاً (مریم ۱۹) ترجمہ: بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اب فرمایئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس وضاحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل بخش کہنا جائز نہیں۔ دیکھئے قرآن پاک کا بھی مقصود یہی ہے عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مگر اس کا وسیلہ حضرتِ جبریل علیہ السلام بنے نوجوان کہنے لگا۔ حضرتِ جبرائیل نے یوں کیوں فرمایا انہیں چاہیے تھا کہ اس طرح کہتے یعنی اللہ نے بخشا اور میں صرف ایک ذریعہ ہوں میں نے کہا اب گویا آپ اہلِ سنت پر اعتراض کرتے کرتے حضرت جبرائیل علیہ السلام تک پہنچ گئے ہیں۔ یعنی آپ کے نزدیک فرشتوں کے سردار نے بھی معاذ اللہ شرک کیا ہے۔

کہیے جو اللہ کے معصوم فرشتوں کے بادشاہ پر شرک کا فتویٰ لگانا چاہتا ہے اس کا اپنا ایمان کیا ہے۔ پھر سوچیے جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے فہم کے مطابق معاذ اللہ شرک کیا تو اللہ نے بھی اسی طرح درج کر دیا کیا آپ اللہ پر بھی یہی فتویٰ لگائیں گے۔ نیز بتایئے کیا جبرائیل علیہ السلام اپنی مرضی سے آئے تھے اور اپنی مرضی سے بول رہے تھے قرآن پاک تو انہی کے بارے میں نہیں سب فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

ویفعلون ما یومرون (النحل ۵۰) اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

کہنے لگا اچھا یہ بتا دیجئے کہ آخر حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے اس انداز گفتگو میں حکمت کیا تھی میں نے کہا ساری حکمتیں مجھ ایسا جاہل کیا سمجھے ہاں اتنی بات ظاہر ہے کہ آپ جیسے مفتیوں کے حملے سے اہلِ ایمان کو محفوظ رکھنے کیلیے جبرائیل علیہ السلام کو یہ انداز

اپنانے کا حکم دیا گیا ہوگا تا کہ مسلمان جان لیں کہ منکرین صرف حضور پر نور ﷺ کے غلاموں کو ہی نہیں فرشتوں کو بلکہ خود خدا کو بھی مشرک سمجھتے ہیں ان کا قرآن پڑھنا اور قرآن ماننا محض دھوکا دینے کے لیے ہے۔

اگلی ملاقات میں اس سنی نوجوان سے پتا چلا کہ مجھ سے رخصت ہوکر وہ اہل حدیث کی مسجد میں گئے اور اس کے خطیب سے اس غیر مقلد نے قرآنی ترجموں کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے اعتراف کیا، واقعی ہمارے علماء سے غلطی ہوگئی ہے اور واقعی انہوں نے قرآنی آیتوں کا ترجمہ کرتے ہوئے خدا کی شان میں نہایت نازیبا الفاظ لکھ دیے ہیں۔ ہاں آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہم وہ تمام الفاظ ترجموں سے نکال رہے ہیں میں نے عرض کیا، وہابی مذہب کے اکابر تو قرآن پاک کا ترجمہ نہیں سمجھتے اصاغر کیا سمجھیں گے۔ (مجلہ الحقیقت شکر گڑھ مارچ ۲۰۰۱ء ص ۹)

قارئین محترم! سیدنا جبرئیل علیہ السلام کی روحانی قدرت و طاقت کے علاوہ بھی متعدد ایسے مقرب فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص امور تفویض فرما رکھے ہیں اور ان پر خود قران کریم گواہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں' فالمدبرات امراً (سورہ نازعات پ ۳۰ آیت نمبر ۵)

ترجمہ: پھر کام بنانے والوں کے حکم سے (ترجمہ محمود حسن دیو بندی)

تفسیر:

یعنی اس کے بعد ان ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا دونوں امروں میں سے ہر امر کی تدبیر و انتظام کرتے ہیں۔ یا مطلقاً وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم تکوین کی تدبیر و انتظام پر مسلط ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۷۵ جلد اول) صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں۔ نبوی کی روایت میں ہے کہ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ ملائکہ مراد ہیں جن کے سپرد کچھ کام بحکم خدا کے کیے گئے ہیں یا مطلقاً وہ فرشتے

مراد ہوں جو عالم تکون کی تدبیر وانتظام پر مسلط ہوں۔(تفسیر عثمانی ص ۷۷۴ جلد اول)
صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں روایت میں ہے کہ حضرتِ ابن عباس کے نزدیک وہ ملائکہ مراد ہیں جن کے سپرد کچھ کام بحکم خداوندی کیے گئے ہیں اور ان کا انجام دینے کا طریقہ اللہ نے ان کو بتادیا ہے۔عبدالرحمٰن بن ثابت نے کہا دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں جبریل، میکائل، ملک الموت اور اسرافیل۔جبرائیل کے سپرد ہوائیں اور فوجیں ہیں (یعنی ملائکہ کو لے کر مومن مجاہدوں کی مدد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو بحکم الٰہی ملائکہ کی قیادت جبریل علیہ السلام کرتے ہیں اور میکائیل علیہ السلام کے سپرد بارش اور زمین کی روئیدگی کی خدمت ہے۔اور ملک الموت قبض ارواح پر مامور ہیں اور اسرافیل اللہ کا امر لے کر آپ کے پاس اترتے ہیں (تفسیر مظہری ص ۶۸۶ جلد۱۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) صاحبِ تفسیر عزیزی نے بھی اسی طرح کی تفسیر فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں (تفسیر فتح العزیز ص ۶۴ جلد۴ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) جب کہ مولوی مودودی اس آیت کریمہ کی تفسیر کچھ اس طرح کرتا ہے۔
''معاملات کا انتظام چلانے والوں سے مراد بھی فرشتے ہیں۔جب کہ حضرتِ علی، مجاہد، عطاء ابوصالح حسن بصری۔قتادہ، ربیع بن انس سے منقول ہے بالفاظ دیگر یہ سلطنت کائنات کے وہ کارکن ہیں جن کے ہاتھوں دنیا کا سارا انتظام اللہ کے حکم کے مطابق چل رہا ہے۔(تفہیم القرآن ص ۲۳۵ جلد ۶ مطبوعہ سرور بک کلب لاہور)
قارئین محترم فقیر نے آپ کے سامنے متعدد تفسیرات کے حوالے جات پیش کیے جن میں مخالف گروپ کے مفسرین بھی شامل ہیں اب اس آیتِ کریمہ سے بھی فرشتہ کو بھی مدد کرنے والے بارش عطا کرنے والے اور دیگر انتظامی امور کو سنبھالنے والے بیان کیا گیا ہے اب کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟ کہ خود ساختہ عقیدہ رکھنے والوں کا کیا بنے گا۔
عطائی عقیدہ کے مخالف حضرات قرآنی آیاتِ بینات کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں یہاں پر بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کام خود رب العزت نہیں کرسکتا خوامخواہ اپنے

اختیار و تصرفات اور سلطنت میں ان فرشتوں کو شامل کیا ہے کیا وہ اب جو خود فرشتوں کا بھی خالق ہے نعوذ باللہ اب فرشتوں کا محتاج ہے اب دیوبندی، وہابی غیر مقلد مودودی حضرات کے مولوی یا ہم خیال گروپ کیا فرماتے ہیں ہم اگر کسی اللہ کے نیک و مقرب بندے کے متعلق یہ کہہ دیں کہ یہ کام اسی نے کیا ہے تو یار لوگوں کی سات پشتوں کو آگ سی لگ جاتی ہے کہ اگر تمام کام ولی نبی اور غوث کریں گے تو پھر نعوذ باللہ خدا کی کیا ضرورت ہے اب ان آیات بنیات کی روشنی میں وہ ہمیں جواب دیں کہ اگر یہ کام صرف فرشتوں نے ہی کرنے ہیں تو پھر خدا کا کام کیا ہے جو جواب ان کا فرشتوں کے متعلق ہوگا فقیر کا بھی جواب مقربین و محبوبین خدا کے متعلق ہوگا۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قاسم نعم اللہ نہ ہوں۔ جب کہ آپ ﷺ کے غلام یعنی ملائکہ قاسم انعم اللہ ہیں تو جو کمال فرع میں موجود اصل ہیں بطریق اولیٰ موجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا فالسقمات امراً (پھر حکم بانٹنے والا)

یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو بحکم الٰہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مدبر الامر کیا ہے اور عالم میں تدبیر و تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے (تفسیر خزائن العرفان ۹۳۷)

دیوبندی مفسر قرآن علامہ عثمانی اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں اور حضرتِ علی وغیرہ سے منقول ہے کہ ''زادیات'' ہوائیں حاملات بادل جاریات کشتیاں اور مسمات فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق تقسیم کرتے ہیں (حاشیہ القرآن ص ۶۹۱) اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر تفسیر در منثور للسیوطی وغیرہ میں بھی اسی طرح کی تفسیر موجود ہے۔

مسلمانو قرآن اور مفسرین جن جن چیزوں کی تقسیم کی تولیت کو سید المرسلین کے خادموں، غلاموں امتیوں یعنی ملائکہ کے لیے ثابت کر رہے ہیں۔ انہیں فریق مخالف مانتا ہے جب کہ ابھی عثمانی صاحب کے حوالے سے گزرا، لیکن انہیں (رزق وغیرہ)

چیزوں کی تقسیم کا حضور ﷺ کو متولی مانیں (جو بطورِ اصالت و آمریت سید دوعالم اور ازروئے احادیث صحیحہ مذکورہ حضور علیہ السلام کیلیے ثابت تو انہیں فریق مخالف شرک منافی توحید کہتے، گستاخ اگر باذن اللہ مامور من اللہ ہو کر بھی غیر اللہ کی تقسیم شرک ہے اور غیر تابع تو ملائکہ کے لیے کیوں ثابت ہے؟ اور وہ شرک کیوں نہیں کیا کریں ان کی تو دشمنی حضور ﷺ سے ہوئی (العیاذ باللہ) فاعتبروا یااولی الابصار

(ماخوذ مقام رسول ص ۲۹۶ـ۲۹۷ مطبوعہ سبزواری پبلشرز کراچی)

قارئین محترم علامہ محمد منظور احمد حنفی صاحب مدظلہم کی فرشتوں کے تصرفات و اختیارات پر محققانہ تحریر پڑھی ہے۔ ان تمام آیۂ کریمہ واحادیث مبارکہ کے پیش کیے جانے کے بعد بندہ انتم الفقراء الی اللہ کا صبح وشام درس دینے والوں سے پوچھتا ہے کہ مقربین ملائکہ اربعہ اور دیگر ملائکہ کے متعلق اب کیا خیال ہے خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری کو غریب نواز کہنے پر شرک کے خبیث فتوی جات صادر کرنے والوں اب خدا اور قرآن کے متعلق تمہارا فتویٰ کیا ہوگا بالعطا کے منکروں فقیر کو جواب دو تمہارے لیے صرف دو ہی راستے ہیں یا عقیدہ حقہ اہل سنت و جماعت بریلوی کو تسلیم کر دو یا پھر سرے سے پورے قرآن کا انکار کر دو۔ بصورت دیگر ڈھکوسلے بازیوں کے ذریعہ آپ اپنے عقائد ونظریات کو دوام نہیں بخش سکتے۔ خدارا منافقت، خیانت چھوڑ دو نبی انور ﷺ اور مقربین ہستیوں کی شخصیتوں کو ملت اسلامیہ میں متنازعہ نہ بناؤ، ان جامع الصفات کامل واکمل ہستیوں کے متعلق شکوک شبہات کی گندی فضا کو فروغ نہ دو۔ آؤ شیطانی خرافات وعقائد خبیثہ سے توبہ کرو اور قرآن وحدیث کی حقیقی روح کو سمجھو اور اپنی آخرت کو برباد مت کرو قارئین محترم بندہ نے مشکل کشا، دستگیر، غریب نواز، داتا گنج بخش، غوث الاعظم پر اعتراضات وہابیہ کا انتہائی اختصار کے ساتھ مگر جامع جواب تحریر کر دیا ہے۔ یہاں پر بندہ اس امت سے ایک اور سوال بھی کرنا چاہتا ہے تاکہ میرا ضمیر بھی مطمئن رہے اور مخالف بھی منہ چھپاتا پھرے۔ قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ ان

حضرات کی نذر کرنا چاہتا ہوں جوانتم الفقرآء الیٰ اللہ کے عامل ہیں من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسنا (پ ۲۷ سورہ الحدید)

ترجمہ: کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح (ترجمہ محمود حسن دیوبندی)

دوسری آیۃ کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔

واقرضو اللہ قرضاً حسناً اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح۔

قارئین محترم! اب کوئی عقل کا اندھا اس آیت کریمہ کو پڑھ کر نعوذ باللہ یہ کہنا شروع کردے کہ اللہ تو خود محتاج، نادار اور مفلوک الحال ہے اور مخلوق سے قرض مانگتا ہے۔ کیونکہ آیتِ کریمہ کا ظاہری معنی تو یہی ہے مگر حقیقی و باطنی معنی یہ نہیں ہے میرا نام نہاد مفسرین و مبلغین سے سوال ہے کہ انتم الفقراء الی اللہ کے ظاہری معنی کو لے کر شرک کا فتویٰ لگانے والو اس آیۃ کا ظاہری معنی کیمطابق فتویٰ کیا ہوگا جس طرح اس آیت کا باطنی معنی کچھ اور ہے اس طرح اس آیت کریمہ کا باطنی معنی بھی کچھ اور ہے۔ خدارا ایسی آیت کریمہ کے سہارے امت میں انتشار مت پھیلاؤ اور دشمنانِ اسلام کو رب العزت درود سلام پر غلیظ اعتراضات کا موقع مت دو میرا سوال یہی ہے کہ فقیر نے جو آیتِ کریمہ تحریر کی ہے دیوبندی امت مجھے اس آیت کا جواب دے فقیر دیوبندی امت کیجانب سے پیش کردہ آیت کا جواب دے گا۔

بندہ کا اس کتابچہ کا یہی ایک اہم سوال ہے جس کا انتظار فقیر کو اور میری آنے والی نسلوں کو رہے گا۔

قارئینِ محترم! اسی کیلنڈر پر سورۃ النوح کی ایک آیت مرقوم ہے بندہ اس کا بھی مختصراً جواب دینا چاہتا ہے پہلے آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیں اور بعد میں اکابرین کی تحقیقات پیش کروں گا۔ تاکہ مخالفین کی باطنی خیانت آپ حضرات پر واضح ہوجائے، تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ''ما استفہامیہ ہے'' وقار'' عظمت توقر سے اسم مصدر ہے حضرت ابن عباس اور مجاہد کے نزدیک '' رجا'' کا معنی ہے اعتقاد یعنی تم اپنے

اعتقاد میں اللہ کی عظمت نہیں جانتے۔ رجاء (امید) کو ادنیٰ ظن کے تابع ہوتی ہے۔ اپنی کسی بات کے ہونے کا ذرا بھی گمان غالب ہو جاتا ہے تو اُس کی اُمید ہو جاتی ہے کسی نے آیت کا معنی بیان کیا تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے گویا کسی کے نزدیک رجاء کا جگہ بمعنی خوف ہے۔ حسن بصری نے آیت کی تفسیر اس طرح کی تم اللہ تعالیٰ کا حق نہیں پہچانتے اور اس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ ابن کیسان نے کہا تم کو اپنی عبادت میں اس بات کی امید نہیں کہ ہم جو خدا کی تعظیم کرتے ہیں خدا اس کا ثواب بھی دے گا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنی عبادت میں تم کو اس امر کی امید نہیں ہے کہ خدا تمہاری عبادت کی قدر دانی اور اکرام کرے گا (تفسیر مظہری ص ۱۰۵۔۱۰۶ ج ۱۲)

صاحبِ تفسیر روح البیان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''اس کا معنی یہ ہے کہ تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے اور نہ اس کی توقیر و تعظیم کے پیش نظر اس سے ثواب کی امید رکھتے ہو۔

(ترجمہ تفسیر فیوض الرحمٰن ص ۲۵۱ جلد ۱۵ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ بہاولپور)

مولوی مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے ''مطلب یہ ہے کہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے رئیسوں اور سرداروں کے بارے میں تو تم یہ سمجھتے ہو کہ انکے وقار کے خلاف کوئی حرکت کرنا خطرناک ہے مگر خداوند عالم کے متعلق تم یہ توقع نہیں رکھتے کہ وہ بھی کوئی باوقار ہستی ہوگا۔ اس کے خلاف تم بغاوت کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن ص ۱۰۲ ج ۲)

قارئین محترم! فقیر نے دیوبندی وہابی حضرات کی جانب سے اس آیت کریمہ کا جواب تفسیرات کی روشنی میں دیا اس کیلنڈر پر اس آیت کے درج کرنے کا صرف ایک مقصد تھا کہ ان سنی بریلویوں کی نگاہ میں رب العزت کا کوئی مقام و عزت نہیں صرف اور صرف ان مقربین خدا کو اولیت حاصل ہے۔ حالانکہ اس آیت کریمہ کا شانِ اولیاء کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس آیت سے القابات مقدسہ کی نفی ہوتی ہے اور نہ

مقام ولایت کی نہ جانے اس آیت کریمہ کو تحریر کرنے کا مقصد کیا ہے اس میں تو عبادت و احکام الٰہی سے روگردانی کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے الحمد للہ ہم سنی بریلوی پر یہ آیت کسی بھی طرح صادق نہیں آتی۔ اس پر فقیر گزشتہ صفحات پر تفصیل سے بحث کر چکا ہے اور مخالفین کو چیلنج بھی کر چکا ہے کہ وہ بریلویوں کو حقیقی معنوں میں مشرک ثابت کریں۔ اور ایسی تحریر کا تقریر بطورِ ثبوت پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ ہم اپنے پیروکاروں کو غیر اللہ کی عبادت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یا عبادت کرنیوالوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين.

قارئین محترم ان کے تمام اعتراضات کا رد ایک آیتِ کریمہ سے فقیر کرنا چاہتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ وللهِ العزة ولرسولهٖ وللمؤمنين (۲۸۔۱۳)

اور عزت تو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے ہے۔ قارئین محترم اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح ارشاد فرمادیا ہے کہ عزت اللہ کے لیے بھی ہے اس کے رسول اور پھر تمام مومنین کے لیے اب اہلِ قرآن مجھے بتائیں کہ ومالكم ترجون الله وقارا کا کیا معنی ہے اگر اولیاء کرام وانبیاء کرام کی عزت و تعظیم کرنا ناجائز ہوتا اور شرک کے زمرہ میں آتا تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں عزت کی یہ خصوصیت مومنین کے لیے نہ بناتا۔ لہذا اولیاء کرام وانبیاء کرام کی عزت وقدر کرنا اوران کی تعظیم بجالانا قرآن کریم سے ثابت ہے ان برگزیدہ ہستیوں کی تعظیم کرنے سے رب العزت کی قدر و منزلت اور وقار میں کوئی کمی نہیں آتی لہذا بد مذاہب کا مالکم ترجون اللہ تعالیٰ کا ثبوت کے طور پر پیش کرنا جہالت وحماقت کی انتہا ہے خدا تعالیٰ جہالت وحماقت کی بیماری سے محفوظ رکھے آمین) قارئین محترم اسی کیلنڈر پر مالكم ترجون الله تعالیٰ کی طرح ایک اور آیت سورۃ الحج سے لے کر لکھی گئی ہے تقریباً اس آیتِ کریمہ اور اس آیت کریمہ کا ایک ہی مفہوم ہے۔ اور اس پر بھی فقیر کی یہی بحث جو مالكم ترجون الله وقارا کے ضمن میں گزری ہے صادق آتی ہے پھر بھی اس آیت کریمہ پر فقیر اپنے قارئین کی مزید تسلی و

تشفی کرنا چاہتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ماقدروا الله حق قدره (ترجمہ): لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسے اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ (الحج ۲۲/۴/۷)

اس آیتِ کریمہ پر مفسر قرآن علامہ صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی مدظلہ کی روح پرور تفسیر پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

اس آیتِ میں مفسرین کے مختلف اقوال ماقدرر اللہ کے معنی میں تین قول ہیں نمبرا۔ بعض نے کہا اس کا معنی ہے ماعرفوا

نمبر۲۔ بعض نے کہا اس کا معنی ہے ماعظموا (نمبر۳)۔ بعض نے کہا اس کا معنی ہے ماوصفوا مگر یہ تینوں قول غلط ہیں تو صحیح معنی ہیں احسان ماننا، اور احترام وعزت کا معنی کے احسان ماننا ہے۔ اس لیے کفار نے قدر کی نہ احترام کیا۔ کافر بت پرست ہو یا فرشتوں کا پجاری۔ یہودی ہو یا عیسائی، ۔ یا مجوسی، حالانکہ ہر انسان پر فرض ہے کہ رب تعالٰی کا احسان بھی مانے اور فرمان بھی اور یہ دونوں ایمان نبوت کو ماننے سے ملتے ہیں نبی کی اطاعت کو اتباع ہی بتاتی ہے کہ قدر الہی کیا ہے میرے رب قدیر کا کیا یہ احسان کچھ کم ہے کہ اس نے تم کو اے کافرو خوبصورت تندرست توانا طاقتور اور دراز قد، نطق وعقل والا انسان بنادیا عالم ازل میں ہی تم کو جمادات نباتات، حیوانات سے علیحدہ کر کے تمہارا چناؤ اور انتخاب اشرف المخلوقات میں کر دیا یہ ازلی چناؤ محض اسی کا کرم ہے تمہارے لیے کسی نے بھی نہ سفارش کی تھی نہ حمایت پھر اپنی تمام دنیوی نعمتیں دولتیں تمہارے لیے مسخر فرما کر تم کو تمام زمین اور زمینی مخلوق اشیاء پر حاکمیت اور نعمہ بخشا۔ رب تعالٰی نے تم کو یہ عزتیں طاقتیں بغیر معاوضہ بغیر مشقت بلا طلب عطا فرمائیں چاہیے تو یہ تھا کہ تم سب کفار اسی کا احسان مانتے مگر کسی کافر نے کبھی اپنے اللہ تعالٰی کا نہ احسان مانا نہ فرمان۔ حالانکہ رب تعالٰی کی قدر احسان ماننا فرمان ماننا بہت ہی آسان ہے صرف یہ کہ اس رب کائنات کے بھیجے انبیاء علیہ السلام کے آستانوں پر امتی بن کر آجاؤ۔ ان کی تبلیغ تعلیم و

تفہیم میں رب تعالیٰ اللہ جل مجدہ کو الہ' ولم یکن له کفوا کا اختیار کرو اور اس تھوڑی سی بات میں ابد کی حیات وانعام پالو اتنا آسان ہوگا اور بظاہر انعام مفت کی دولت مگر اس کے باوجود ماقدر واللہ حق قدرہ انہوں نے ویسی قدر نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔

ما قدرو الله حق قدره کسی مفسر نے اس کا معنی کیا ماعرفو الله احق معرفية ، کسی نے معنی کیا ما عظمو الله حق عظمة کسی نے معنی کیا وما وصغو اله من توصيفه مگر یہ تینوں آیتوں کے معنی یہاں غلط ہیں۔ دو وجہ سے اور دونوں ظاہر یہی وجہ یہ ہے کہ یہاں خطاب صرف کفار کو ہے۔ نہ کہ ایمان والوں کو جس سے ثابت ہوا کہ ایمان والے حق قدر کے مطابق قدر کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدر حق کے مطابق آسان ہے۔ اس لیے ہر ایک پر فرض ہے جو نہ کرے اس کو عذاب جہنم کی سزا ہے اس زیادہ مشکل حق توصیف کے مطابق توصیف الہی کرنا ہے یہ کام مسلمان اور مومن بھی نہیں کر سکتے۔ صرف خواص اولیاء اللہ اور علماء راسخ فی العلم ہی کر سکتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ مشکل حق عظمت کیمطابق تعظیم الہی کرنا ہے یہ تو اولیاء اللہ علما، غوث وقطب ابدال بھی نہیں کر سکتے صرف انبیاء مرسلین علیھم السلام ہی کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بلکہ سب سے زیادہ مشکل حق معرفت الہی حاصل کرنا ہے۔ یہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے تمام مخلوق کے لیے خود آقائے کائنات ﷺ جو دیدار الہی کرنے والے آنکھوں سے رب تعالیٰ کو دیکھنے والے لامکان پر آنے جانے والے، شرفِ زیارت لینے والے فرماتے ہیں سبحانک ما عرضاک حق معرفتک (اے اللہ پاک ہے تو نہیں پہچانا ہم نے تجھ کو تیری معرفت کے حق کے مطابق اور اس لیے رشدین معرفت نے فرمایا اللھم ما عرضاک حق معرفتک ای یحسبک ای بکنھک

وليكق عرضات حق معرفتيک بحقیقتاً

یعنی اے اللہ ہم میں کوئی بھی تیری معرفت کو تیرے اعتبار سے اور تیری حقیقت (ذاتیہ) کے مطابق کچھ بھی نہیں جانتے پہچانتے نہ ہم اس معرفت ذات حق تعالیٰ کی

طاقت ہے نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم اپنی علمی فکری بصیرت کے مطابق حق معرفت حاصل کر لیتے ہیں اس معرفت کا خزانہ تامہ کلیہ نبی اکرم کو دیا گیا۔ اور اسی آستانہ قاسم نعمت سے ہر شخص کی قوت مقدور کے مطابق حصہ معرفت تقسیم ہو رہا ہے۔ ہر معرفت سب سے زیادہ انبیاء اکرام کو حاصل پھر صحابہ کرام، پھر تابعین کو پھر تبع تابعین کو پھر اولیاء علماء صلحا کو مگر یہ سب کچھ جزئیۃً ہے کلیاً معرفت اور حقیقت کسی کو بھی حاصل نہیں۔ انبیاء علیہ السلام کو بھی درجہ بدرجہ اس معرفت کا مخزن ذاتِ مطلعی جس کو اس آستانے سے جتنا قرب زیادہ اتنا معرفت الٰہی کا حصہ زیادہ کلیۃً نبی اکرم کو بھی نہیں اس کی وجہ یہ کہ کائنات میں وجود چودہ قسم کے ہیں۔ (۱) وجودِ واجب۔ (۲)۔ وجودِ ممکن۔ (۳)۔ وجود مجرد۔ عن الماھنۃ (۴)۔ وجود المجردات (۵)۔ وجود الاجسام۔ (۶)، وجود مع الماھیہ یعنی وجود ماھیت سے ملا ہوا ہو۔ (۷)۔ وجودِ معروضہ بالماھیہ یعنی ماھیت وجود کو عارضی ہو۔ (۸) وجودِ مرکب یعنی وجود ماہیت اور لوازمات مخلوط ہوں (۹) وجود جنسی (۱۰) وجود صنفی (۱۱)۔ وجودِ نوعی۔ (۱۲)۔ وجود فصلی۔ (۱۳)۔ وجود نظری (۱۴)۔ وجود بدیہی ماھیت کا معنی ہے شخصیت ہر شخصیت کو پہچاننے کے لیے چودہ طریقے ہیں۔

(۱)۔ یا اس کو اس کی جنس سے پہچانا جاتا ہے (۲)، یا اس کی نوع سے (۳)۔ یا اس کی فصل سے (۴)۔ یا اس کی جنس قریب سے۔ (۵) یا اس کی جنس بعید سے۔ (۶)۔ یا اس کی فصل قریب سے (۷)۔ یا اس کی فصل بعید سے،۔ (۸) یا اس کی نظریت سے۔ (۹)۔ یا اس کی بدیہیت سے۔ (۱۰) یا اس کی جزئیت سے۔ (۱۱)۔ یا اس کے حدودِ اربعہ سے۔ (۱۲)۔ یا اس کی انیۃ سے یا ماہیئت سے یعنی علت دیکھ کر معلول کا اور معلول دیکھ کر علت کا پتا لگ جانا جیسے آگ اور دھواں کہ آگ دیکھ کر دھوئیں کا پتا لگ جاتا ہے دھواں نظر آئے یا نہ آئے آگ علت ہے دھواں معلول یہ علت ہے اور دھواں دیکھ کر آگ کا پتا لگ جانا آگ نظر آئے یا نہ آئے یہ لمیت ہے۔ (۱۳) یا کسی شخصیت کو اس کی حدِ تام یا حدِ ناقص سے جاننا پہچاننا وجود کی معرفت حاصل کرنا۔ (۱۴)۔ یا کسی

وجود کی معرفت و پہچان اس کی رسم تام یا رسم ناقص سے حاصل کرنا، خیال رہے کہ کسی کی صفات کا تعارف اس کی ذات کے ذریعے کرانا یہ اس کی حد ہے اور ذات کا تعارف صفات کے ذریعہ کرانا یہ رسم ہے مثلاً زید عالم ہے یہ زید کی حد ہے اور عالم زید ہے یہ زید کی رسم ہے غرضیکہ ہر وجود کی معرفت کما حقہ صرف ان چودہ ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا کسی وجود کی حق معرفت کے مطابق معرفت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں یہ چودہ چیزیں ہوں تب کامل معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ اشبہا قید ہیں وجود کی۔ لیکن جو وجود مطلق ہو اور جس کی ذات موجود للذات ہو کسی بھی قید سے مقید نہ ہو۔ نہ اس کی ماہیت ہو نہ جنس قریب نہ بعید، نہ نوع قریب نہ بعید نہ فصلِ قریب نہ بعید نہ بدھیت نہ نظریت نہ جزئیت نہ مرکبیت نہ حدود اربعہ نہ انیت نہ ثلیت نہ علت نہ معلول نہ حد تام نہ حدِ ناقص نہ رسم تام نہ رسمِ ناقص بھلا اس کی معرفت حق معرفت کے مطابق کلیہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ وجود باری تعالیٰ کی یہی شان ہیکہ وجود ذاتِ مطلق ہے کسی بھی قید سے مقید نہیں اسی لیے کسی کو بھی اس کی معرفت کلیہ حاصل نہیں ہو سکتی، معرفت کلیہ میں معرفہ کما حقہ اور حق قدرہ ہے ہاں البتہ اس کی معرفت جزئیہ حاصل ہو جاتی ہے مگر درجہ بدرجہ کسی کو تھوڑی کسی کو زیادہ کسی کو سماعت سے کسی کو بصارت سے کسی کو تکلم سے کسی کو تشہد سے کسی کو معرفت سے ملتی ہے۔

اسی حیات دنیوی میں کسی کو اس حیاتِ اخروی میں کسی کو شہود رویۃ سے کسی کو قلبی دولت سے کسی کو قاب قوسین پر بلا کر کسی کو طور پر بلا کر کسی کو معراج میں کسی کو خواب میں کسی کو ملکوت کے پردے میں کسی کو محبوب کے جلوے میں کسی کو نورِ قدسی کی تجلی میں کسی کو نورِ حقیقی کی ترقی میں اپنا اپنا حصہ ہے اپنا اپنا نصیب ہے کسی کو نار میں حصہ ملا کسی کو دار میں ملا کسی کو غار میں ملا۔ یہ سب رب تعالیٰ کی تقسیم ہے بندۂ اعلیٰ کی تقدیر ہے رب کی حکمت رب ہی جانتا ہے کیونکہ وہ ہی سبحان اللہ ہے جبار الملکوت ہے قوی الذات ہے عزیز الوصف ہے اوہام اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

افکار اس کا تقدر نہیں کر سکتے۔ عقول اس کا تمثیل نہیں کر سکتے۔ زمانے اس کا ادراک نہیں کر سکتے جنہیں اس کا احاطہ وگھیراؤ نہیں کر سکتیں۔ پیمانے اس کی حد بندی نہیں کر سکتے وہ صمد الذات ہے۔ احدیث الصفات ہے اپنے انتخابات میں مالک اختیار ہے۔

تبصرہ:

قارئین محترم! فقیر نے تفسیر نعیمی کی آیت ماقدرو الله حق قدره کی ایمان افروز علمی تفسیر پیش کی ہے اس تفسیر سے چند ایک فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

(۱) پہلا فائدہ تو یہ حاصل ہوا ہے کہ اس آیت کے مخاطب کفار ہیں مگر اس دور کے نام نہاد مواحدین کی قرآنی خیانت کو ملاحظہ فرماؤ کہ اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔ جب کہ فقیر نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابتدائی صفحات میں لکھ دی ہے۔ یقیناً قرآن کریم کی آیات کے ساتھ ہیر پھیر کرنے والے بھی بدترین مخلوق میں شامل ہیں۔

لطیفہ:

حیرت کی بات ہے کہ علمائے دیوبند ابھی تک ہمارا مشرک ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکے چہ جائیکہ کافر، جہت الشاعتہ التوحید والله کے دو گروہ پورے ملک میں موجود ہیں جن میں پہلا گروہ ہمیں مطلقاً مشرک سمجھتا ہے اور ہمارے ساتھ نکاح وذبیحہ کو حرام سمجھتا ہے بلکہ انہوں نے سرعام فتویٰ بھی صادر کیا ہے جب کہ دوسرا گروہ اس فتویٰ کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ہمیں اہلِ کتاب کہتا ہے۔

اور نکاح وذبیحہ سمیت تمام امور کو جائز سمجھتا ہے۔ صرف یہ تضاد وکھیل آج کا نہیں (بریلوی حضرات) کے متعلق ان کے اکابرین کی رائے بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے تاریخ کے جھروکوں میں سے فقیر چند ایک اقتباسات پیش کر کے پھر فیصلہ منصفانہ مزاج طبقہ پر چھوڑتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نماز کا مسئلہ:

فضلائے دیوبند کو اقرار ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ مبنی بر صدق ہے اور حق ہے لیکن تسلیم کے باوجود توبہ کی توفیق نہ ہوئی اس کے باوجود وہ بہانگ دہل کہتے رہے بلکہ تصانیف میں لکھتے رہے کہ امام احمد رضا اور انکے متبعین کے پیچھے نماز جائز ہے چند فتاویٰ واقوال ملاحظہ ہوں۔

اشرفعلی تھانوی:

ہفتہ روزہ چٹان کا ایڈیٹر مولوی اشرف علی تھانوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

''مولانا احمد رضا بریلوی زندگی بھر انہیں کافر کہتے رہے لیکن مولانا تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں احمد رضا کے لیے بے حد احترام ہے۔ وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول کی بنا پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

۲۔ مولوی محمد حسن اس واقعہ کے راوی ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ بارہا مجھے حضرتِ تھانوی نے فرمایا کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء نوائے وقت ۱۵ فروری ۱۹۶۸ء

انتباہ:

مولوی اشرف علی تھانوی فرقہ دیوبند کے نہ صرف حکیم صاحب ہیں بلکہ متفق علیہ مجدد ہیں جیسے الف ثانی کے مجدد الف امام ربانی احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اب فرقہ دیوبند کے لوگ بجائے لڑائی جھگڑا کے سوچیں کہ جب ان کا مجدد اور حکیم صاحب امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز کہتا ہے تو پھر یہ چھوٹے چھوٹے ملاں اس کے برعکس بولیں تو ان کا کیا علاج ہوتا۔

خبر متواتر:

تھانوی صاحب کا مذکورہ بالا ملفوظ خبر واحد نہیں بلکہ متواتر ہے دیوبند کے بڑے بڑے ستون اس کے راوی ہیں۔

ا۔ مذکورہ بالا حوالہ کا راوی شورش کاشمیری ہے جسے دیو بندی فرقہ اپنے مسلک کا نڈر اور بے وکیل کہتے ہیں۔

۲۔ کوثر نیازی جسے اپنی دیو بندیت پر فخر ہے ناز ہے وزارت کے قلمدان پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود فقرہ دیو بندی سے بے نیازمندی میں رق نہ آیا جنگ کراچی میں ایک طویل مضمون میں لکھا کہ۔

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیو بندی عالم شیخ الحدیث حضرتِ مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہیں مفتیوں کے سبب ہو جائے گا۔ ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔'' تو احمد رضا خان تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہینِ رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

کم وبیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندی نے بیان کیا۔

۳۔ جب حضرت مولانا احمد رضا خان کی وفات ہوئی تو حضرتِ مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا ''وہ تو آپ کو عمر بھر بھی کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لیے دعائے مغفرت فرما رہے ہیں فرمایا اور یہی بات سمجھنے کی ہے کہ احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

۴۔ یہی مضمون مولوی مرتضیٰ در بھنگی دیو بندی سے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اشد العذاب میں لکھا ہے۔

فتویٰ اشرف علی تھانوی:

شاہ اشرف علی تھانوی کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کافر نہ کہو اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرتِ تھانوی ایک بڑے جلسہ سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی مولوی احمد رضا خان بریلوی انتقال کر گئے ہیں۔ آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہلِ جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ (چٹان لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء)

(۲) ایک سلسلہ میں (مولوی اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ دیوبندی کا بڑا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے میں نے کہا وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔ ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو" (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ملفوظ نمبر ۲۲۵ ص ۲۲۰)

(۳) حضرتِ تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ "اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خان کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور ۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

مولوی انور کاشمیری محدث مدرسہ دیوبند:

میں بطورِ وکیل تمام جماعت دیوبندی کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ (کتاب حیات انور ص ۲۲۲ و نوائے وقت کتاب حیات انور ص ۳۳۳ نوائے وقت)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی:

ہم تو ان بدعتیوں (بریلویوں) کو بھی جو اہلِ قبلہ کو جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔ (المہند ص ۱۰)

مفتی محمد شفیع دیو بندی:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی حشمت علی خان کو کافر نہ کہا جائے۔''
(فتاویٰ دار العلوم دیو بند از مفتی محمد شفیع)

مفتی محمود:

لائق صد احترام (دیوبندی) اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دورانِ اسباق بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ مفتی صاحب نے فرمایا میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ (کفر و شرک کا) نہیں دیا میرا بھی یہی خیال ہے۔ (سیف حقانی صفحہ ۹)

دیوبندیوں کا تازہ فتویٰ

روزنامہ جنگ کے جمعہ میگزین دینی مسائل کے عنوان کے تحت دیوبندی مکتب فکر کے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبد الرحمٰن دیوبندی عوام کے مسائل کے جوابات اور فتویٰ لکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک کی تائید اور پیروی میں اہلِ علم و انصاف کے لیے مفتی دیوبند کے بعض جوابات و فتاویٰ قابلِ توجہ ہیں۔

بریلوی امام:

تمام اہلسنت و جماعت خواہ دیوبندی ہو خواہ بریلوی ہو۔ قرآن و سنت کے علاوہ فقہ حنفی میں بھی شریک ہیں اور ان کے درمیان اصولی طور پر اختلاف نہیں لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے لہذا دیوبندی بریلوی کے پیچھے نماز پڑھ لے۔ کیونکہ دونوں حنفی ہیں۔ ''(جنگ میگزین ۲۸ اپریل تا ۴ مئی ۱۹۹۰ء)

مفتی دیوبندی کے فتویٰ سے الحمدللہ بریلوی حضرات صحیح سنی وحنفی ہیں ان کے پیچھے بلا کراہیت وقباحت نماز جائز ہے بلکہ افضل ہے اور جو دیوبندی بریلوی حضرات کو مشرک اور انکے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتے ہیں وہ مفتی عبدالرحمٰن کے فتویٰ سے جھوٹے ہیں اور ناحق مشرک وغیرہ کا غلط تاثر دیتے ہیں۔

فتویٰ دیوبند:

الجواب: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین (سائل نے پوچھا تھا کہ وہ خوب یارسول اللہ ﷺ یا علی مشکل کشا کے نعرے لگاتا ہے۔ حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو غیب کا علم ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ السلام کو عطا فرمادی وغیرہ ایسے (عقائد والوں) کو کافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہو سکتی ہے۔ اور تکفیر مسلم میں فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت احتیاط فرمائی ہے اور یہ دیکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ضعیف اسلام کی ہو تو مفتی کو اس ضعیف وجہ کی بناء پر فتویٰ دینا چاہیے یعنی اس کو مسلمان کہنا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ کراچی ص ۵۴ ج ۲)

تبصرہ:

الحمدللہ ہم اہلسنت پکے سچے مسلمان ہیں۔ اس کا اعتراف نہ صرف اکابر دیوبند کو ہے بلکہ وہ ہمارے اکابر کے پیچھے نماز پڑھتے آئے ہیں اور اس کے جائز ہونے کے فتاویٰ جاری کرتے آئے ہیں۔ یہ آج کون لگتے ہیں ناجائز کہتے ہیں۔

قارئین محترم! فقیر نے علمائے دیوبند کی دورنگی پالیسی آپ کے سامنے پیش کردی ہے متاخرین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ بریلوی حضرات کافر نہیں ہیں اور الحمدللہ موجودین کا بھی یہ نظریہ ہے کہ بریلوی حضرات کافر و مشرک نہیں ہیں بلکہ مسلمان، اہلِ کتاب اہلِ قبلہ ہیں لہٰذا ان کی تکفیر کسی بھی لحاظ سے جائز نہیں ہے۔ اب میرا اس نام نہاد مصنف سے سوال ہے جو اس کیلنڈر کو ترتیب وتصنیف کر رہا ہے کہ قدروا اللہ حق قدرہ آیت کی اس

کو ضرورت کیوں پیش آئی یہ اس آیت کا صحیح مقام بھی نہیں اور پھر یہ کفار کے حق میں نازل ہوئی اس آیت کے مخاطبین کفار ہیں جبکہ ہمارے متعلق ابھی تک تم خود انتشار کے شکار ہو کہ ان کو مشرک و کافر کہا جائے یا اہلِ کتاب پہلے گھر میں تو فیصلہ کر لو پھر ہمارے متعلق کوئی فیصلہ کرنا۔

قارئین محترم! فقیر نے دیوبندی، اہلحدیث کے مشترکہ کیلنڈر کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں ہے؟ کا مکمل جامع مختصراً ترتیب وار جواب تحریر کر دیا ہے۔ پہلی آیتِ کریمہ لحاظ سے اور پھر قرآنی تفسیرات کی مدد سے اپنے موقف وغیرہ کو اور مخالفین کی باطنی قرآنی خیانت کو واضح کیا اور پھر وہ القابات، غوث الاعظم غریب نواز، داتا، گنج بخش، دستگیر، مشکل کشا جن کو وہابیت خدائی القابات سے یاد کرتے ہوئے غیر خدا میں ماننے سے شرک کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ مدلل انداز میں خود ان کی گھر کی کتابوں سے روزِ روشن کی طرح پختہ ناقابل تردید ثبوت ہدیہ قارئین کیے اور پھر دیوبندی و اہلحدیث امت سے مطالبہ کیا کہ وہ اب اپنے اکابرین کے متعلق وہی فتویٰ لگائے جو انہوں نے اکثریت سنی عوام و علماء پر لگایا ہے تاکہ خدا اور توحید سے حقیقی محبت کا پتہ بھی ہے۔ مکتبہ دار السلام ہماری پوری کتاب کا جواب بھی ہے اور ان القابات کے مرتکب علمائے دیوبند و اہلحدیث پر فتویٰ شرک بھی صادر کرے۔ مگر یہ ان سے کبھی بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں۔ میری دیوبندی وہابی حضرات سے بالخصوص اور اپنے سنی، حنفی، بریلوی حضرات سے بالعموم درخواست ہے کہ نہایت اطمینان اور ٹھنڈے دل سے ان چند صفحات کا بغور مطالعہ کریں اور پھر سوچیں اور بتائیں کہ جن باتوں کی بنا پر آپ دن رات مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتے رہتے ہیں وہی باتیں آپ کے اکابرین سے صراحتہ ثابت ہیں یا نہیں؟ اور وہ بھی اس شرک و بدعت میں مبتلا نظر آتے ہیں یا نہیں؟

تو کیا یہ انصاف ہے کہ ایک بات آپ کا کوئی بزرگ کوئی عزیز کرے تو وہ آپ کے نزدیک مومن مسلمان اور اہلِ حق ہی رہے اور یہ بات کوئی اور مسلمان کرے تو وہ آپ

کے نزدیک مشرک بدعتی اور اہلِ باطل ہو جائے؟ آخر ایسا کیوں ہے۔ وجہ تفریق کیا ہے۔؟

یا تو آپ اپنے ان اکابر کو بھی مشرک بدعتی اور اہلِ باطل کہیں یا پھر از راہ کرم عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسرے سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور اہلِ باطل وغیرہ کہنا چھوڑ دیں۔ امید ہے کہ خدا کا خوف رکھنے والے انصاف پسند حضرات ضرور غور کریں گے۔ اور باہمی اتحاد و اتفاق کا سبب بنیں گے۔ جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے اگر دیوبند کے مفتی سچے ہیں تو مسلمان بریلوی کو کافر کہنے والے کس گڑھے میں گریں گے جہنم میں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری حقیری کوشش کو اپنی بارگاہ لم یزل میں منظور و مقبول فرمائے اور اس کو تمام مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔

(آمین) بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۲۴ رجب ۱۴۲۲